بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: سُن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔

صحائف اشرفی

حصّہ اوّل

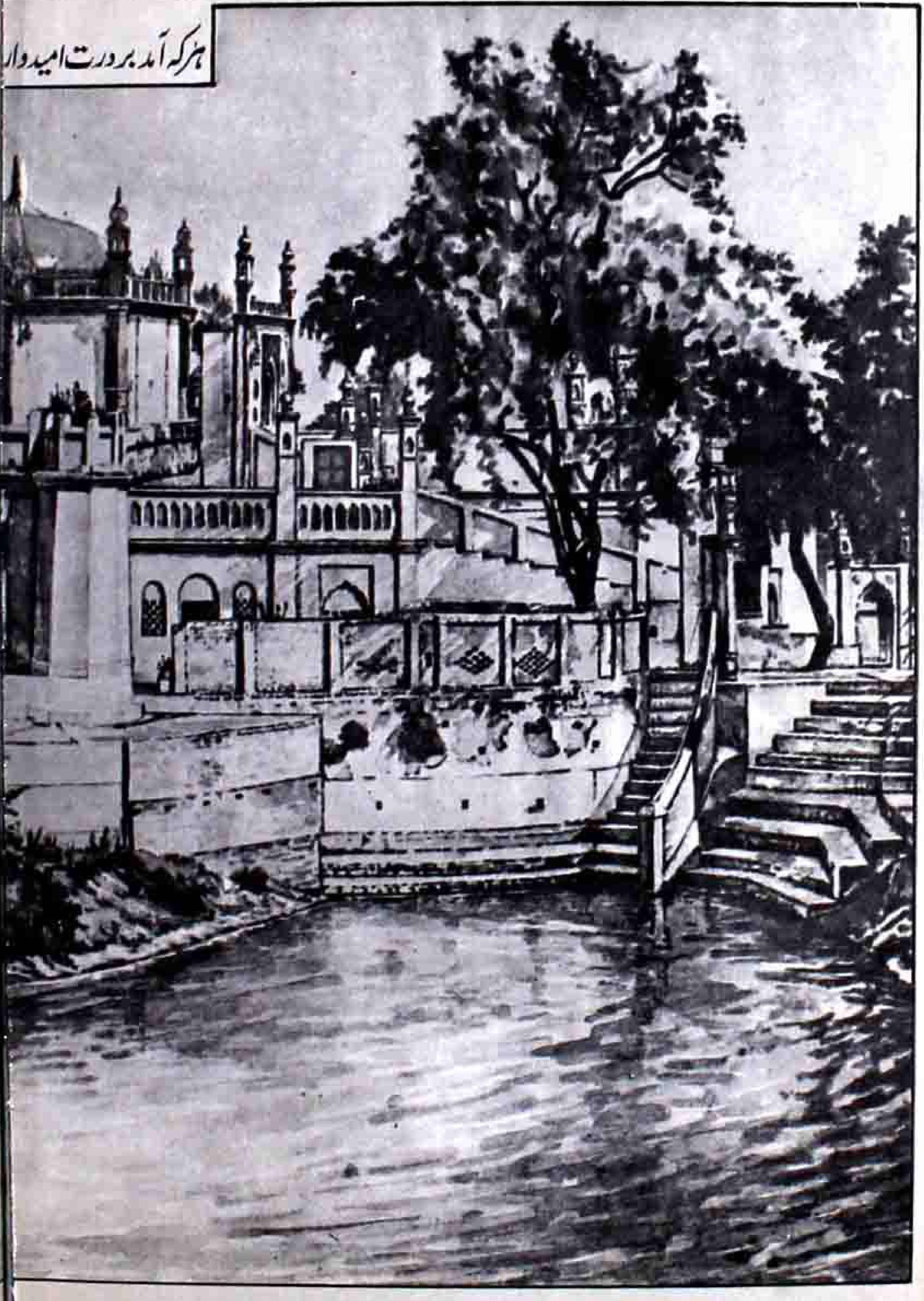
در تذکرۂ حیات مخدوم سمناں علیہ الرحمہ و در بیان سفر عرب و عجم حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ

مُرتبہ
اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ مولانا الحاج ابو احمد
سیّد محمد علی حسین (اشرفی میاں)
الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی

باہتمام
اشرف العلماء حضرت علامہ الحاج
سیّد حامد اشرف
الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی

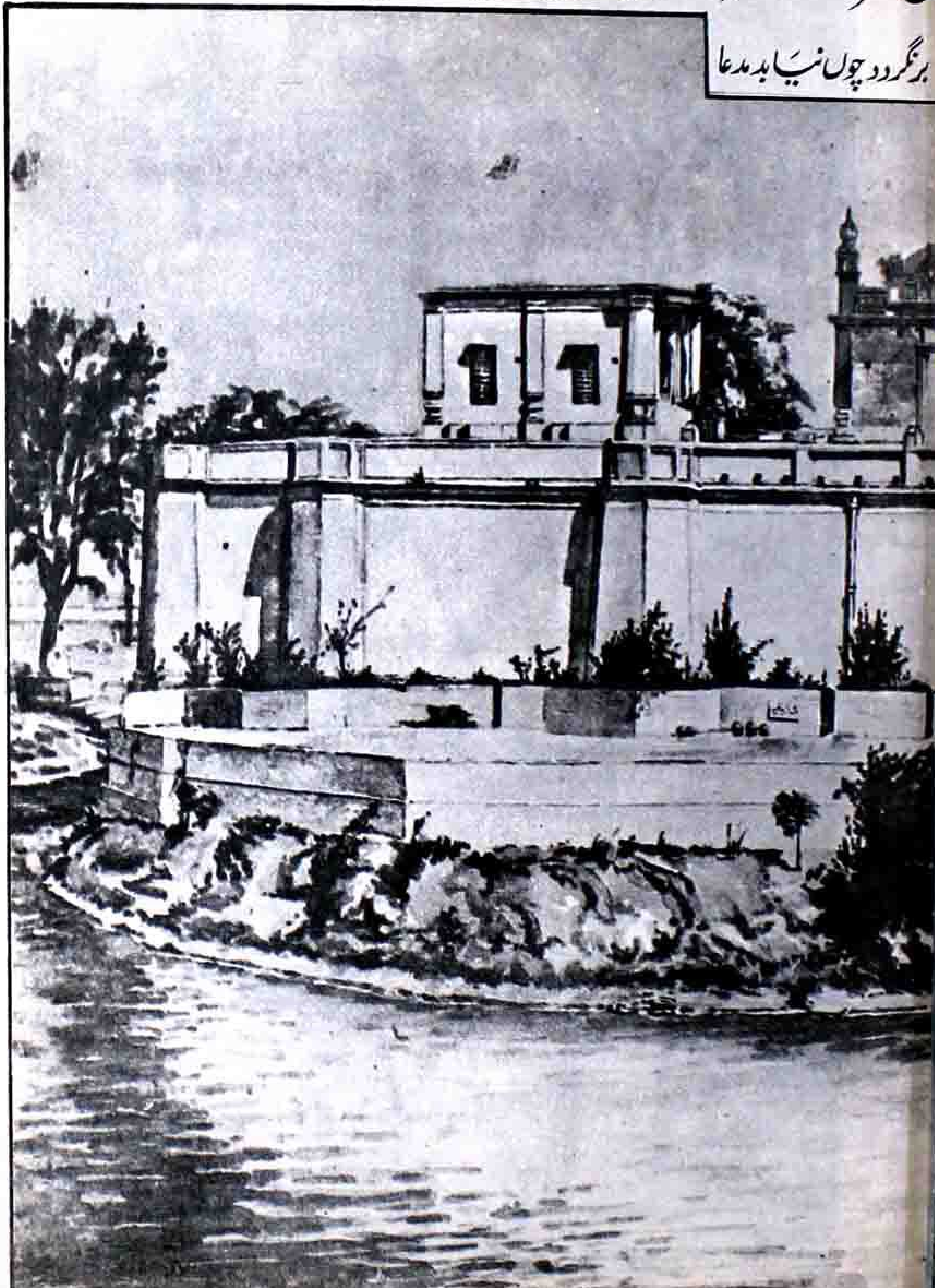
ناشر
ادارہ "فیضان اشرف" دار العلوم محمدیہ باولا مسجد دلائل روڈ بمبئی ۱۳

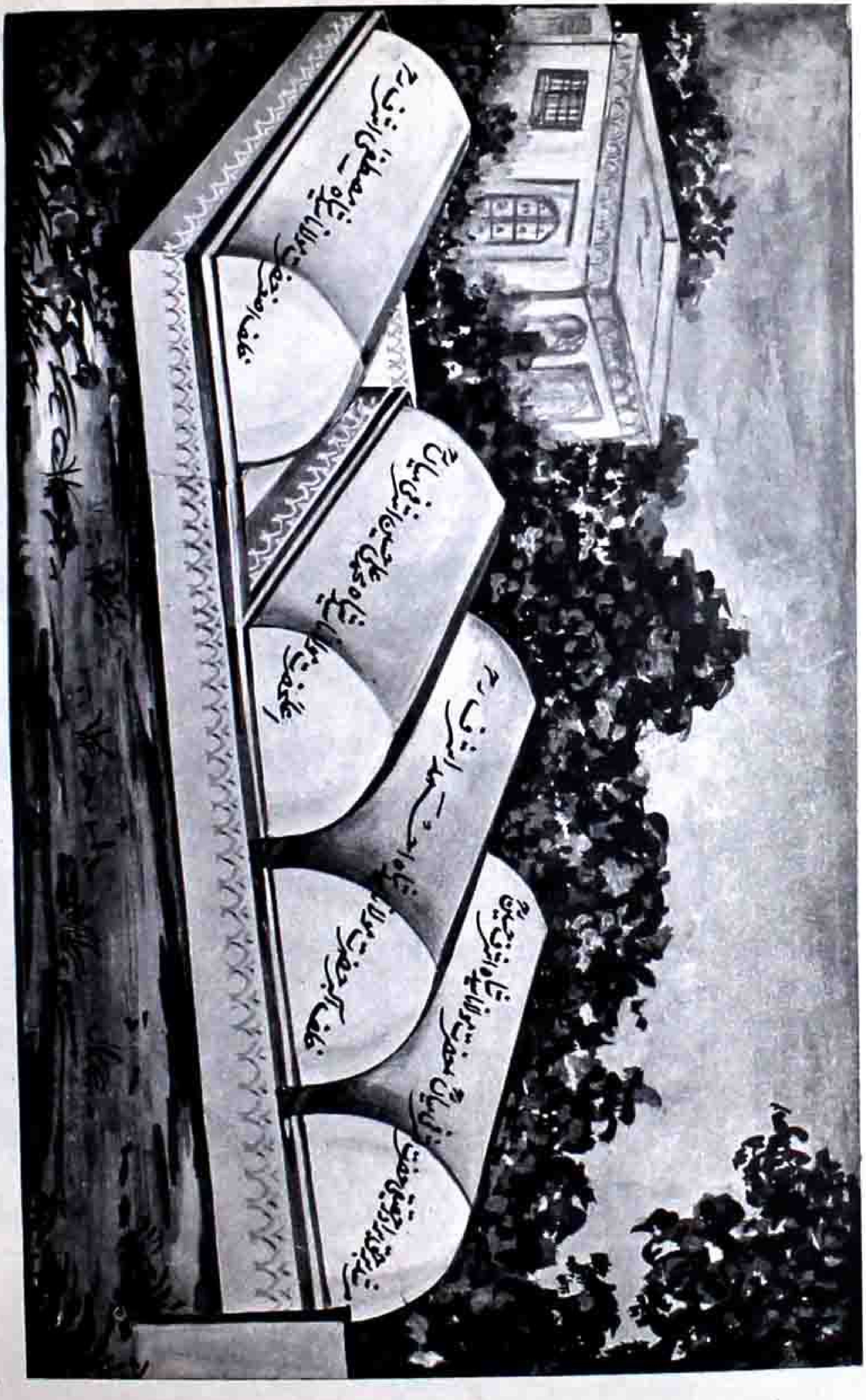
آستانہ مبارک حضرت مخدوم سلطان اوحد الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی



...س سرہٗ۔ درگاہ (رسول پور) کچھوچھہ شریف۔ فیض آباد (یو۔پی)

برنگردد چوں نیابد مدعا





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم۔

صحائف اشرفی

حصہ اوّل

مُرتّبہ

اعلیٰحضرت شیخ المشائخ شبیہہ غوث الثقلین مولانا الحاج ابو احمد سیّد محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی، سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں، درگاہ رسول پور کچھوچھہ شریف فیض آباد (یو پی)

باھتمام

نبیرۂ شیخ المشائخ شبیہہ غوث الثقلین اشرف العلماء بانی دار العلوم محمدیہ حضرت علامہ الحاج سیّد شاہ حامد اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی، خطیب و امام زکریا مسجد۔ ممبئی نمبر ۳ ۴۰۰۰۰

ناشر

ادارہ "فیضان اشرف" دار العلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ ممبئی ۱۳

کتاب ـــــــ صحائفِ اشرفی (حصہ اول)
مرتب ـــــــ حضرت شیخ المشائخ اشرفی میاں علیہ الرحمہ
پروف ریڈنگ ـــــــ مولوی حافظ محمد نور الہدیٰ اشرفی رودرپوری
کتابت ـــــــ حافظ وجہ القمر خاں رضوی بستوی
سنہ طباعت ـــــــ ۱۴۰۵ھ م سنہ ۱۹۸۴ء
صفحات ـــــــ دو سو چوراسی (۲۸۴)
تعداد بار اول ـــــــ تین ہزار (۳۰۰۰)
باہتمام ـــــــ اشرف العلماء سید حامد اشرف
رجسٹرڈ نمبر بی ۲۲۹۹
ناشر ـــــــ ادارہ "فیضان اشرف" دار العلوم محمدیہ۔ بمبئی نمبر ۱۳
مطبع ـــــــ ہما آفیسٹ پرنٹرس جیکب سرکل بمبئی
قیمت ـــــــ ۲۵ روپے

ملنے کے پتے

۱ ـــــ ادارہ "فیضان اشرف" دار العلوم محمدیہ باؤلا مسجد ولائل روڈ۔ بمبئی نمبر ۱۳
فون نمبر: ۳۹۷۶۷۰
۲ ـــــ امام و خطیب زکریا مسجد۔ بمبئی ۳
۳ ـــــ امام و خطیب مسجد سنگتراشان ۸۲ ڈمٹمکر روڈ۔ بمبئی ۸
۴ ـــــ اشرفی کتب خانہ امام و خطیب موتی مسجد، بھائیکلہ۔ بمبئی ۲۷
۵ ـــــ مولانا محمد مستقیم رضوی مرزاپوری اشرفی نوری بکڈپو درگاہ رسول پور کچھوچھہ شریف فیض آباد
۶ ـــــ ذکاء اللہ خاں اشرفی سیکٹر ۳۶ ج بلاک ۶ کوارٹر ۷ بریلی کالونی لانڈھی۔ کراچی ۳۰ پاکستان

فہرست مضامین "صحائف اشرفی"

حصہ اول

نواں صحیفہ

کرامات کا بیان

اعتذار

جس کتاب کے منظر عام پر آنے کا تذکرہ برسوں سے ہو رہا تھا اور اہل عقیدت جس کے لئے فرطِ محبت میں دل و نظر فرشِ راہ کئے اور جبین نیاز جھکائے ہوئے سراپا منتظر تھے، اب انتظار کی صبر آزما گھڑیاں ختم ہوئیں اور "صحائف اشرفی" اپنے صوری و معنوی حسن و خوبی کے ساتھ اہل بصیرت و عقیدت کے دل و نظر، فکر و عمل کی تسکین کے لئے شائع کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ کسی کتاب کو منظر عام پر لانے کے سلسلے میں کتابت و طباعت اور اسکی صحت میں کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کتنے تکلیف دہ مراحل سے گذرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ صحیح معنوں میں انھیں حضرات کو ہوگا جو ان پر خار وادیوں سے گذرے ہوں گے۔ ساحل سمندر پر کھڑے رہ کر طوفان کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ ؏ کنارے سے کبھی اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا۔

حتی الامکان کتاب کی تصحیح، کتابت کا معیار، حروف کی دلکشی، کاغذ کی پائداری، طباعت کی نفاست وغیرہ کا بے حد خیال رکھا گیا ہے جس کی عوام الناس کو اکثر شکایات رہا کرتی ہیں۔ باوجود ان کاوشوں کے اگر اہل کرم کی نظر میں کوئی غلطی نظر آجائے تو مطلع فرمائیں، پوری سنجیدگی سے غور و فکر کے بعد انشاء اللہ الرحمٰن دوسرے ایڈیشن میں شکریہ کے ساتھ تصحیح کردی جائے گی۔

ہمیں افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ "صحائف اشرفی" میں جا بجا حقیقت افروز اور نصیحت آموز فارسی اشعار کے ترجمے ہدیۂ ناظرین نہ کرسکے اس کمی کا شدت کے ساتھ ہم خود بھی احساس کر رہے ہیں۔ قارئین اس کو ہماری عدم توجہی پر نہیں بلکہ کثرت کار ہجوم افکار پر محمول فرمائیں گے اور کتاب "صحائف اشرفی" کے متعلق اپنے فکر و خیال سے ہمیں ضرور آگاہ کرنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ فقط والسلام

نیک دعاؤں کا طلبگار یکے از سگِ بارگاہِ اشرف
محمد نور الہدیٰ اشرفی رُودَرپوری
مدرس دار العلوم محمدیہ بمبئی و خطیب و امام مسجد سنگتراشاں بمبئی
یوم پنجشنبہ۔ یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ م ۲۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

کلماتِ تصدیر

سیدی وسندی و مرشدی و جدّی حضرت شیخ المشائخ مولانا سیّد شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ والرضوان حلقۂ مشائخ و علماء میں احسن الوجوہ ہونے کی بنا پر شبیہ غوث الثقلین سے معروف اور جانے پہچانے جاتے تھے۔ چنانچہ شیخ مارہرہ حضرت قدوۃ السالکین مولانا سیّد شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو شبیہ غوث الثقلین سے یاد فرمایا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کے پیر و مرشد حضرت آلِ رسول علیہ الرحمہ کی طبیعت زیادہ ناساز ہے تو آپ خود بغرض مزاج پرسی مارہرہ شریف تشریف لے گئے۔ حضرت آل رسول علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کی امانت خاص ہے جسے اولاد غوث میں شبیہ غوث الثقلین مولانا سیّد شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی کو سونپنی اور پیش کر دینی ہے۔ اور وہ اس وقت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء چشتی رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر ہیں، محراب مسجد میں ملاقات ہوگی چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دلی تشریف لائے۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کے آستانہ پر حاضری دی پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیر کی نشاندہی کے بموجب حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو محراب مسجد میں پایا اور برجستہ فی البدیہہ یہ شعر کہے ؎

اشرفی اے رخت آئینۂ حسنِ خوباں

اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں

پھر عرض مدعا کیا۔ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے مارہرہ شریف میں حاضری دی حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت اور خلافت بخشی اور یہ فرمایا کہ

جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہونچا دی۔ اس کے بعد حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ کے خاتم الخلفاء کہلائے۔

پچھلے سال عرس قاسمی کے موقع پر مارہرہ شریف فقیر حقیر سیّد حامد اشرف نے حاضری دی۔ دل میں یہ جستجو اور خواہش تھی کہ معلوم کیا جائے کہ حضرت جدّی اشرفی میاں علیہ الرحمہ خانقاہ برکاتیہ کے کس حجرے میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ حضرت حسن میاں دامت برکاتہم سے دریافت کیا۔ صندل پوشی کے وقت حضرت حسن میاں زید مجدہ ایک حجرے میں مجھے لے گئے اور فرمایا کہ یہی وہ حجرہ ہے کہ جس میں حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ قیام پذیر ہوتے تھے۔ اس وقت اس حجرے میں حضرت محمد میاں علیہ الرحمہ کا مزار پر انوار ہے۔

حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی خانوادۂ اشرفیہ میں واحد شخصیت ہے جنہوں نے سلسلۂ اشرفیہ کو عرب و عجم کے دیار و امصار میں متعارف کرایا اور اس سلسلہ کی ترویج و اشاعت فرمائی۔ اور یہ حق ہے کہ آپ کو سلسلہ اشرفیہ کا مبیّن و مظہر و مجدّد کہا جائے۔ اور آپ اپنے جدّ کریم حضرت مخدوم میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ والرضوان کے سیرۃً کامل جانشین اور متبع ہونے کی حیثیت سے آپ بے شک اکبر الوقوہ کے مصداق تھے۔ آپ کی ظاہری و باطنی دونوں زندگیاں حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کی اتباع کی آئینہ دار تھیں۔ اتباع کا یہ مفہوم صرف حیات ظاہری سے متعلق ہے بعد ممات اتباع کا یہ تصور ممکن ہی نہیں لیکن آپ نے حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے پائیں اپنی قبر کے لئے تاکید فرما کر لفظ اتباع کو ایک نیا مفہوم بخش دیا تاکہ صبح قیامت کو بھی اپنے محبوب حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے اتباع میں اٹھیں۔ دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اپنے محبوب کے پائیں اس انداز میں پڑا رہنا کہ کبھی کروٹ نہ بدلی یہ اتباع کا انوکھا انداز ہے۔

حضرت جدّی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے حضور والد محترم مولانا سیّد شاہ مصطفٰے اشرف صاحب علیہ الرحمہ سے فرمایا فرزند پیر مصطفٰے اشرف مجھے فرزند مولانا سیّد احمد اشرف علیہ الرحمہ اور والدۂ سیّد محمد محدث علیہما الرحمہ (جو اشرفی میاں کی بڑی صاحبزادی تھیں) کے مابین دفن کرنا چوں کہ یہ اتنا حصہ بالکل میرے جد کریم مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے پائیں ہے۔ حضور والد محترم علیہ الرحمہ نے عرض کیا کہ حضور وہاں اتنی جگہ نہیں ہے کہ قبر بنائی جاسکے۔

حضرت جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جس کا نام لے کر فقیر اشرفی در در مارا مارا پھرا اور جن کا کھلا تا رہا کیا وہ اپنے پائیں ایک قبر کی جگہ بھی نہ عطا فرمائیں گے۔

آج اسی جگہ پر آپ کا مزار پر انوار مرجع خاص و عام ہے اور فیض رسانی کا سرچشمہ منبر ہے۔

حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنی نسبی فضیلت اور خاندانی وجاہت کی بنا پر لائق مدح وستائش ہیں۔ آپ اس نسب پاک سے متعلق ہیں جو لائق صد افتخار ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جس نسب کے بارے میں فرماتے ہیں :-

ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل واصطفیٰ قریشًا من کنانۃ ومن قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم

اللہ تعالےٰ اولاد اسماعیل میں قبیلہ بنی کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنو کنانہ میں سے قریش کے خاندان کا انتخاب فرمایا اور قریش میں بنو ہاشم کو اعزاز بخشا اور مجھ کو بنو ہاشم میں مصطفےٰ کیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے نسبی اور سببی علاقہ رکھنے والوں کو ایک غیر معمولی حیثیت دے دی۔ ارشاد گرامی ہے :-

کل نسبٍ و سببٍ یقطع یوم القیامۃ الا نسبی وصھری

تمام رشتے اور ناطے قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے علاوہ میرے رشتے ناطے کے

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس شخصیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی و سببی شرافت حاصل ہو جائے اس کو ذاتی طور پر دیگر تمام شخصیات پر ان کی تمام وہبی و کسبی خوبیوں پر بالا تر ہے۔

حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی شخصیت اپنے اقران اور ہم عصروں میں صورت، سیرت کردار، عمل، حسن اخلاق اور علو ہمتی میں نمایاں تھی۔ نیز شریعت کی پابندی کا از حد احترام فرماتے تھے۔ چنانچہ بوقت وضو ماء مستعمل سے بچنے کے لئے پوستین پہن لیا کرتے تھے۔ خلال انگشتِ دست و پا معمول کے طور پر کرتے تھے۔ بسلسلۂ طہارت کلوخ کا استعمال بطور سنت کرتے تھے۔

آپ کی شرعی وجاہت کا یہ عالم تھا کہ جب بارگاہ سرکار غوث اعظم میں حاضری دی تو

صاحب سجادہ خود استقبال کے لئے تشریف لائے اور اپنا مہمان خاص رکھا۔

آپ نے اپنی زندگی کے چند نقوش والہامی تاثرات کو نظم و نثر میں پیش کیا ہے اس وقت ہمارے سامنے منظوم "تحائف اشرفی" جس میں اصناف سخن کا لطف موجود ہے۔ آپ کے اس کلام میں عربی، فارسی، اردو اور ہندی کے تمام اقسام، دادر، ٹھمری اور بروگ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ وظائف اشرفی جو نثر میں ہے لیکن وہ مختلف اوراد و اشغال واذکار اور مراقبے کا مجموعہ ہے جسے ہم "درر منثورہ" "بہیہ سنیہ" کہہ سکتے ہیں۔ حقیقۃً نثر میں آپ کی تالیف منیف "صحائف اشرفی" ہے جس کے مطالعے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمۃ والرضوان اس صدی کے جہانیاں جہاں گشت تھے۔ اور سیروا فی الارض کے عملی تفسیر تھے۔ اور نیز یہ کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے حالات وکوائف پر مشتمل ہے لیکن حضرت جدّی اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے سفر عرب وعجم اور زیارات کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اس انوکھے اور دلنشیں پیرائے میں کہ قطعی بے جوڑ و بے ربط نہیں معلوم ہوتے بلکہ دل پر ایک گہرا اثر ڈالتا ہے اور پکار اٹھتا ہے:۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

اس کتاب کے ساتھ بڑا المیہ یہ تھا کہ اب تک پردۂ اخفا میں رہی اور منظر عام پر نہ آسکی جس کا سبب یہ تھا کہ وہ مسلسل حادثات کا شکار ہوتی رہی۔

حادثۂ اولیٰ: ۱۳۴۲ھ میں کتاب مذکور وجود میں آئی تو کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر چرالیا۔ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو اس کا بڑا غم رہا اور نہ ملنے پر افسوس فرماتے رہے اور سوائے صبر کے چارہ نہ رہا۔

۱۳۴۳ھ میں زمانہ عرس مخدوم سمناں علیہ الرحمہ میں حضرت سیّد شاہ ابوالمحمود احمد اشرف علیہ الرحمہ آپ کے فرزند اکبر نے ایک خطبہ برآۂ استہلال کے طور پر زبان عربی میں لکھ کر حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض مدعا کیا کہ حضور اگر چندے توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب گم شدہ سے بڑھ کر تالیف فرما سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس اشرفی

میاں علیہ الرحمہ صحائف اشرفی کے مقدمے میں اس حادثہ کو تحریر فرماتے ہیں:۔

"سنہ ۱۳۴۲ ھ میں خانقاہ آستانہ روح آباد میں کتاب مذکورہ فقیر کے ہمراہ تھی۔ کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر (بناکر) چرالیا۔ میری ہمت پست ہوگئی کہ اس پیرانہ سالی میں مجھ میں نہ قوتِ آخذہ باقی رہی نہ دماغ ایسا رہا جس میں مضامین محفوظ رہتے۔ کتاب گم شدہ کے ملنے سے مایوس ہوکر بجز صبر کے چارہ نہ رہا۔

سنہ ۱۳۴۳ ھ میں سفر ثالث حج و زیارت، مدینہ منورہ و سفر ملک شام و مصر و حلب و حامہ و ملک عراق عرب، بغداد شریف، کربلائے معلےٰ کاظمین شریف و نجف اشرف و سامرہ شریف وغیرہا کے بعد زمانہ عرس شریف میں میرے فرزند ارجمند، مرید و خلیفۂ اول، عالم باعمل، درویش باشغل محسود چشم حاسداں، محفوظ نشتر ناقداں، حاجی بیت الشرف، سید ابو المحمود احمد اشرف (علیہ الرحمہ) نے ایک خطبہ بصنعت براۃ استہلال زبانِ عربی میں لکھ کر میرے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور اگر کھتوڑی سی ہمت اور توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب "صحائف اشرفی" مؤلفۂ سابقہ سے بڑھ کر دوبارہ تالیف فرماسکتے ہیں۔

اس کے بعد بتوجہ رُوحانیہ حضرت جدّی قدس سرہ العزیز میرے قلب میں القار ہوا کہ کمر ہمت چست باندھ کر اپنے جدِّ بزرگوار کی سوانح عمری کی تالیف میں سرگرم ہوجاؤں۔ تائیدِ غیبی اس قدر معین ہوئی کہ پہلی کتاب میں جابجا خاص موقعوں پر جو اشعار لکھے تھے سب مستحضر ہوگئے۔ اور ان مواقع پر جو اشعار مناسب کہے گئے تھے درج کرنا شروع کر دیا۔

سچ تو یہ ہے کہ میرے امکان میں یہ بات نہ تھی کہ میں اس مبسوط کتاب کی تالیف میں مشغول ہوسکتا۔ اب میرا سن اسی ۸۰ تک پہونچا مگر بات یہ ہے کہ بموجب شعر:۔

فیض رُوح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم می کنند آنچہ مسیحا می کرد

اس کتاب کی تالیف مکرر کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت جدّی قدس سرہٗ کے فیض روحی نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلف نہ مضامین مندرجہ کتاب گم شدہ باضافۂ واقعات جدیدہ جو در کتابِ سابقہ نہ تھے لکھنا شروع کر دیا۔

حادثۂ ثانیہ : حضرت اقدس جدّی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے دور حیاتِ مبارکہ میں نہ جانے کن وجوہ کی بنا پر یہ کتاب "صحائف اشرفی" زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔ حضرت علیہ الرحمہ کے پردہ فرما لینے کے بعد تمامی تبرکات وکتب حضور والد محترم مولانا سید شاہ مصطفےٰ اشرف علیہ الرحمہ کو جائز طور پر ورثہ میں حاصل ہوئیں۔ ایک زمانہ تک تمامی کتب صندوق کے سپرد رہیں اور کوئی خاص توجہ نہ کی گئی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں جب کہ آپ نے ضعفِ پیری کی بنا پر تمام سفر ملتوی کر دیا تھا اور کچھوچھہ شریف کے مکان مسکونہ سے منتقل ہو کر آستانہ روح آباد خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت کے ساتھ ہی پورا گھرانہ درگاہ شریف میں زنان خانہ میں مقیم ہو گیا۔ یعنی ہم سب کے سب درگاہ شریف میں رہنے لگے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ حضرت اقدس اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی ملاقات کے لئے مریدین و معتقدین و متعلقین و متوسلین فوج در فوج آتے تھے اور شرفِ ملاقات سے اور پند و موعظت سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اور سلسلۂ ارادت میں داخل ہوتے تھے۔ اور صبح و شام خوان اشرفی پر آنے والے مہمانوں کی حسبِ مقدار تواضع کی جاتی تھی۔ جس کا بوجھ حضور والد محترم کی فقیرانہ متوکلانہ زندگی پر تھا۔

حضور والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ اگر بار قرض کی سبکدوشی میں مجھے جائداد فروخت کرنی پڑے تو یہ گوارا ہے۔ لیکن یہ ناپسند ہے کہ میرے والد بزرگوار حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد کوئی قرض کی انگلی ان پر اٹھا سکے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں زمینی جائداد کا ایک بڑا حصہ موضع رامپور کا فروخت کر دیا گیا۔ اور قرض کی ادائیگی کر دی گئی۔ نیز خاندانی دیگر الجھنوں نے ایسا گھیر رکھا تھا کہ کتابوں کی طرف توجہ نہ ہو سکی۔

ایک روز حضور والد محترم نے خواب میں حضرت اقدس جدّی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ فرزند مصطفےٰ اشرف تمہارے مقدور میں ہو تو فقیر کی کتاب طبع کرا کے منظرِ عام پر لاؤ۔ چنانچہ حضور والد محترم نے کتاب "صحائف اشرفی" کے مقدمے میں اس اشارۂ باطنیہ کو جو کہ خواب میں آپ کو دکھایا گیا تھا، پیش کرتے ہیں:۔

حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب میری زندگی میں طبع ہو کر شائع ہو جائے تاکہ خلق خدا منتفع ہو مگر مشیت ایزدی کہ حضرت کی حیاتِ ظاہری میں یہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔ ایک روز فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو فقیر کی کتاب کو طبع کرا کر سلسلہ و غیر سلسلہ والوں کے سامنے پیش کر۔ تو بہتر ہے

بعد عرس حضرت مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ فقیر خانہ پر عزیزم بابو کبیر احمد خان صاحب اشرفی رئیس نوہٹہ ضلع بھاگلپور تشریف لائے۔ دورانِ گفتگو میں تذکرہ "صحائف اشرفی" کا آیا۔ انھوں نے طبع کرانے کی خدمت اپنے ذمّہ لی۔ (الیٰ آخرہ)

حضور والد محترم سیّد مصطفےٰ اشرف علیہ الرحمہ نے کتاب "صحائف اشرفی" کا مبیضہ کرایا اصل و نقل دونوں بابو کبیر احمد خاں مرحوم کے حوالے و سپرد کر دیا مگر وائے صد حیف و افسوس کہ وہ طبع نہ کرا سکے اور دسیوں سال ان کے یہاں اصل و نقل دونوں صندوق کی زینت بنی رہی۔

جب یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ طبع نہ کرا سکیں گے تو بالآخر حضور والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے مسلسل تقاضوں کے بعد کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" کو حاصل کیا۔ پھر

اسی بکس میں احتیاط سے رکھ دیا جہاں سے دستیاب ہوئی تھی۔

حضور والد محترم مرحوم و مغفور نے ضعف پیری اور دورۂ تنفس کی بنا پر دیار وامصار کے سفر کو ملتوی کر دیا اور گھر ہی پر تلاوتِ قرآن حکیم اور اشغال و اذکار کا اضافہ فرما کر اپنی زندگی کے اوقات کو پورا کرنے لگے۔ کبھی کبھی اسی حالت میں گم ہو جاتے تھے پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ فرماتے کہ یہ کیا ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ اسے ذہول کہا جا سکتا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ جب کوئی دنیا اور مافی الدنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو گرد و پیش کی تمام چیزیں اپنی ہیئت کذائی اور نام کے ساتھ اوجھل ہو جاتی ہیں۔ ہم اسی کیفیت کو عالم محویت سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر یہ کیفیت اعتدال پر آتی رہتی ہے۔ معمولات و فرائض سنن و نوافل کو کسی حالت میں نہیں چھوڑا۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ

حتیٰ کہ نماز تہجد سخت دورۂ تنفس کے باوجود اپنے رب کے حضور ادا فرماتے۔ اور یہی وہ نماز تہجد تھی کہ جس میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور ہم کو صدائے اللہ اللہ سے بیدار کیا اور خود نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ کی منزل تک پہونچے اور ہم سے رخصت ہو گئے۔

میری شومیٔ قسمت کا حال یہ تھا کہ میں اپنے والد محترم کا آخری دیدار نہ کر سکا۔ ان کی تجہیز و تکفین اور غسل میں شریک نہ ہو سکا، نہ ان کے جنازہ کو کاندھا دے سکا، نہ نمازِ جنازہ پڑھ سکا اور نہ قبر میں اتار سکا۔

مجھے بذریعہ تار بمبئی کے پتہ پر اس سانحہ پر درد و غم ناک اور پر سوز کی اطلاع دی گئی۔ جو حزن و الم مجھ پہ طاری ہوا اس کیفیت کے بیان کے لئے الفاظ کی وسعت بھی ناکافی ہے۔

ایک وہ غم ہوتا ہے جو تنہا ایک ذات سے متعلق ہوتا ہے لیکن یہ وہ غم ہے جس سے پورا خانوادۂ اشرفی ہی نہیں بلکہ دنیائے اشرفیت ماتم کناں ہے۔

مختلف مقامات سے آئے ہوئے مختصر تعزیت نامے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) کان شمس نصف النهار وبقیۃ السلف فی العشیرۃ الاشرفیہ وکان فقدہ اھم خسران ملیۃ

وہ خانوادۂ اشرفی کے مہر نیم روز اور بقیۃ السلف تھے۔ اور آپ کی پردہ پوشی سواد اعظم کے لئے زبردست ملی خسارہ ہے....

(۲) ابعدنا اظل رجل عظیم ذی السماح وکان ذا الوجاھۃ امطر اللہ علی ضریحہ الانور امطار الرحمۃ

ایک عظیم بزرگ کے سائے سے ہم محروم کر دئے گئے وہ ایک عظیم شخصیت تھی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ان کے قبر انور پر رحمتوں کی بارشیں برسائے۔

(۳) کان ذا الجاہ مثل حیاۃ مولانا سیدنا الشاہ اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان امطر اللہ علی قبرہ الاقدس، ازھار الرحمۃ والبرکۃ۔

حضرت والا جاہی میرے آقا سرکار اشرفی میاں علیہ الرحمہ والرضوان کی زندگی کی یادگار تھے۔ مولا تعالےٰ ان کی قبر اقدس پر رحمتوں و برکتوں کے پھول برسائے۔

(۴) ٭ کان سبب الخیر والبرکۃ لعشیرتنا الاشرفیہ

ہم سب خاندان اشرفیہ کے لئے آپ کی ذات باعث خیر و برکت تھی۔

(۵) ان المرحوم والمغفور کان مجمعًا لکل رجل وکل رجل یستنیر علی ذوقہ وطلبہ۔

بے شک مرحوم و مغفور ہر شخص کے لئے ایک انجمن تھے اور ہر شخص اپنی طلب اور ذوق کے موافق روشنی حاصل کرتا تھا۔

(۶) انہ رجل عظیم کریم النفس القیٰ الیناعین

اللطف والرحمة واسبغ علينا بنعمته العزيز وكان مغتنماً من السلف للخلف۔

بے شک وہ ایک عظیم کریم النفس شخص تھے۔ ان کی نگاہ لطف و رحمت مجھ پر برابر رہتی۔ انھوں نے نادر نعمتوں سے نوازا اور ان کی ذات پچھلوں کے لئے مغتنمات میں سے تھی۔

(۷) کل ولد لعشیرۃ الاشرفیہ محبوب عندہٗ ودعا لکل بالعافیۃ والسلامۃ والعروج ولکل داع مبتلا مداوا وابتهاج کلٍ ابتهاجه وسرورهم سرورهٗ وحزنهم حزنهٗ وكانت حياته الجليلة مثالاً لحياة اسلافنا. التاسف كل التاسف على رحلة رجل عظيم القدر من رُبعُ وسنا

خانوادہ اشرفیہ کے ہر بچہ کے ساتھ ان کا پیار تھا۔ ہر ایک کے لئے سلامتی و ترقی کی دعا فرمائی۔ ان کی حیات جلیلہ ہمارے اسلاف کی زندگی کا نمونہ تھی اور وہ ہر ایک کے درد کی دوا تھے۔ ہر ایک کی خوشی ان کی خوشی اور ان کا حزن سب کے غم میں مضمر تھا۔ ایسے عظیم القدر سائے کا ہمارے سروں سے اٹھ جانا جس پر ہمارا انتہائی افسوس ہے۔

(۸) نحن نعتقد على عظمته ومشيخته ورفع الكفه الى الله تعالےٰ اذا رفع الكف السوال الى الله استجيب۔

ہم ان کی عظمت و بزرگی اور دست دعا کے اٹھانے پر پورا اعتماد کرتے تھے اور جب کبھی دست سوال بارگاہ الٰہی میں اٹھالیا تو قبول کر لیا گیا

(۹) جعل يرقص عند رحلته مثاله امامنا ويذكرنا كل حديث جديد وقديم۔ فاضطربنا اضطراباً شديداً

بوقت رحلت ان کی صورت سامنے گھومنے لگی اور ہر قسم کی نئی

پرانی باتیں یاد آنے لگیں۔ پھر ہم انتہائی مضطرب ہوئے۔

(۱۰) آہ والتاسف علی رحلۃ فائدنا وترکنا علی حال لیس لنا مونس ولا صدیق ولا حبیب۔ وصرنا ایتاماً۔

آہ افسوس ہماری جماعت شغرفیہ کا قائد ہم سے رخصت ہوگیا۔ انھوں نے ہم کو ایسے حال میں چھوڑا جب کہ کوئی مونس، کوئی دوست اور کوئی حبیب نہیں اور ہم حقیقتاً یتیم ہوگئے۔

(۱۱) کانت ذاتہ المقدس مرأۃ صحیحۃ ونموذجا من اسلاف الصالحین لا مجال فی مشیئۃ اللہ تعالےٰ وقضائہ وکانت ھذہ الحادثۃ الفاجعۃ جبل الم انک عالم دین فلتصبر ولتحتسب۔

آپ کی ذات مقدسہ سلف صالحین کی صحیح یادگار اور نمونہ تھی یقیناً یہ حادثہ جانکاہ کوہ الم ہے۔ آپ عالم دین ہیں۔ صبر کیجئے اور ثواب کے امیدوار رہیئے۔ اللہ تعالےٰ کی مشیت وقضا میں کسی کی کوئی مجال دم زدن نہیں۔

(۱۲) کان مالکا لاوصاف حمیدۃ وجامعا للخصائل العالیۃ یا ابناء سید مصطفےٰ اشرف المرحوم والمغفور انتم من ولد سیدنا الامام حسین الشہید فی کربلا فلتصبر ولتحتسب۔

آپ بہت سی خوبیوں کے مالک اور بلند خصلتوں کے جامع تھے اے سید مصطفےٰ اشرف صاحب مرحوم ومغفور کی اولاد۔ تم سب کے سب امام حسین رضؓ شہید کربلا کی اولاد سے ہو۔ صبر کرو اور ثواب کے امیدوار رہو۔

(۱۳) کان ھو ذا الطوار حمیدۃ للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شیئ عندہ باجل مسمّیٰ۔

وہ بڑی خوبیوں والے تھے۔ اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے

لے لیا اور اسی کے لیے وہ بھی ہے جو اس نے دے دیا۔ ہر شئی کا اس کے نزدیک ایک وقت متعین ہے۔

اللھم اغفرلہ ولوالدیہ واسناذہ ومشائخہ وابنائہ وبناتہ واخائہ واخواتہ ومن توسل منہ والتصق بارادتہ

حادثۂ ثالثہ : حضور والد محترم علیہ الرحمہ کے وصال فرمالینے کے بعد آپ کے ترکہ میں صحائف اشرفی و وظائف و اسناد و تذکرہ خلفاء کے مسودات اور حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا عمامہ شریف اور آپ کا جبہ خاص و سبز عصائے مبارک اور کچھ حضور والد محترم کے ملبوسات دستیاب ہوئے۔

حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا عمامہ شریف اور آپ کا جبہ خاص اور عصائے مبارک اس وقت حضرت مولانا سید شاہ ابو الفتح مجتبیٰ اشرف (جو میرے برادر معظم ہیں) کی تحویل میں بطور امانت موجود ہے۔ اور ہر سال ستائیسویں محرم الحرام کو کچھوچھہ شریف میں عرس کے موقع پر اس کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ اور مسودات میرے حوالے کیے گئے۔ بمبئی واپس آجانے کے بعد پتہ چلا کہ عزیزی حکیم سید احمد حسین اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور اپنی تحویل میں رکھا۔ آخر ش کتاب "صحائف اشرفی" شدید تقاضے کے بعد مجھے آں عزیز سے حاصل ہوئی اور میں اسے لے کر بمبئی آگیا اور دار العلوم محمدیہ کے خوشخط و ہونہار طلبا ر کی مدد سے مبیضہ کرایا پھر اصل و نقل دونوں کو اپنی حفاظت میں محفوظ رکھا اور یہ سوچتا رہا کہ شاید کوئی صورت طباعت کی سامنے آجائے۔

ایک روز میر عبد الغفور صاحب زید مجدہٗ زکریا مسجد میرے حجرے میں تشریف لائے۔ دوران گفتگو "صحائف اشرفی" کی طباعت کا تذکرہ آیا۔ بڑے ہی جوش و خروش سے وعدہ فرمایا دوبارہ گفتگو ناگپور میں ہوئی اور مزید وعدے کی تاسیس فرمائی۔ چنانچہ کچھ کتابت کا کام بھی شروع کرادیا گیا۔ لیکن کاتب صاحب کی کتابت نہ معیاری تھی اور نہ حسن و دلکشی لئے ہوئے ہاں، اغلاط کی کثرت ضرور تھی مجبوراً ناپسند کرتے ہوئے رد کردی گئی اور ایک اچھے خوشنویس کاتب حافظ وجہ القمر خاں رضوی (جو دار العلوم محمدیہ کے سابق ہونہار طالب علموں میں ہیں)

سے معیاری کتابت کے ساتھ کام شروع کرادیا گیا ـــــــــ اور آں موصوف کو بذریعہ رجسٹری مطلع کیا کہ طباعت میں اتنا صرفہ ہوگا لہٰذا جلد بندوبست کر کے روانہ فرمائیں ـــــــ مگر جواب بڑا مایوس کن آیا جس کا مختصر ناظرین کے پیش نظر ہے ـــــــــ مکتوب گرامی پیر عبدالغفور صاحب مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۸۴ء۔

اس سے پہلے ایک رجسٹری ملی تھی میں نے رجسٹری کا جواب بھی دیا مگر وہ جواب آپ کو نہ ملا جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ گرامی نامہ کے پیش نظر ادباً عرض ہے کہ فی الحال ضروریات کا اتنا بوجھ ہے کہ میں بالتفصیل عرض کرنے سے قاصر ہوں ـــــــ لہٰذا فی الحال کسی دوسرے کام کے لئے رقم کی فراہمی دشوار ترین مسئلہ ہے ورنہ فقیر ہرگز اس کام سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ انشاء اللہ المولیٰ آئندہ فقیر سے جو بھی خدمت ممکن ہوسکے گی کرنے کیلئے تیار ہے لیکن فی الحال مجبور ہوں۔

اس خط کو پڑھنے کے بعد کچھ ذہنی الجھنیں بڑھ گئیں لیکن روحانیہ پاک حضور جدی اشرفی میاں علیہ الرحمہ کارفرما ہوئی اور یک گونہ طباعت کی راہ پیدا ہوگئی۔ اہل سورت کے محب مخلص جو جامِ اشرفی کے مست تھے حضرت مولانا حامد فقیہ صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم محمدیہ بمبئی وصدر دارالعلوم خواجہ دانا شاہ سورت کی تلقین پر ایک رقم پیش کی جو گرچہ طباعت کے لئے ناکافی تھی لیکن میرے نزدیک بڑی گراں قدر تھی۔ مولیٰ تعالےٰ ان عقیدت کیشوں کو جزائے خیر دے۔

چنانچہ اب ہم اس منزل پر پہونچ چکے ہیں کہ "صحائف اشرفی" کا پہلا حصّہ جو باب کرامات تک ہے اس کو شائع کر رہے ہیں۔ "صحائف اشرفی" کا دوسرا حصّہ حضرت محبوب یزدانی علیہ الرحمہ کے بیعت ارادی وارشادی اور حضرت حاجی الحرمین ابوالحسن سیّد عبدالرزاق نورالعین علیہ الرحمہ کے قبولیت فرزندی وشجرۂ نسب اور بعض اہم خلفاء کرام کے ذکر پر مشتمل ہے۔ نیز مسئلہ سجادگی کا شرعی منصب اور اس کا تفصیلی جائزہ۔

"صحائف اشرفی" کے تیسرے حصّے میں حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت اور حضرت

نور العین علیہ الرحمہ کے فرزندوں اور دیگر خلفاء کے بارے میں بشارتیں اور بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی علیہ الرحمہ نے کتنے بزرگوں کو بطریق اویسی سلسلۂ اشرفیہ میں داخل فرماکر خرقۂ خلافت اور فیضان مدام سے نوازا اور خاندان اشرفی کی شاخیں کہاں کہاں اس وقت موجود ہیں، نیز ان کا شجرۂ نسب بیان کیا گیا ہے۔

اخیر میں ہم ان حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے طباعت کے سلسلے میں تعاون فرماکر عقیدتمندی کا ثبوت دیا ہے بالخصوص عزیزی مولوی حافظ محمد نور الہدیٰ اشرفی رودرپوری نے پرخلوص انداز میں بڑی ہی جانفشانی کے ساتھ مسودے کو صاف کیا اور پروف ریڈنگ (کاپی کی تصحیح) میں عرق ریزی کے ساتھ کتاب مذکور کو صحیح خدوخال میں منظر عام پر لانے میں شریک رہے۔ رب کریم موصوف کو سعادتِ دارین سے نہال فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

صدر اعلیٰ دار العلوم محمدیہ۔ بمبئی

و خطیب و امام زکریا مسجد۔ بمبئی

یوم پنجشنبہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ سنہ ہجری

مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۸۴ء سنہ ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

از: شیخ طریقت عامل شریعت رہنمائے حقیقت دانائے معرفت حضرت مولانا سید شاہ محمد مصطفےٰ اشرف

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

فقیر حقیر ذرۂ بے مقدار سید محمد مصطفےٰ اشرف اشرفی جیلانی خلف اصغر اعلیحضرت محبوب ربانی حاجی الحرمین ابو احمد المدعو سید شاہ محمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔

حضرت مخدوم اوحد الدین محبوب یزدانی میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز تارک سلطنت سمنان' عرض پرداز ہے کہ "لطائف اشرفی" سے اخذ کر کے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے کتاب مستطاب "صحائف اشرفی" تحریر فرمایا تھا جس میں حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور حضرت کے خلفاء و دیگر بزرگان دین کے حالات مندرج ہیں اور ساتھ ہی ساتھ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے سفر عراق کی کیفیت بھی درج ہے۔

حضرت کی دلی خواہش تھی کہ یہ کتاب میری حیات میں طبع ہو کر شائع ہو جائے تاکہ خلق خدا منتفع ہو مگر مشیت ایزدی کہ حضرت کی حیات ظاہری میں یہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔

ایک روز فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو فقیر کی کتاب کو طبع کرا کر سلسلہ و غیر سلسلہ والوں کے سامنے پیش کر تو بہتر ہے

بعد عرس حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۷ سنہ ہجری فقیر خانہ پر عزیز م بابو کبیر احمد خان صاحب اشرفی رئیس نوہٹہ ضلع بھاگلپور

تشریف لائے۔ دورانِ گفتگو میں تذکرہ "صحائف اشرفی" کا آیا۔ انھوں نے طبع کرانے کی خدمت اپنے ذمہ لی۔

اللہ تعالےٰ بطفیل جمیع بزرگان و نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صاحب موصوف کو جزائے نیک آخرت عطا فرمائے۔ آمین

وما توفیقی الا باللہ

فقیر سید محمد مصطفےٰ اشرف اشرفی جیلانی غفرلہٗ
خلف اصغر اعلیٰ حضرت محبوب ربانی حضرت سید شاہ
ابو احمد المدعو محمد علی حسین صاحب قبلہ سجادہ نشین رحمۃ
اللہ علیہ۔ درگاہ کچھوچھہ شریف۔ ضلع فیض آباد۔

یکم صفر ۱۳۷۳ھ ہجری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان اشرف لطائف توھب الی قلوب الکونین واصحف صحائف تصحف علی استار بصارة الفواد ونور العین ھو الفناء فی اللہ والبقاء باللہ والعرفان بان لا موجود الا اللہ واکرم ملفوظات تلفظ بھا عند الثقلین واعظم مکتوبات تکتب مع الاجر فی حضرة رب المشرقین والمغربین ھو الاستھلال فی نور اللہ و الاستقرار تحت ظل اللہ والایمان بان سیدنا ومولانا محمدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہ لا سیما علی سادا تنا العمرین وعثمان ذی النورین والمولیٰ ابی الحسنین وابی محمد الحسن الشریف وابی عبد اللہ وابن علی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم وعن جمیع عباد اللہ المکرمین واولیا اللہ المعظمین ما دارت دائرة الملوین وطلعت مطالع الشمسین بعد ھٰذا

فقیر حقیر ھیچمیز رو ھیچمدان خاکپائے درویشاں
ننگ خاندان عاصی پرمعاصی امیدوار شفاعت شافع کونین

بندۂ درگاہ نبی الحرمین الحاج سیّد ابو احمد المدعو بہ محمد علی حسین من اولاد حضرت غوث الثقلین خادم سجادہ اشرفی سمنانی آستانہ روح آباد معروف بدرگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد ابن مقبول بارگاہ لم یزل حضرت حاجی سیّد شاہ سعادت علی اشرفی نور اللہ مرقدہٗ مرید اور ادنیٰ خادم حضرت اخی معظم ومکرم ومحترم مخدومی ومولائی ومرشدی حاجی الحرمین سیّد ابو محمد اشرف حسین اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ونبیرہ حضرت باعزو شرف سید شاہ نیاز اشرف اشرفی رحمۃ اللہ علیہ بخدمت شائقین حالاتِ بزرگان وطالبین مقالات برگزیدگان عرض کرتا ہے کہ بعد سفر حج بیت اللہ وزیارت دربار حضرت حبیب اللہ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲۹۷ھ میں کتاب لاجواب

لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی ملفوظات حضرت جدی و مولائی تارک المملکت والکونین مرشد الثقلین سلطان اوحد الدین والدنیا قدوۃ الکبریٰ وغوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی نوربخشی چشتی نظامی قادری مخاطب بخطاب محبوب یزدانی شرف اللہ بفیضہ العالم وقدس اللہ سرہ الاعظم مطبع نصرت المطابع دہلی میں بار اوّل طبع کرائی۔ چوں کہ زمانہ موجودہ میں اکثر مبسوط کتابیں اردو میں ترجمہ ہوکر مقبول انام ہوئیں اور عموماً زبان اردو نے بہت ترقی پائی۔ اس لئے نقیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مختصر سوانح عمری حضرت موصوف الصدر زبانِ اردو میں لکھ کر نذر خدمت شائقین کروں، اور کتاب لطائف اشرفی اور رسالہ اشرف الفوائد اور مکتوباتِ اشرفی اور کتاب سنوات الاتقیاء مِن توالیف شیخ ابراہیم سرہندی سے خاص خاص مضامین انتخاب کیے اور کتاب زبدۃ الاسرار تصنیف شیخ عبدالحق محقق دہلوی سے تبرکاً ذیمناً بعض بعض حالات حضرت قطب الکونین غوث الثقلین جدی و مولائی و سیدی شیخ محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ خاص مواقع میں درج کیے، اور اس کتاب کا نام صحائف اشرفی رکھا، بجائے فصول و ابواب کے صحیفۂ اوّل و دوم آخر فہرست تک درج کیا۔ ۱۳۴۲ھ میں خانقاہ آستانہ روح آباد میں کتاب مذکور فقیر کے ہمراہ تھی، کسی صاحب نے تبرک سمجھ کر چرا لیا۔ میری ہمت پست ہوگئی کہ اس پیرانہ سالی میں مجھ میں نہ قوتِ آخذہ باقی رہی، نہ دماغ ایسا رہا۔ جس میں مضامین محفوظ رہتے۔ کتاب گمشدہ کے ملنے سے مایوس ہوکر بجز صبر کے چارہ نہ رہا... ۱۳۴۳ھ میں بعد سفر ثالث وحج و زیارت مدینۂ منورہ و سفر ملک شام و مصر حلب و حامہ اور ملک عراق، عرب، بغداد شریف و کربلائے معلیٰ و کاظمین شریف و نجف اشرف و سامرہ شریف وغیرہا۔ بعد انقضائے زمانہ عرس شریف میں میرے فرزند ارجمند و مرید و خلیفۂ اوّل عالم باعمل درویش باشغل محسود چشم حاسداں محفوظ از شر ناقصان حاجی بیت الشرف سید ابوالمحمود احمد اشرف نے ایک خطبہ بصنعت براعۃ الاستہلال زبان عربی میں لکھ کر میرے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور اگر تھوڑی ہمت اور توجہ مبذول فرمائیں تو کتاب صحائف اشرفی مؤلفہ سابقہ سے بڑھ کر دوبارہ تالیف فرماسکتے ہیں۔ اس کے بعد بتوجہ روحانیت حضرت جدی قدس سرہ العزیز میرے قلب میں القاء ہوا کہ کمر ہمت چست باندھ کر اپنے جدّ بزرگوار کی سوانح عمری کی تالیف میں سرگرم

ہو جاؤں۔ تائیدِ غیبی اس قدر معین ہوئی کہ پہلی کتاب میں جا بجا خاص موقعوں پر جو اشعار لکھے تھے سب مستحضر ہو گئے۔ اور ان مواقع پر جہاں جو اشعار مناسب لکھے گئے تھے، درج کرنا شروع کیا سچ تو یہ ہے کہ میرے امکان میں یہ بات نہ تھی کہ میں اس مبسوط کتاب کی تالیف میں مشغول ہو سکتا۔ اب میرا سن اسی۸۰ تک پہونچا، مگر بات یہ ہے کہ بموجب شعر:۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید　　دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

اس کتاب کی تالیفِ مکرّر کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور حضرت جدی قدس سرہ کے فیض روحی نے اس قدر امداد فرمائی کہ بے تکلفانہ مضامین مندرجہ کتاب گمشدہ باضافہ واقعاتِ جدیدہ جو درجِ کتاب سابقہ نہ تھے، لکھنا شروع کر دیا۔ اور میرے فرزند روحی حاجی مولوی ابوالجمیل محمد خلیل الدین احمد صدیقی بریلوی سیاح ہفت زبان سلمہٗ نے بکمالِ ادب عرض کیا کہ حضور پر اگرچہ مضامینِ سابقہ مستحضر ہیں مگر بوجہ ضعف پیری کتابت میں لانا اس کا خالی از دقت نہ ہوگا۔ اس خادم کی یہ تمنا ہے کہ حضور زبان مبارک سے فرماتے جائیں، اور خادم لکھتا جائے فقیر نے اپنے فرزند روحی کی درخواست منظور کی، یہ سعادت اور یہ خدمت حق تعالےٰ نے ازل میں ان کے نصیب میں لکھی تھی۔ یہ فرزند سعید ۱۳۳۱ھ میں فقیر کے سفر حج کے دوسرے سال حجاز، فلسطین، مصر، شام اور عراق کے عتبات عالیات کی زیارات سے مشرف ہوئے اور مرشدی و مولائی حضرت الشیخ سید صالح، آفندی ابن سید مرتضیٰ آفندی نقیبِ اشراف حماۃ شریف کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ اور ہندستان میں ۱۹۱۵ء میں حسب بشارت عالم رویا، اس فقیر سے بعطاء تاج و دلق و مثال خلافت ممتاز ہو کر بخطاب خلیل اللہ شاہ مخاطب کیے گئے۔ یہ فقیر بھی ۱۳۳۰ھ میں بماہ ربیع الثانی حماۃ شریف میں جب بشوقِ زیارت اپنے جدِ اعلےٰ سید ابوالعباس احمد جیلانی قدس سرہٗ جو حضرت نورالعین کے حقیقی دادا تھے، حاضر ہوا تو حضرت سیدی و مرشدی سید صالح آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے بعطائے تاج و مثال خلافت اس فقیر کو مشرف فرمایا، اور اسی سفر میں سید عبدالجبار آفندی حموی نے بھی سلسلۂ عالیہ قادریہ کی جس میں آپ سے لے کر حضرت امام حسن علیہ السلام تک سلسلۂ بیعت، عن آبیہ آبائی طور سے چلا آیا ہے، خلافت عطا فرمائی۔

ناظرین با تمکین کی خدمت میں یہ عرض ہے بمقتضائے الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان اگر کسی مقام پر غلطی وخطا ملاحظہ فرمائیں، تو اس کی اصلاح کر کے دامنِ عفو میں چھپائیں، اور مجھ کو ممنون فرمائیں......

اب بارگاہ الٰہی میں التجا ہے کہ خداوندا، ملکا، بادشاہا، کریما، کارسازا، بندہ نوازا، بےنیازا اپنے کمالِ کرم اور بندہ پروری سے بطفیل حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اس کتاب کو مقبول اور منظور انظار ارباب طریقت فرما کر اس کے برکات اور انوار سے اپنے بندوں کو مستفیض فرمانا۔

ابیاتِ التجائیہ

الٰہی یہی ہے مری التجا — نہیں اور اس کے سوا مدعا
کہ مقبول ہو جائے میری کتاب — پڑھے شوق سے اس کو ہر شیخ وشاب
زمانے میں جاری ہو یہ فیضِ عام — طفیلِ محمد علیہ السلام
پڑھے اس کو جو کوئی با اعتقاد — ملے اس کو دونوں جہاں کی مراد
پسند آئے یہ ان کی سرکار میں — شہنشاہ سمنان کے دربار میں
خوشی سے یہ فرمائیں میرے حضور — ملے گا تجھے اجر اس کا ضرور
خدایا مری التجا کر قبول — طفیلِ رسول اور آل رسول
ترا بندۂ اشرفی خاکسار — قبولِ دُعا کا ہے امیدوار

* * *

اس کتاب میں لفظ قدوۃ الکبریٰ یا حضرت محبوب یزدانی یا حضرت غوث العالم سے حضرت سلطان سید اوحد الدین اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ۔ اور لفظ حاجی الحرمین یا حضرت نور العین سے حضرت قدوۃ الآفاق سید عبد الرزاق نور العین ہمشیرزادہ حضرت محبوب یزدانی اولاد پاک حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ مراد ہیں۔ جن کو حضرت محبوب یزدانی نے اپنا خلیفہ برحق اور سجادہ نشین مطلق بنایا تھا۔

فہرست مضامین

کتاب صحائف اشرفی منتخب از لطائف اشرفی وغیرہ

چھٹا صحیفہ :۔ حضرت محبوب یزدانی کے اطراف خطۂ اودھ اور قصبہ رودولی اور سدھور اور قلعہ جائس میں تشریف لے جانے اور بعض صدور کرامات سفر کے بیان میں

ساتواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے مرتبہ غوثیت سے مشرف ہونے اور دیگر فضائل مخصوصہ کے بیان میں۔

آٹھواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے عجائب و غرائب حالات سفر کے بیان میں۔

نوواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کی بعض کرامتوں کے بیان میں۔

دسواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے شجرۂ بیعت ارادی سلسلۂ چشتیہ، نظامیہ، سراجیہ اور شجرہ بیعت ارشادی سلاسل عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، شطاریہ، زاہدیہ اور مداریہ وغیرہ کے بیان میں۔

گیارہواں صحیفہ : حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نورالعین اولاد حضرت غوث الثقلین کے قبولیت فرزندی اور ان کے شجرۂ نسب سیادت اور بعض فضائل مخصوصہ کے بیان میں۔

بارہواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے کرام کے بیان میں۔

تیرہواں صحیفہ : حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت کے بیان میں اور نزدل فیض الٰہی اور تشریف لانے ملائکہ اور مردان غیب اور تمام اہل خدمات اور بشارت نسبتِ فرزندان نورالعین و دیگر خلفاء جلیل الشان میں جو حضرت محبوب یزدانی نے انفاس متبرکہ سے بشارت فرمائی۔ اور تشریف لانے بعض اولیاء اللہ کے عالم سیر میں اور آپ کی تجہیز و تکفین میں۔

خاتمہ : ان تصرفات اور کرامات کے ذکر میں جو بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی کے آج تک مزار فائض الانوار سے جاری ہیں

* * *

مقدّمہ

اس بیان میں کہ بزرگوں کے حالات اور انکے واقعات سننے اور پڑھنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

قَالَ الْاَشْرَفُ بَشَّرَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ اَصْغٰی کَلَامَکَ بِحُسْنِ الْقُبُوْلِ وَ الْاِعْتِقَادِ وَبِطَرْزِ الْیَقِیْنِ وَالْاِنْقِیَادِ فِیْ عِرْفَانِیْ وَوِجْدَانِیْ بِسَمْعِ خَیَالِیْ فَقَدْ اِنْدَرَجَتْ حَسَنَاتٌ فِیْہِ نُقْطَۃُ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَتِ اِنِ الْتَبَسَ عَلَیْہِ فِی الْحَالِ فَقَدْ یَثْبُتُ لَہُ التَّنَصُّبُ فِیْ طَوْرٍ مِّنْ اَطْوَارِہٖ

(ترجمہ) "فرمایا سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے خوش خبری مجھ کو دی حق تعالیٰ نے کہ جس نے سنا تمہارے کلام کو ساتھ حسن اعتقاد کے، کان دھرے میری شناخت میں پس داخل ہوں گی نیکیاں اس میں اور کلام معرفت۔ اگرچہ اس پر وہ کلام مشکل ہو، اس کے طور میں اس کے اطوار سے نصیب ہوگا۔"

حضرت حاجی الحرمین سیّد عبدالرزاق نورالعین نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا کہ طالب صادق کو تمام علوم وفنون سے کس علم کا حاصل کرنا ضروری ہے؟

فرمایا کہ توحید کے جاننے اور ایمان کے پہچاننے کے بعد اوّل اوّل جس چیز کا جاننا ہر بندہ پر واجب ہے، وہ تمام عقائد حقہ، شریعت وطریقت کا جان لینا ہے، اور عبادت کا جاننا ہر ایک درویش پر فرض ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:۔ اَدِّبُوْا ثُمَّ فَقِّھُوْا ثُمَّ اعْتَزِلُوْا وَاعْمَلُوْا (ترجمہ) "پہلے ادب سیکھو، پھر فقہ حاصل کرو، پھر گوشہ میں بیٹھو اور عمل کرو۔"

اسی ارشاد کے قریب حضرت محبوب یزدانی نے یہ بھی فرمایا کہ جس وقت شیخ الاسلام احمد جام زندہ پیل بزرگان چشت کے مزارات متبرکہ کی طرف روانہ ہوئے، دوسری طرف سے حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ احباب واصحاب کے ساتھ نکلے، اثنائے راہ میں دونوں

بزرگوں سے ملاقات ہوئی، باتوں بات کچھ بے لطفی پیدا ہوگئی۔ جب طرفین کے دلوں سے کدورت دور ہوگئی تو حضرت شیخ الاسلام نے خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ سے فرمایا کہ ان احباب واصحاب کے جھگڑے کو چھوڑ دو۔ صرف دو خدمت گار ہمراہ رکھو۔ اور تین روز توقف کر کے مجھ سے ملو، چنانچہ ان کے ارشاد کے موافق حضرت خواجہ نے عمل کیا۔ پھر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں آکر کہا کہ جیسا آپ نے فرمایا تھا، میں نے ویسا ہی کیا۔ اب جیسا فرمایئے ویسا کروں۔۔۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سجادہ کو طاق پر رکھو اور جاؤ علم حاصل کرو کہ زاہد بے علم شیطان کا تابعدار ہوتا ہے، اور عابد بے فقہ چکی کے گدہوں کی طرح سے قابل تعریف وتحسین نہیں۔ خواجہ نے قبول کیا اور کہا کہ آئندہ کیا فرماتے ہیں کہ ویسا کروں۔ فرمایا کہ جب تحصیل علم سے فارغ ہو جاؤ اپنے خاندان کو زندہ اور روشن کرو۔ تمہارے باپ دادا بہت بزرگ اور صاحب کرامات ومقامات تھے۔

حضرت خواجہ مودود چشتی نے کہا کہ جب مجھ کو آپ خاندان کے زندہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو برکت کے لئے اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دیجئے۔

شیخ الاسلام نے فرمایا: سامنے آؤ۔ یہ سنتے ہی شیخ الاسلام کے قریب سامنے آگئے شیخ الاسلام نے ہاتھ پکڑا۔ اور اپنے مسند کے کنارے پر بٹھالیا اور تین بار فرمایا:

"بشرط علم، یعنی تمہاری خاطر سے تم کو مسند پر بٹھالیتا ہوں۔ اس مسند پر بیٹھنے کا حق اس وقت پیدا ہوگا جب تم علم حاصل کر لوگے۔"

اس کے بعد تین روز شیخ الاسلام کی خدمت میں رہے۔ اس مدت میں ہزاروں فائدے حاصل کئے اور بے شمار نوازشیں دیکھیں۔ تین روز کے بعد واپس آئے۔ اور چند دنوں کے بعد بغرض تحصیل علم بلخ وبخارا کی طرف تشریف لے گئے۔ چار برس تک اپنی طاقت اور مقدور بھر اس بارے میں کوشش کی اور اس کمال کو پہونچے کہ ان شہروں میں جا بجا آپ سے عجیب وغریب کرامتیں ظاہر ہوئیں، جن کی تفصیل سے کتاب دراز ہوجاتی ہے۔ بعد اس کے چشت تشریف لائے اور مریدان ومعتقدان کی تعلیم میں مصروف ہوئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ عالم کو چاہیئے کہ بغیر پوچھے ہوئے مسئلہ نہ بتائے، سوال

کے بعد جواب دیا کرے۔

حضرت نور العین نے عرض کیا کہ علماء دنیا اور علمائے آخرت میں کیا فرق ہے؟

ارشاد فرمایا: ادنیٰ فرق یہ ہے جیسے کھری اور کھوٹی چاندی میں ہوتا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ: فَضْلُ الْعَالِمِ بِاللّٰہِ عَلَی الْعَالِمِ بِالْاَحْکَامِ کَفَضْلِ الْمُشَاھِدَۃِ عَلَی الْخَبْرِ وَلَیْسَ الْخَبْرُ کَالْمُعَایَنَۃِ۔ (ترجمہ) "فضیلت عالم باللہ کی عالم بالاحکام پر ایسی ہے جیسے دیکھنے کو خبر پر فضیلت ہے اور خبر معائنے کے برابر نہیں ہوتی ہے"۔

اور فرمایا:۔ اَلْعَالِمُ بِلَا عَمَلٍ کَالْقَوْسِ بِلَا وَتَرٍ (ترجمہ) "عالم بلا عمل ایسا ہے جیسے کمان بلا چلہ کے"۔

قَالَ الْاَشْرَفُ اَلْعَالِمُ بِلَا عَمَلٍ کَالْمِرْاٰۃِ بِلَا صَیْقَلٍ (ترجمہ) "یعنی عالم بلا عمل ایسا ہے جیسے بے قلعی کا آئینہ"۔ جب تک آئینہ پر صیقل عمل نہ ہوگا رخسارہ، احوال و مقامات نظر نہ آئے گا۔ طالب علم جانتا ہے کہ مجرد علم وسیلہ نجات ہے، اور یہ نہیں سمجھتا کہ بغیر عمل کئے ہوئے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ لَّمْ یَنْفَعْہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ (ترجمہ) "قیامت کے دن اس شخص پر زیادہ عذاب ہوگا کہ جس کے علم نے کچھ نفع نہ دیا ہو"۔

اگر کوئی جنگل میں جائے اور دس تلواریں اس کے ہاتھ میں ہوں۔ ناگہاں ایک شیر سے مقابلہ ہو جائے، اگر وہ تلوار نہ چلائے گا تو بھلا شیر سے بچ سکتا ہے؟ اگر کوئی سو ہزار مسئلہ علمی پڑھتا ہو اور جانتا ہے لیکن عمل نہ کرے، تو اس کے جاننے سے کیا فائدہ۔ اگر کوئی بیمار حرارت و صفرا سے علیل ہو اور یہ جانے کہ اس بیماری کا علاج کشکاب اور سکنجبین ہے، مگر اس دوا کا استعمال نہ کرے تو کیا نفع ہوگا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: ایک زاہد چار سو صندوق علمی کتابوں کی رکھتا تھا۔ اور شب و روز لوگوں سے مباحثہ کیا کرتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو ایک شخص نے اس کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہنے لگا کہ جس تاریخ سے مرا ہوں، چاہ ویل میں مبتلائے عذاب ہوں۔ شعر:

چوں عالم ندارد باعمال میل   بود جائے او در نہ جاہ ویل

ایک شخص نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ قرآن مجید سے بھی کچھ دلیل ہے کہ علم بلا عمل کام نہیں آتا۔

فرمایا کہ بہت جگہ قرآن میں آیا ہے کہ اب سن :۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ (ترجمہ) "فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے، انسان کے واسطے نہیں ہے مگر جو کچھ اس نے کوشش کی"۔

اے فرزند جانتا ہوں کہ تو نے پڑھا ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ مگر دوسری آیتوں کی نسبت کیا کہے گا :۔ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا ——— اور ——— جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ——— اور ——— جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (ترجمہ) جو کوئی امید رکھتا ہو دیدارِ پروردگار کی پس عمل کرے عمل نیک ——— اور ——— جیسا کسب کروگے ویسا اس کی جزا پاؤگے ——— اور ——— جزا ملے گی اس کی جیسا کہ عمل کیا ——— اسی طرح چند آیتیں حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا اور سائل کی تسکین خاطر ہوئی۔ حضرت شیخ محمد کبیر العباسی جو حضرت کے اجلہ خلفاء سے تھے، عرض کیا کہ بندہ اپنے عمل سے بہشت میں جائے گا۔ یا خدا کی رحمت سے؟

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا : میری بات سمجھنے کے لائق ہے، اے فرزند! میں یہ نہیں کہتا ہوں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے بندہ بہشت میں جائے گا۔ لیکن جب تک کہ بندہ طاعت اور عبادتِ الٰہی سے اپنے کو لائقِ رحمت نہ بنائے گا۔ رحمت اس پر کب پہونچے گی۔ میں نہیں کہتا بلکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ جب رحمت بندہ پر نہ پہونچے گی بہشت میں کیونکر جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ مجرد ایمان بہشت میں جائے گا۔ میں بھی یہی کہتا ہوں، لیکن خدا تک کیسے پہونچے گا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ بندہ کو عبادت سے چارہ نہیں۔ بندہ کو بندگی چاہیئے اور کریم کو کریمی۔ بندہ، بندگی میں ایسا مستغرق ہو کہ جزا اس کی نظر میں نہ آئے۔ بلکہ بموجب فرمانِ الٰہی بندگی میں رہے۔ اگرچہ بندگی میں قبولیت نہ دیکھے۔ بندگی سے باز نہ آئے۔

محبوب یزدانی نے فرمایا: قوم بنی اسرائیل میں ایک عابد بہت برسوں تک عبادت میں مشغول رہا۔ حق تعالیٰ نے چاہا کہ اس کے خلوص کو ملائکہ پر ظاہر کرے۔ ایک فرشتہ کو اس کے پاس بھیجا کہ اس عابد سے کہو کہ کب تک اس قدر عبادت و ریاضت کرے گا۔ تیری عبادت خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔

اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے، خداوندی سے مجھ کو کیا کام، خداوندی خدا جانے۔

اس فرشتہ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ الٰہی تو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے جانتا ہے کہ اس عابد نے کیا کہا۔

بارگاہِ الٰہی سے خطاب آیا کہ جب وہ بندہ میری بندگی سے نہیں پھرتا، تو میں اپنی کریمی سے کیوں کر پھروں گا۔ اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حضرت ابو علی دقاق سے پوچھا گیا کہ بزرگوں کی باتوں کے سننے سے کیوں کر فائدہ ہوگا، جب کہ ان کے طریقہ پر نہ چلیں؟

فرمایا کہ فائدہ ہے۔ ایک یہ کہ اگر مرد طالب ہو قوی ہمت ہو جائے گا۔ اگر نامرد ہے تو مرد ہو جائے گا۔ اسی اثنا میں فردوسی طوسی کا کلام پڑھا۔ ؎

ہر آں کس کہ شہ نامہ خوانی کند　　اگر زن بود پہلوانی کند

یعنی جو شخص کہ شاہنامہ پڑھے، اگر عورت ہے تو وہ بھی پہلوانی کرنے لگے۔

شاہنامہ سے مراد صحائف و حقائق صوفیہ ہے۔ فی الحقیقت شاہان عرصۂ ولایت یہ لوگ ہیں۔ اگر مرد ہو شیر مرد ہو جائے، اگر شیر مرد ہے فرد ہو جائے، اگر فرد ہو عین درد ہو جائے....

قَالَ الْاَشْرَفُ کُوْنُوْا مَعَ الصَّالِحِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تُطِیْعُوْا اُنْظُرُوْا وُجُوْهَكُمْ فِیْ مِرَایَا الْعَارِفِیْنَ۔ (ترجمہ) "فرمایا حضرت محبوب یزدانی نے کہ صالحین کے ساتھ رہو۔ اگر تم سے نہ ہو سکے پس اپنے منہ کو عارفوں کے آئینوں میں دیکھو، پوشیدہ نہ رہے کہ آئینہ عارفاں سے مراد ان کے احوال معارف سے ہے۔" اور ان کے مقامات اور حکایات دیکھنے سے انسان کا دل قوی ہوتا ہے۔ اور کبھی کسی کی عیب جینی نہیں کرنا چاہیئے، اس سے انسان کے قلب

میں ظلمت پیدا ہوتی ہے۔

قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ لَا تَزِنِ الْخَلْقَ بِمِيْزَانِكَ وَزِنْ نَفْسَكَ بِمِيْزَانِ الصِّدِّيْقِيْنَ لِتَعْلَمَ فَضْلَهُمْ وَاِفْلَاسَكَ ۔ (ترجمہ) بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ خلق کو اپنی میزان میں نہ تول بلکہ اپنے نفس کو میزانِ صدیقین میں تول کہ ان کا فضل اور اپنا افلاس تجھ کو معلوم ہو جائے۔

مثنوی شریف مولانا روم میں منقول ہے۔ (حدیث) مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ فَلْيَجْلِسْ مَعَ اَهْلِ الذِّكْرِ (اَىْ عِنْدَ الْمُتَصَوِّفِيْنَ الْكَامِلِيْنَ)۔

مولانا رومی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر بارگاہِ صمدیت سے یہ وحی آئی :۔

ابیات مثنوی شریف

آمد از حق سوئے موسیٰ ایں خطیب — کے طلوع ماہ دیدی نور حبیب
مشرقت کردم ز نور ایزدی — من حقم رنجور گشتم نامدی
گفت سبحانا تو پاکی از زیاں — ایں چہ رمزست ایں بکن یارب بیاں
باز فرمودش کہ از رنجوریم — چوں نپرسیدی تو از روئے کرم
گفت یارب نیست نقصانے ترا — عقل گم شد ایں گرہ را بکشا
گفت آرے بندۂ خاص گزیں — گشت رنجور او منم نیکو ببیں
ہست بیماریش بیماری من — ہست معذوریش معذوری من

اس مقام پر وہ حدیث جو بخاری شریف میں آئی ہے، اس کا خلاصہ لکھا جاتا ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب مجمع اولین و آخرین بارگاہِ الٰہی میں ہوگا تو حق تعالےٰ اپنے بندوں سے ارشاد فرمائے گا کہ اے بندو ! میں بیمار تھا، تم نے میری عیادت نہیں کی۔ میں بھوکا تھا، تم نے نہیں کھلایا۔ میں پیاسا تھا، تم نے پانی نہیں پلایا۔ تو لوگ عرض کریں گے کہ خداوندا ! تیری ذات نقصان و عیب سے پاک ہے

اور کھانے پینے سے منزہ ہے۔ ارشاد ہوگا فلاں قریہ میں، فلاں شہر میں، فلاں محلہ میں، میرا بندۂ خاص بیمار تھا۔ اگر تم اس کی عیادت کو جاتے، تو گویا میری عیادت کرتے، کیوں کہ فانی فی اللہ، باقی باللہ ہو چکا تھا۔ اسی طرح فلاں میرا ولی بندہ بھوکا تھا۔ اگر اس کو کھانا کھلا دیتے تو گویا مجھ کو کھلاتے۔ اور میرا فلاں دوست پیاسا تھا، اگر اسے پانی پلا دیتے تو گویا مجھے سیراب کرتے۔۔۔

مولانا روم فرماتے ہیں:۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — گو نشیند در حضورِ اولیار
یک زمانے صحبت با اولیار — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
از حضور اولیار گر بگسلی — تو ہلاکی زانکہ جزدی نہ کلی
عکس عبداللہ ہمہ نوری بود — عکس بے گانہ ہمہ کوری بود

ارباب طریقت اور اصحاب حقیقت پر واضح ہو کہ اولیار اللہ کی شان میں حق تعالےٰ فرماتا ہے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔ (ترجمہ) یعنی خبردار اللہ کے اولیار کے لئے (قیامت) کے دن نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کی۔

* * *

پہلا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے سلسلہ نسب سیادت اور نسب شاہی کے بیان میں

قال الاشرف ذکر الصالحین وتذکرۃ العارفین نور یتجلی فی قلوب الطالبین المسترشدین۔ (ترجمہ) "فرمایا حضرت سید اشرف قدس سرہ نے کہ نیکوں کا ذکر اور عارفین کا تذکرہ طالبین کے دلوں کو روشنی بخشتا ہے اور ان لوگوں کو جو ہدایت کے طالب ہیں"۔

حضرت قطب الاقطاب غوث العالم محبوب یزدانی میر سید مولانا اوحد الدین سلطان اشرف جہانگیر نور بخشی سمنانی سامانی قدس سرہ ابن حضرت مولانا ابوالسلاطین سلطان سید ابراہیم شاہ نور بخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سلطان سید عماد الدین شاہ نور بخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر شاہ نور بخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سلطان سید ظہیر الدین محمد شاہ نور بخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سلطان سید تاج الدین محمد بہلول شاہ نور بخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا نقیب النقبا سید شمس الدین محمود نور بخشی نبیرہ سلطان اسمٰعیل شاہ سامانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سید ابوالمظفر علی اکبر بلبل قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید محمد مہدی قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید اکمل الدین مبارز قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سید جمال الدین ابوالقاسم قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابی عبداللہ قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سید حسین شریف قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سید ابواحمد حمزہ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید ابوعلی موسیٰ قدس سرہ ابن حضرت مولانا سید اسماعیل ثانی قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سید ابوالحسن محمد قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا سید اسماعیل اعرج قدس سرہٗ ابن حضرت سیدنا و مولانا ابی عبداللہ امام جعفر صادق علی جدہٖ وعلیہ السلام ابن حضرت مولانا ابوجعفر امام محمد باقر وعلی جدہٖ وعلیہ السلام

ابن حضرت سیدنا و مولانا ابو محمد علی بن الحسین امام زین العابدین علی جدہٗ وعلیہ السلام ابن حضرت سیدنا و مولانا ابو عبداللہ امام حسین سید الشہداء علی جدہ وعلیہ السلام ابن حضرت سیدنا مولانا اسد اللہ الغالب امام علی ابن ابی طالب علی نبیہ وعلیہ السلام ۔ زوج بتول پارسا حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہرا خاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہا بنت سیدنا و مولانا و نبینا سید الانبیاء والمرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

اور سلسلۂ نسب مادری حضرت محبوب یزدانی کا حضرت بی بی نصیبہ رحمۃ اللہ علیہا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہمشیرہ معظمہ سے ملتا ہے

حضرت شیخ ابراہیم سرہندی نے اپنی کتاب "سنوات الاتقیاء" میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم سلطان اشرف جہانگیر سمنانی کا سلسلۂ نسب مادری جناب حضرت غوث پاک سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کی خواہر عفیفہ سے ملتا ہے اور نیز سلسلۂ نسب مادری آپ کی والدہ خدیجہ بیگم کا حضرت سید سلطان سلطان العارفین خواجہ احمد یسوی قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔

اب یہاں سے نسب نامہ سلاطین سامانیاں مختصر طور سے لکھا جاتا ہے۔ بالتفصیل تاریخ ابراہیمیہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ سلسلہ نسل بہرامی تک ختم ہوتا ہے۔ اسطرح سامان بن خداہ بن جثمان بن طغرل بن ہرمز بن بہرام چوبیں۔ ان کے اجداد اسلام لانے سے پہلے حکام ماوراء النہر سے تھے۔ بعد اسلام لانے کے سامان پر زمانہ عسرت کا آیا اور شتربانی کرنے لگے۔ ان کے اکثر خاندان بزرگ نے شتربانی کا سرانجام نہ کرنے دیا۔ ایک دن کسی لڑائی میں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں یہ شعر کسی سے سنا :۔

مہتری گر بکامِ شیرِ نر است ۔۔۔ رو بجو آں ز کام شیر بجوئے
یا بزرگی و ناز و نعمت و کام ۔۔۔ یا چو مردانت مرگ رو باروئے

ان اشعار کے سننے سے رگِ بہرامی حرکت میں آئی اور قزاق ہو گئے۔ بعد ایک مدت کے شہر شاش پر قبضہ کر لیا جس کو آج کل تاشقند کہتے ہیں اور اپنی حکومت ہر طرف جاری کر دی۔ سامان کے بیٹے اسد عہد مامون رشید خلیفہ بنی عباس میں تھے۔ اسد کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے نوح بن اسد کو والیٔ سمرقند بنایا اور ہرات کی ولایت الیاس بن اسد کو دی۔ دونوں

اپنے اپنے مقام پر سلطنت کرتے رہے۔ معتمد باللہ خلیفۂ بغداد نے تمام ولایت نصر بن محمد احمد بن اسد بن سامان کو دی جو اس خاندان میں قابل اور بہتر تھے۔ ان کے قبل ان کے بھائی حاکم بخارا تھے بھائیوں کے درمیان نزاع پیدا ہوئی۔ اسماعیل بن احمد نے فتح پائی۔ اس کے ملک کے تمام اطراف میں قبضہ پایا، اس قدر عدالت اور احسان اور رعیت پروری کی کہ بادشاہانِ زمانہ کو رشک آتا تھا۔ از بس کار آخرت میں اپنی عمر گراں مایہ کو بسر کیا کرتے اور خدمت گذاری علما و مشائخ میں سرمایۂ آخرت جمع کرتے اور حق تعالیٰ نے اپنے کرم سے آپ کو مرتبہ ولایت کا عطا فرمایا۔ ان سات بادشاہوں میں جو ولیٔ کامل ہادیٔ دین تھے، انھیں میں شاہ اسماعیل سامانی بھی شمار کیے جاتے تھے۔ سلسلۂ نسب مادری حضرت محبوب یزدانی کا سلطان اسماعیل سامانی سے اس طرح ملتا ہے کہ حضرت سیّد ابوالمظفر علی اکبر بلبل جو کہ نقبا ملک عراق سے تھے جن کی شان میں حضرت حاجی عبدالرزاق نورالعین نے یہ اشعار تحریر فرمائے ہیں: ؎

جہاں دار دارائے خورشید تیغ ابوالفتح جمشید گیتی کشائے

گلِ بوستانِ سیادت نہال مِل دوستانِ نقابت فزائے

شہ بوالمظفر جہاں دار دیں کہ گیتی گرفتہ بشمشیر رائے

چوں خورشید از تیغ نصرت گہر ز آئینہ ملک ظلمت نہ زدائے

زہے آفتاب سپہر ھدیٰ کہ ہر ذرہ را نور بخش از ضیائے

ز آثار شاہانِ گیتی فروز ہمہ دارد و کرد دیگر نہائے

کم از ذرّہ بود عبدالرزاق چو خورشید شد اشرف رہنمائے

حضرت سیّد ابوالمظفر علی اکبر بلبل موصوف دختر نیک اختر سلطان اسماعیل سامانی فرخ زاد بیگم نام کو اپنی حبالۂ نکاح میں لائے۔ ان سے سیّد شمس الدین محمود نوربخشی قدس سرہ پیدا ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبۂ ولایت میں نقبا کا درجہ عطا کیا تھا۔ سلطان اسماعیل سامانی کو اپنے نواسہ کی ولایت اور کمال پر فخر و ناز تھا۔ اکثر ملکی مہمات میں بدعا حضرت سیّد شمس الدّین محمود نوربخشی قدس سرہ کے سلطان اسماعیل سامانی کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔ سلطان اسماعیل سامانی کے غلام سبکتگین اور اپتگین دونوں تھے۔ سبکتگین کے بیٹے سلطان محمود غزنوی تھے۔

جن کا دار السلطنت غزنین تھا اور ہندستان پر بھی حملہ آور ہو کر بہت سے گروہ کفرہ کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا۔ آپ کے بھانجے سید سالار مسعود غازی ابن سید ساہو سالار علوی جہاد کرتے ہوئے مقام بہرائچ میں آکر شہادت پائی۔

حضرت محبوب یزدانی نے رسالہ اشرف الفوائد میں فرمایا ہے کہ میرے خاندان کی عظمت اور شان بلند اور شرف عالی یہاں سے تصور کرنا چاہیئے کہ محمود غزنوی جیسے بادشاہ ہمارے بزرگوں کے غلام زادوں نے سلطنت اور بادشاہت کی۔ فقیر کا نسب مادری سلطان اسماعیل سامانی سے منسوب ہے۔

نظم

زہے بادشاہانِ سامان زاد — کہ بودند ہر ہفت کشور کشائے
جہاں را زند انجم درخشاں — برافروختہ از زمین تا سمائے
ازیں بہ چہ باشد نشان سترگ — کہ محمود باشد ایاز آزمائے

خاتمہ مکتوباتِ اشرفی میں حضرت حاجی عبد الرزاق نور العین نے فرمایا ہے کہ سلطان اسماعیل سامانی کی وزارت میں سید تاج الدین محمد بہلول بن سید شمس الدین محمود نوربخشی تین برس تک رہے جو سلطان اسماعیل سامانی کے نواسے کے بیٹے تھے اور بعد سلطان اسماعیل سامانی کے احمد بن اسماعیل بادشاہ ہوئے۔ اور احمد بن اسماعیل کے انتقال کے بعد حضرت مولانا تاج الدین محمد بہلول بن سید شمس الدین محمد نوربخشی بادشاہ ہوئے اور اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا پچاس برس تک بادشاہی کی کمال غلبہ کے ساتھ بادشاہت کرتے رہے اور اپنے عدل اور انصاف سے رعایا کو راحت پہونچاتے رہے۔ سلاطین عباسیہ سے کہ وہ زمانہ الراضی باللہ کا تھا، اور سلطان الراضی باللہ سے کمال رابطہ محبت رکھتے تھے، دو مرتبہ دار الخلافہ بغداد میں خلیفہ سے ملنے آئے۔ نصر بن احمد جو قوت فوجی زیادہ رکھتا تھا اور ارادہ کرتا تھا کہ حضرت مولانا سید تاج الدین محمد بہلول پر حملہ کر کے ان کی سلطنت لے لے مگر دار الخلافہ بغداد سے اس قدر ان کو مدد پہونچی کہ کچھ نہ کر سکے اور مفصل حالات آپ کے تاریخ ابراہیمیہ میں حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے لکھے ہیں۔ یہاں بنظر اختصار لکھا گیا ہے۔

سید تاج الدین کے وزیر نے شربت میں زہر دے کر ان کو شہید کیا۔ حضرت مولانا سلطان سید ظہیر الدین محمد بن حضرت مولانا سلطان سید تاج الدین محمد بہلول تخت سلطنت پر بجائے پدر مسند نشیں ہوئے۔ کمال عدل و انصاف کے ساتھ بادشاہت کی اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور دار الخلافہ بغداد سے خلعت اور نشان آپ کے واسطے مرحمت ہوئے۔ وہی رابطہ صدق و محبت جیسا کہ آپ کے والد کو خلیفہ کے ساتھ تھا، اسی طرح آپ کو بھی حاصل ہوا۔ ولایت زمین ایران میں اپنے والد صاحب سے زیادہ متصرف ہوئے۔ شہر قزوین کو اپنا دار الخلافہ قرار دیا۔ خواجہ اثر الدین برمکی کو خدمتِ وزارت عطا کی۔ چند بار سلاطینِ دیار سے جنگ ہوئی مگر حق تعالیٰ نے آپ کو منظفر و منصور کیا۔ علماء و فضلا و مشائخ آپ کے جود و عطا سے نہایت فارغ البالی کے ساتھ بسر کرتے تھے۔ مصنفین زمانہ نے اکثر کتب اور رسائل آپ کے عہد میں آپ کے نام سے تالیف کی ہیں۔ بالخصوص علم و حکمت اور ہندسہ میں بہت مہارت رکھتے تھے....

نظم

ظہیر الدین محمد آں شہنشاہ | کہ بر سر داشت از خورشید افسر
جہاں زیرِ نگیں آورد چوں جسم | امارت کرد در اطرافِ کشور

کتاب غرائب المخلوقات آپ ہی سے منسوب ہے۔ آپ کے زمانے میں بہت کچھ ایجاداتِ جدیدہ کی گئیں۔ پچاس برس تک زمین ایران میں سلطنت کی۔ دہم ربیع الآخر کو رحلت فرمائی۔ اعلیٰ علیین ہوئے۔ حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر آپ کے صاحبزادے بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک تختِ سلطنت پر اپنے والد کے بعد رونق افروز ہوئے۔ کار سلطنت نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ خدمتِ وزارت خواجہ شرف الدین برمکی کو عنایت کی۔ والد کے وقت کے امراء دولت نے آپ سے بغاوت اختیار کی۔ ان پر لشکر کشی کی گئی۔ بادشاہانِ زمانہ کی سفارش سے ان کی خطا معاف کی گئی۔

نظم

نظام الدین محمد آں علی شیر | کہ شد گیتی ستاں و کشور آرائے
جہاں در زیر حکم خود در آور | چو خورشید و سپہر و ماہ سمائے

سردار لشکر امیر حید رسلطنت کے کاموں کو بہت سرگرمی کے ساتھ بجالاتا تھا۔ مسعود بن محمود غزنوی اس سلطنت سے تعلق اختصاص رکھتا تھا۔ جس وقت کہ سلطان مسعود بن محمود غزنوی نے قصد ہندستان کیا، شاہزادہ حضرت مولانا سید سلطان عماد الدین بن حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین علی شیر ہمراہ آئے اور تصرف ولایت دہلی میں شرکت رکھتے تھے۔ جب سلطان مسعود نے ہندستان پر غلبہ پایا، آپس میں نزاع واقع ہوئی، انھی ایام میں خبر علالت حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین علی شیر کی آئی۔ شاہزادہ عماد الدین اس خبر کے سنتے ہی فی الفور دار الخلافہ عراق عجم کی طرف روانہ ہوئے۔ تین روز قبل انتقالِ والد ماجد دار الخلافہ میں پہونچ گئے۔ حضرت شاہزادہ مولانا سید عماد الدین دار الخلافہ عراق عجم میں باتفاق اہلیان دولت و وصیتِ والد بزرگوار تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوئے۔ اطراف ملک ایران میں سرحد توران تک اپنی حکومت جاری کی اور خدمت وزارت شیخ مجد الدین برمکی کے سپرد کی اور دار الخلافہ بغداد سے خلعت و نشان خلیفہ نے آپ کے پاس بھیجا اور تمام امراء و رؤسا آپ کی فرمانبرداری میں آئے۔ صدائے عدالت وانصاف اور آپ کے جود و سخا کی عالم میں بلند ہوئی۔ سات برس تک آپ نے سلطنت کر کے رحلت فرمائی (نور اللہ مرقدہٗ)....

ابو السلاطین حضرت مولانا سلطان سید ابراہیم شاہ سمنانی سامانی نور بخشی باتفاق اراکینِ مملکت علی الاستحقاق تختِ سلطنت عراق عجم بموجب وصیت پدر بزرگوار جلوس فرما ہوئے۔

نظم

بسال نیک و میمون و مبارک ۔ گل گلزار ابراہیم دارائے
نشستہ بر سراو رنگ خورشید ۔ بروز فرخ و فرخندہ یارائے

خلعت وزارت نظام الملک علاؤ الدولہ برمکی کو عنایت کیا۔ یہ نظام الملک، ساتھ نظام الملک مجد الدین ابن نظام الملک سنجری سے رابطہ محبت رکھتے تھے جس طرح سے حضرت ابو السلاطین سنجر سے دوستی رکھتے تھے۔ منصب امیر الامراء تاج الدین ایبک کو اور منصب صدارت میر محمود قزوینی کے سپرد کیا۔ سلاطین زمانہ آپ کے ساتھ وہ سلوک کرتے تھے جیسا کہ آپ کے بزرگوں کے ساتھ کرتے تھے۔ انتظام سلطنت اور اہتمام مملکت اس خوبی کے ساتھ کرتے تھے کہ

بادشاہانِ زمانہ میں کوئی ایسا کم ہوگا۔ آپ کے عہد سلطنت میں بڑے بڑے علما جلیل القدر دربارِ شاہی میں حاضر رہتے۔ اور توجہ شاہانہ سے نہایت مرفہ الحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرتے تھے اور عجائب وغرائب تصانیف بنام مبارک حضرت ابوالسلاطین تالیف وتصنیف کرتے تھے' ان میں سے کتاب مسبعہ ابراہیم شاہی کو فقہ اصول کلام منطق معانی ہیئت اور بدائع ان ساتوں علوم سے اس طرح ترتیب دیا تھا کہ سات خانے جو عرض وطول ہر صفحہ میں برابر ہوتے تھے بنا کر ہر خانہ میں ایک لفظ لکھا۔ اگر ایک ایک لفظ شروع سے اس کے مقابل کے خانہ میں پڑھتے جائیں۔ ایک مسئلہ فقہ کا اور درمیانی خانوں سے بھی اسی طرح ایک ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا اور جس طرح مقابل عرض وطول کے خانہ مقابل سے سیدھا یا ترچھا کسی گوشہ خانہائے مقابل کے لفظ لئے جائیں۔ جب بھی ایک فن کا مسئلہ نکلتا تھا۔ اس کتاب کا نام سبع المسابع بھی رکھا تھا۔ کوئی فاضل دوراں اور کوئی عالم زماں اس کتاب کے جواب میں متوجہ نہ ہو سکا۔ الحاصل ایسا دروازہ بند کیا کہ کسی عقل مند جامع علوم کی کنجی سے یہ دروازہ نہ کھل سکا۔ اس کتاب کے مصنف کا نام مولانا مجدالدین سمنانی ہے۔ جیسا کہ مولانا نے خود اس کتاب کی تعریف میں فرمایا ہے۔

قطعہ

صاحب سبع المسابع ہفت رنگ ہفت رنگ آورد چوں ہر ہفت رنگ
ہفت کشور ربع مسکوں ساختہ زیر نہ گردوں کشیدہ ہفت رنگ

سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کی کتاب عرب اور عجم' عراق وشام میں جو مشہور ہوئی اور ہر شخص نے اصحاب علم وفضل سے اور ارباب حکم شریعت سے سب نے پسند کیا۔ اس کتاب کا دیکھنا اپنا دستور رکھا کہ اس کتاب کی نظیر کوئی دوسری کتاب نہیں ہوئی۔ لطائف اشرفی میں ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میرے والد ماجد حضرت ابوالسلاطین نے اپنے زمانۂ سلطنت میں ایک ہزار اسلامی مدرسہ جاری فرمایا اور ہر مدرسہ میں دو ہزار طلبہ پڑھتے تھے۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ ابوالسلاطین شاہ عالی جاہ کو کس قدر توجہ تعلیم دینی کی طرف تھی۔ آپ کے زمانۂ مبارک میں دو ہزار علما جلیل القدر صاحب فتویٰ اپنے فیض علوم سے عالم کو فیضیاب کرتے تھے۔ ٭٭٭

دُوسرا صحیفہ

حضرتِ محبوبِ یزدانی کی ولادت باسعادت اور تحصیلِ علوم اور تخت نشینی اور عدل وانصاف کے بیان میں۔

قال الاشرف حشمت الملوک ظل من الالوھیۃ وخضوع لھم نوع من العبودیۃ۔ (ترجمہ) حضرت سیّد اشرف نے فرمایا بادشاہوں کا رعب ودبدبہ الوہیت کا پرتو ہے اور ان کا جھک جانا عبودیت کی قسم ہے۔

حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق نورالعین خاتمہ مکتوبات اشرفی میں جہاں حضرت محبوب یزدانی کے آباؤ اجداد کا حال لکھا ہے، وہاں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان السلاطین سید ابراہیم شاہ کے ایّامِ سلطنت رانی میں چند لڑکیاں پیدا ہوئیں مگر بیٹا نہیں ہوا۔ اس کے بعد سلسلۂ پیدائش دس یا بارہ برس تک بند رہا حضرت سلطان السّلاطین کو فرزند کی آرزو حد سے زیادہ تھی۔ ہر درویش اور ولی کی طرف بغرض دعا متوجہ ہوتے۔ ایک سال اسی فکر وتردّد میں گزرا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نورانی شکل صاحب جمال وکمال یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے۔ بادشاہ تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور نہایت اعزاز و اکرام اور احترام سے پیشوائی کر کے قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

قطعہ

چو خورشید چرخ نبوّت فروز — نمودہ جمال دل آرائے خویش
برافروختہ ہمچو نور ھُدیٰ — بتعظیم خم کردہ بالائے خویش

جب سر قدم مبارک پر رکھا، دل کو کمال بشاشت ہوئی۔ حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنس کر فرمایا کہ اے فرزند ابراہیم! تم کو متردّد دیکھتا ہوں، کیا اولاد کی خواہش

رکھتے ہو؟

بادشاہ رونے لگے اور بکمال عجز وانکساریوں عرض کرنے لگے کہ بارہ برس سے آرزوئے فرزند، وارثِ تخت وتاج سلطنت کی دل میں رکھتا ہوں۔ اگر حضور کے ابر بارانِ نبوت اور نسیم گلستان رسالت سے میرے باغ خزاں رسیدہ کو سرسبزی حاصل ہو اور فرزند عطا فرمائے تو کمال عنایت ہوگی۔

قطعہ

اگر از ابر نیسانِ رسالت گلستان من از الطاف دارائے
شگوفہ آورد سرسبز گردد نہال گلشن امید پیرائے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالےٰ تم کو دو بیٹے عنایت فرمائے گا۔ ایک کا نام اشرف اور دوسرے کا نام اعرف محمّد رکھنا۔ لیکن پہلا فرزند تمہارا صاحب سلطنت ظاہری وباطنی ہوگا۔

قطعہ

امید از داور دارائے گیتی کہ ہفت اورنگ او کرد بپائے
چنان ست کان مہ چرخ ولایت بود خورشید برج دین ودنیائے

نسیم لطف الٰہی جو چلی اور شمیم خوشی اور شادمانی عالم میں پھیلی، تاریخ اشرف بن شرف الملۃ والدین پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا ابوالفضل نظام یمنی جامع ملفوظ لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا خدمت عالی محبوب یزدانی میں سبب ترک سلطنت جب دریافت کیا تو حضرت اس کے بیان میں تجاہل (چشم پوشی) فرماتے تھے۔ جب ایک مدّت کے بعد حضرت کے ہمراہ دارالسلطنت سمنان میں گذر ہوا۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی سلطان اعرف محمد کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی جو اوائل عمر میں حضرت ابوالسلاطین کے دربار میں وزیر تھے اور اوائل عمر میں کسی جنگ میں آپ پر جذبۂ سلوک پیدا ہوا۔ ترک وزارت کر کے بطلب راہ سلوک بغداد شریف میں جاکر حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمان اسفرائی سے شرف بیعت حاصل کر کے طلب راہ سلوک میں فقر اختیار کیا تھا اور آپ خاندان سلاطین سمنان سے تھے۔ حضرت محبوب

یزدانی کے قرابت داروں میں بھی تھے۔ جب آپ کی ملازمت حاصل کی اور حضرت محبوب یزدانی کے ترکِ سلطنت کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوالسلاطین مولانا سلطان سید ابراہیم شاہ بارہ برس کی عمر رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت تخت و تاج شاہی سے مشرف فرمایا۔ آپ نہایت عدل و انصاف کے ساتھ سلطنت کرتے تھے۔ جب آپ کا سن پچیس ۲۵ برس کو پہونچا، حضرت خدیجہ بیگم جو اولادِ کبار سلطان العارفین خواجہ سیّد احمد یسوی قدس سرّہ سے تھیں، ان کو اپنے عقد نکاح میں لائے۔ بیگم صاحبہ نہایت عابدہ صالحہ تھیں۔ اور کیوں نہ ہوتیں کہ وہ نسلِ خاندان سیادت سلطان العارفین سے تھیں۔ قرأت قرآن مجید، ادائے نوافل اور وظائف میں شب و روز بسر کرتیں۔ اکثر شب بیداری کرتیں اور دن کو روزہ رکھتیں۔ مدّت العمر میں کبھی آپ کی نمازِ تہجّد قضا نہیں ہوتی۔

مثنوی

نہ شب فارغ است از پرستش گری — نہ روز از تماشائے دل پروری
بمقدار آں سرور آرد بخواب — کہ مرغے بروں آورد سر ز آب

جب حضرت ابوالسلاطین قدس سرّہ کے دو تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اور آٹھ یا بارہ برس تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تو حضرت سلطان کے دل میں خواہشِ اولاد حد سے زیادہ ہو گئی یعنی آپ جب کسی درویش سے ملتے، اولاد کے طالب ہوتے۔

قطعہ

ہر کہ در ہمّت مَردان زند — بر رخ او زود شود فتحیاب
ہمّت دلہا ست کلید مراد — گیر کلیدش کہ شوی گنج یاب

ایک بزرگ مجذوب حضرت ابراہیم شاہ نامی شہر سمنان میں رہتے تھے اور حضرت سلطان کو ان کے نسبت عقیدۂ کلی تھا۔ ایک روز صبح کے وقت بیگم اور بادشاہ دونوں مصلّے پر بیٹھے ہوئے وظیفہ میں مشغول تھے کہ مجذوب صاحب سامنے نمودار ہوئے۔ بادشاہ اور بیگم دونوں متعجب ہوئے کہ محل شاہی میں جہاں چوکی پہرہ رہتا ہے ان کو کس نے یہاں آنے دیا۔ جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی کرامت سے اندر چلے آئے۔

قطعہ

رہ ایشاں مبیں چو راہ خود را کہ ایشاں را بود راہے بہزار
اگر در طرفۃ العینی بخواہند برآرند راہ از دریا و کہسار

جس وقت حضرت مجذوب کو سلطان نے دیکھا پیشوائی کے لئے چند قدم بڑھ کر ان کو لائے اور تخت شاہی پر لاکر بٹھا دیا۔ ایک لحظہ حضرت مجذوب صاحب خاموش بیٹھے رہے اور بادشاہ دونوں ہاتھ باندھے ہوئے زیر تخت مؤدب کھڑے رہے۔ مجذوب صاحب نے سلطان ابراہیم صاحب سے کہا کہ اے بادشاہ میں تجھ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں، کیا اولاد کی خواہش رکھتے ہو؟

بادشاہ نے خوش ہوکر عرض کیا کہ آپ حاکم ہیں اگر عنایت کریں۔

فرمایا کہ اس کی قیمت زیادہ ہے۔ کہ پسر عجوبۂ روزگار تم کو دوں گا۔

عرض کیا جو کچھ حکم ہو حاضر کروں۔

فرمایا کہ ہزار سکۂ شاہی چاہیئے۔

بادشاہ نے لاکر آپ کے دامنِ مبارک میں ڈال دیئے۔

خوش ہوکر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ "ابراہیم کو تم نے جُل دے دیا اور مفت میں بیٹا لے لیا" جب آپ چلے حضرت سلطان بتعظیم آپ کے پیچھے ہوئے۔ چند قدم چلے تھے کہ مجذوب صاحب نے پیچھے پھر کر دیکھا اور کہا کہ:

"اب کیا چاہیئے اپنا لڑکا تم نے پالیا اور کیا مبارک پسر کہ تمام عالم ان کے نقش مقدس سے فیضیاب ہوگا" اس کے بعد پھر حضرت ابراہیم مجذوب تشریف نہیں لائے جب تک کہ محبوب یزدانی پیدا نہیں ہوئے۔ مگر آپ کی ولادت باسعادت کے دن آئے اور یہ خوش خبری زبان پر لائے کہ خبردار خبردار اس لڑکے سے واقف ہو کہ یہ امانت پروردگار کی تم کو سپرد کی گئی ہے

جس وقت نہال گلشن شہریاری اور بلبل بوستانِ تاجداری نے اپنے قدوم سے دار السلطنت سمنان کو منوّر فرمایا، حضرت ابو السلاطین سلطان ابراہیم نے تمام علماء ومشائخ شہر کو اپنی مجلس میں جمع کیا۔ اور خزانہ کا دروازہ فقراء اور مساکین کے لئے کھلوا دیا اور خوب بکمال مسرت خیرات کی تمام اطراف وجوانب کے شعراء اور فضلا جمع ہوئے اور تہنیت نامے اور قصیدے مبارک بادی

کے دربارشاہی میں پیش کیئے۔ ہر شخص کو حسب حیثیت اس کے زر و جواہر سے مالا مال فرمایا۔

نظم

چو خورشید از سپہر کامرانی | درخشاں شد ز برج شرف آرائے
جہاں روشن شد از نور عذارش | نثار آورد چرخ از ذرّ دریائے
نہال از گلشن امید سر زد | بہ سرسبزی نہال گلشن آرائے
چناں سرسبز شد باغ امیدش | کہ بارش خورد ہر کس در ہمہ جائے

بادشاہان اطراف نے تہنیت نامے تولد فرزند ارجمند دربار سلطان السلاطین میں بھیجے اور دارالخلافہ بغداد سے خلعت و نشان لے کر وکلاء سلطنت مبارکباد کو آئے۔ حضرت محبوب یزدانی کے ذکر ولادت باسعادت کے حسب حال فقیر اشرفی جامع رسالہ ھٰذا نے یہ چند اشعار لکھے ہیں :۔

ہوا شاداب پھر گلزار سمناں | گل تازہ بنا ہر خار سمناں
وہ درّ بے بہا پیدا ہوا ہے | کہ جس سے گرم ہے بازار سمناں
نقیبوں کی صدائیں آ رہی ہیں | مبارک ہو درِ شہوار سمناں
دعائیں شوق دل سے دے رہے ہیں | ولی و کامل و ابرار سمناں
ہوا آراستہ ایوانِ شاہی | بنا رشک جناں دربارِ سمناں
ہوا پیدا وہ خورشیدِ ولایت | منوّر ہو گیا کہسارِ سمناں
طلوعِ ماہ اوجِ دلبری ہے | چمکتے ہیں در و دیوار سمناں
خوشی میں فوج والے کہہ رہے تھے | ہوا پیدا سپہ سالارِ سمناں
چمن میں بلبلوں کا چہچہا تھا | شگفتہ ہے گل گلزار سمناں
اسیروں کو ملی آزادیٔ قید | طفیلِ مقدمِ سردارِ سمناں
کھلا بابِ خزانہ اور لٹا زر | گدا ہر اک ہوا زردار سمناں
لئے شاعر قصیدے تہنیت کے | سنانے تھے سرِ بازار سمناں
لئے سینے زر و گوہر کئی دل | فدائے دولت و ایثار سمناں

بشارت دیتے تھے اقطاب و ابدال — حضور شاہ خوش اطوار سمناں
کہ یہ فرزند ہوگا غوث عالم — فروغ طالع بیدار سمناں
جنود اللہ میں ہر سو ہے چرچا — یہ ہوں گے مخزن اسرار سمناں
یہ ہوں گے موجب تنویر عالم — یہ ہوں گے مطلع انوار سمناں
جناب شاہ ابراہیم کے گھر — ہوا پیدا دُرِ شہوار سمناں
انھیں کا ہے لقب غوث جہانگیر — یہی ہیں وارث سرکار سمناں
تمامی اولیاء کے ہیں یہ افسر — بظاہر والی و سردار سمناں
نہ ہو کیوں اشرفی سو جان و دل سے — فدائے کوچہ و بازار سمناں

جب سن مبارک حضرت محبوب یزدانی کا چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوا دربار شاہی میں جلسۂ شادی اور شادمانی کیا گیا اور تمام شہر اور چار باغ سلطانی میں آئینہ بندی کی گئی۔ طرح طرح کے عمدہ فرش اور قالین بچھائے گئے اور مسند شاہانہ بچھائی گئی۔ حضرت مولانا عماد الدین تبریزی نے بسم اللہ کرائی اور ابجد پڑھائی۔

قطعہ

چو مہ پارۂ برج خورشید نور — برآمد زاو رنگ زریں سپہر
مہ برج خورشید تابندہ روئے — درخشاں برآمد بر او رنگ مہر
شدہ چار سال و مہ و روز چار — مہ چار دہ شب نہاں کرد چہر
سپردند بر پیر استادِ دہر — کہ بودہ ارسطو، فلاطوں سپہر
الف بائے بر لوحِ آفتاب — چو برخواند مہ پارۂ مہر مہر
فلک در انجم زیاد رخش — نثارید بر ماہ خورشید فہر

اطراف کے بادشاہوں نے اور اس دربار کے امراء نے اس قدر زر و جواہر نوید میں لاکر پیش کیا کہ مولانا عماد الدین تبریزی کے پاس ایک خزانہ ہوگیا۔ حق تو یہ ہے کہ جس کو اللہ تبارک و تعالےٰ نے بمجوائے مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط اور بمقتضائے ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ....

آراستہ کیا ہو، ان کو تعلیم دینا اور پڑھانا محض ایک بہانہ ہے۔ کیوں نہ ہو کہ حق تعالےٰ اپنے محبوب نبی الامی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کس سے تعلیم دلائی اور کس نے ان کو پڑھایا۔ ایک سال کے درمیان میں حضرت محبوب یزدانی نے ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن حفظ کر لیا تھا۔ جب سات برس کا سن ہوا اصطلاحات علوم عربیہ فرمانے لگے۔

قطعہ

چوں سال مبارک بہ ہفت آمدہ   علوم دو ہفتہ نہادہ بجائی
بسال دو ہفتہ چوں پا برنہاد   بہر ہفت پوشید اورنگ زائے

حضرت محبوب یزدانی کو چودہ برس کی عمر میں فضیلت کی دستار بندی ہوئی ایک سال فن سپہ گری سیکھا۔ جب مولانا ابو السلاطین حضرت سلطان سید ابراہیم شاہ اس خاکدانِ دنیا کو ترک فرما کر جنت کو روانہ ہوئے۔ تخت اور تاج شاہی حضرت مولانا سلطان سید اوحد الدین والدنیا اشرف السلاطین محبوب یزدانی کو نصیب ہوا۔۔۔۔ بادشاہانِ ماتحت نے آپ کی فرماں برداری قبول کی اور دروازہ مبارکبادی کا روئے زمین پر کھلا۔ تمام اطراف و جوانب کی سلطنت میں سکّہ اور خطبہ حضرت محبوب یزدانی کے نامِ نامی کا جاری ہوا۔ بارہ برس تک بکمال غلبہ سلطنت کی خدمتِ وزارت مجدّ د الملک تبریزی اور خواجہ محمود برمکی اور شرف الدین اور عماد الدین کے متعلق فرمائی۔ اور منصب امیر الامرار بہرام بیگ اور فریدون بیگ وزیر المحافل کو اور کمال الدین مقدر الملک کو عنایت کیا کسی کو ادنیٰ اور اعلےٰ سے ناانصافی کی شکایت نہ ہوئی۔

مثنوی

چو اورنگ سمنان بدو تازہ گشت   جہاں از عدالت پر آوازہ گشت
بدورانِ عدلش ہمہ روزگار   گلستاں شدہ عدل آور دیار
زہے عدل و انصاف آں داد گر   کہ بر میش گرگے نہ بند د کمر
بہ شاہیں زند بال بازی کلنگ   کبوتر سوئے باز آورد جنگ
اگر فیل بر فرق مورے گذر   کند مور بر فیل آرد نظر

کہ ایں دورِ سلطان اشرف بود　　چساں ظلم تو بر سرِ من رود

دارالسلطنت سمنان کو اپنے ابر انصاف سے سرسبز و شاداب کر دیا۔ آپ کی خبر عدالت و انصاف سُن کر بادشاہان اطراف کو رشک آتا تھا۔

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت محبوب یزدانی شکار میں گئے۔ دو تین روز شکارگاہ میں ٹھہرے۔ اطراف کے جنگل میں شکار کر رہے تھے سپاہیان لشکر حضرت کے ہر طرف شکار میں مشغول تھے۔ حضرت محبوب یزدانی باز اور جرّہ اور دیگر شکاری جانوروں کی سیر دیکھ رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک دیہات کی رہنے والی بڑھیا بغرضِ انصاف آئی۔ حضرت نے فرمایا کہ بڑھیا کو میرے سامنے لاؤ۔ جب ہمراہیوں نے حاضر کیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھ پر کیا ظلم ہوا ہے۔ تجھ سے کوئی چیز کسی نے ظلم سے لے لی ہے؟

عرض کرنے لگی کہ میرا دہی آپ کے لشکر والوں میں سے ایک شخص نے بلاقیمت ظلم سے لے لیا۔

فرمایا کہ اس جماعت میں دیکھو جس نے تیرا دہی لیا ہے وہ موجود ہے؟

بڑھیا نے غور سے دیکھ کر عرض کیا کہ وہ شخص اس جماعت میں نہیں معلوم ہوتا۔

یکایک ایک سوار شکار لیئے ہوئے دور سے نمایاں ہوا۔ بڑھیا نے کہا دہی ظالم سوار آرہا ہے۔ جب سوار حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ :۔

اس نامراد ضعیفہ کا دہی ظلم سے لے کر کیوں کھایا؟

اس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ بڑھیا جھوٹ کہتی ہے۔ میں نے دہی نہیں کھایا ہے۔

حضرت نے بڑھیا سے دریافت کیا کہ تیرا کوئی گواہ ہے؟

اس نے کہا نہیں۔

فرمایا، میں حکمت سے جھوٹ اور سچ معلوم کر لیتا ہوں۔ کسی کو حکم دیا کہ چند مکھیاں پکڑ کر لاؤ۔ اور سوار سے کہا کہ اس کو کھا۔ کھاتے ہی اس کو قے ہوئی۔ ہنوز دہی ہضم نہیں

ہونے پایا تھا کہ تھے سے برآمد ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ غرض کہ اس سوار کا گھوڑا مع زین و زرین و لگام اس بڑھیا کو عنایت فرمایا اور اس سوار کو تنبیہاً زدوکوب کر کے اس کو نکال دیا۔

قطعہ

میں اس انصاف کے قرباں مرے محبوب یزدانی
سزائے عدل بے پایاں مرے محبوب یزدانی
جلال حیدری اور عدلِ فاروقی دکھاتے ہو
ملا یہ کس کو عز و شاں مرے محبوب یزدانی

ایک دن حضرت محبوب یزدانی تخت سمنان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فریادی آدمی آیا۔ فرمایا اس کو میرے سامنے لاؤ کہ اس کی فریاد سنوں۔

جب فریادی سامنے آیا، عرض کرنے لگا کہ آج کی رات فلاں جماعت میں سویا تھا جب جاگا تو دیکھا کہ چالیس اشرفیاں جو میری کمر میں بندھی ہوئی تھیں کسی نے چرالی۔ اب سب لوگ انکار کر رہے ہیں۔

حکم فرمایا کہ اس جماعت کے سب لوگ حاضر کئے جائیں۔ جب سب لوگ حاضر کئے گئے تو ایک ایک سے دریافت کیا کہ تمہاری جماعت میں یہ فقیر سویا تھا۔ چالیس اشرفیاں اس کی کس نے چرالیں؟

سب لوگ نہایت عاجزی سے پیش آئے کہ ہم سے یہ قصور نہیں ہوا ہے نہ ہوگا۔

حضرت محبوب یزدانی نے ارکان دولت اور وزرائے سلطنت کی طرف رخ کر کے فرمایا: جب مدعی کے پاس کوئی ثبوتِ شہادت نہیں تو ایسے موقع پر موافق شریعت بجز قسم لینے کے اور کیا چارہ ہے؟ لیکن ایک معقول حکمت میں نے سوچی ہے شاید رقم مفقودہ مل جائے۔ حکم ہوا کہ سب آدمی اس جماعت کے چھوٹے بڑے میرے قریب آجائیں۔

ایک ایک آدمی کو آپ اپنے پاس بلاتے اور دست مبارک ان کے سینے پر رکھتے دس آدمیوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد ایک شخص کے سینے پر جب دست مبارک رکھا اور

تیسرا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے ایام سلطنت رانی میں اور حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم باطنی پانے اور روحانیہ پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فیض روحانی حاصل کرنے، اور بہ ترغیب حضرت خضر علیہ السلام ترکِ سلطنت کر کے فقر اختیار کرنے اور اثنائے راہ سفر میں بعض بزرگوں سے فیضیاب ہونے کے بیان میں

قَالَ الْاَشْرَفُ اَلتَّرْکُ ھُوَالْاِعْرَاضُ عَنِ النَّفْسِ وَالْاِنْقِرَاضِ عَنِ الْبَشَرِیَّۃِ الدَّنَسِ۔ (ترجمہ) فرمایا حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے "ترک، منہ پھیرنا ہے نفس سے اور قطع کرنا بشریت سے گندگی کو۔"

حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی فرماتے ہیں کہ ایام سلطنت رانی اگرچہ حضرت محبوب یزدانی امور ملکی کا شغل رکھتے تھے لیکن پابندی ادائے فرائض اور سنن و واجبات اور نوافل یہاں تک کرتے تھے کہ آداب ارکانِ شریعت آپ سے ترک نہیں ہوتے تھے اور کبھی کسی سائل کو اپنے درگاہ عالم پناہ سے بغیر کچھ دیئے ہوئے خالی رخصت نہیں کیا۔ دغدغہ سلوک الٰہی لڑکپن سے دل میں جما ہوا تھا جو کوئی گروہ فقراء سے آپ کو ملتا اس سے استفسار راہ سلوک کرتے، مگر کوئی درویش بوجہ اس کے کہ حضرت کا نصیب نعمت فقر دوسری جگہ سے تھا اس لئے کوئی آپ کی تعلیم اور تربیت باطنی میں دست اندازی نہ کرتا تھا۔ خوبی تقدیر سے ایک شب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:۔ "ابھی تھوڑے دن سلطنت کا کام کرو اور اجمالی طور سے ملاحظہ معانی اسم مبارک اللہ بے واسطۂ زبان قلب صنوبری میں کرتے رہو اور پاس انفاس کا بھی شغل ملحوظ خاطر رکھو۔ خبردار اس سے غفلت نہ کرنا۔ اس وقت سے حضرت محبوب یزدانی ان اشغال میں مشغول رہتے تھے۔ روز بروز اس کا نتیجہ ظاہر ہوتا جاتا تھا۔ دو سال تک انہیں اشغال

تعلیم خضری میں بسر کی جس وقت روحانی پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئی۔ آپ نے بھی اپنے اذکار اویسیہ سے مشرف فرمایا۔ تین سال تک ان اذکار اور افکار میں مشغول رہے۔ ہر چند کہ حضرت محبوب یزدانی ان اذکار و اشغال میں بسر کرتے لیکن دل سے ایسے مرشد کے طلبگار رہتے جو ظاہر میں ملیں اور اپنے فیض سے سرفراز کریں۔

نظم

اگرچہ در ہمہ اوقات انفاس | زروئے تربیت می دادہ اند پاس
ولیکن از ہمہ خوبانِ ارشاد | بہ جان و دل ہمیں بودند در یاد
کہ تا حاصل نہ گردد پیر ظاہر | نیاید کام جان از لطف قادر

جب ایام سلطنت رانی میں بیس برس کی عمر کو پہونچے اور دوسری روایت میں پچیس[۲۵] برس کی عمر کو پہونچے اور ظاہر و باطن آپ کا پابندئ شریعت اور تقویٰ سے آراستہ تھا بظاہر ملکی انتظام میں بسر کرتے، مگر توجہ قلبی راہ سلوکِ الٰہی میں شبانہ روز رہتے۔ اتفاقاً عشرۂ اخیر ماہ رمضان المبارک میں شب بیداری شب قدر کر رہے تھے کہ ستائیسویں شب رمضان المبارک میں جناب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت محبوب یزدانی سے فرمایا:

شعر

کارت بنظام آمدہ معشوق بکام | برخیز کہ کارت شدہ امروز تمام

اے اشرف اگر تختِ سلطنتِ دیدارِ خدا چاہتے ہو اور گل مقصود گلزار معبود سے چننے چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندستان کی طرف رخ کرو۔

نظم

اگر خواہی وصال یار دلدار | حضوری لذت دیدار رخسار
بیا برخیز سر در راہ آور | کہ دوست یار شد اقبال یاور

کہ وہاں میرے دوستوں میں سے ایک دوست رہتے ہیں انھیں کے باغ ولایت سے تمہارا گل مقصود ملے گا۔ ان کی ولایت لا نہایت سے عالم بھرا ہوا ہے اور ان کی عنایت بےغایت کی منقراض، عالم اور بنی آدم سے گمراہی کو تراش رہی ہے۔

ابیات

کہ آں جا کامل از کاملاں است　　کسے کو را بہ بیند کاملاں است

جہاں از نورِ خورشیدِ ولایت　　منوّر کردہ از روئے عنایت

بہ ہند آں قبلۂ حاجات باشد　　کہ آبِ خضر در ظلمات باشد

جہاں را کعبۂ مقصود گویند　　زماں را قبلۂ معبود جویند

جہاں تاب است خورشید ولایت　　ضلالت برد از نورِ ہدایت

درش چو نقطۂ نونِ چرخ دوّار　　بدو را و بگردد ہمچو پرکار

اگر تابد از و یک ذرۂ نور　　چو مہر خورشید گردد ذرہ مستور

عنایت نامۂ آں شاہ دیندار　　رہاندہ از قیودِ نفسِ امّار

زہے عالی نظر کت التفا تش　　ولایت بر دہد عالی صفاتش

نظر گر از رہِ تاثیر بکند　　مس اجسام را اکسیر بکند

گروہ اخیار اُن کو صاحبِ قدم کہتے ہیں اور گروہ ابرار اُن کو واجب قدم کہتے ہیں اور اوتاد اُن کو یحییٰ صادق کہتے ہیں اور ابدال اُن کو عیسیٰ نفس کہتے ہیں اور اصحاب وجدان اور اربابِ عرفان اُن کو شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات اور بعض آدمی شیخ علاؤالدّین تل کہتے ہیں۔ عالم ملکوت میں ان کو موسیٰ آثار کہتے ہیں اور عالم جبروت میں ان کو خلیل انوار کہتے ہیں اور عشاق ان کو یوسف ثانی سمجھتے ہیں کہ میں خضر ہوں ان کو خلق محمدؐ کہتا ہوں۔

مثنوی

یکے از قدوۂ ابرار گوید　　دگر از عمدۂ اخیار گوید

یکے از صاحبِ اسرار خواند　　دگر از واہبِ انوار داند

یکے از ہادی و مہدیش گفتہ　　دگر از لوئے ارشاد سفتہ

یکے از واصلانِ راہ خواندش　　دگر از کاملانِ شاہ خواندش

منم کز جانِ رہِ ایثار پویم　　دمی احمد، محمدؐ خلق گویم

جب یہ خوشخبریاں حضرت خضر علیہ السّلام سنا چکے نظر سے غائب ہو گئے۔ جب صبح

صادق ہوئی حضرت محبوب یزدانی نے کمر ہمت چست باندھی۔ تخت و تاج سلطنت اپنے چھوٹے بھائی اعز ارشد سلطان محمد اعرف کو سپرد کیا۔ اور ان کی وزارت میں محمدی بیگ امیر الامرا، اور محمد یار بیگ قدوۃ القبائل ممتاز ہوئے اور امرائے دولت میں صدر جلال الدین، اور محمود بیگ اور فرید بیگ سرفراز ہوئے۔ جہانبانی اور عدل وانصاف و رعیت پروری جیسی کہ چاہتے سلطان اعرف محمدؐ سے بکمال خوبی ظاہر ہوئی۔

حضرت محبوب یزدانی نے خدمت بابرکت والدہ ماجدہ رابعہ ثانیہ بیوی خدیجہ بیگم رحمۃ اللہ علیہا میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی کہ اگر حکم ہو تو میں اس سلطنت دنیا کو ترک کر کے فقر اختیار کروں اور بادشاہت ملکِ آخرت کی حاصل کروں۔

حضرت کی والدہ نے فرمایا کہ "اے فرزند جب تم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے رُوحانی پاک ہمارے جدّ حضرت سلطان العارفین خواجہ سیّد احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں بشارت دی تھی کہ تم کو ایسا فرزند نصیب ہوگا۔ دنیا اس کی آفتاب ولایت کی چمک سے روشن ہو جائے گی اور اس کی نور ہدایت کی بدولت جہاں سے گمراہی مٹ جائیگی۔

قطعہ

زا بودے پدید آید چوں خورشید — کہ از نورش بود آفاق روشن
گلے از بوستان تو شگوفد — کہ از بویش بود اطراف گلشن

اب میں جانتی ہوں کہ وہ نسیم رحمتِ الٰہی چلی مبارک ہو میں تم کو خدا کی راہ میں سپرد کر دیتی ہوں اور اپنی حقوق مادری بخش دیتی ہوں۔

نظم

جاؤ بیٹا کیا سُپردِ خدا — اور حقوق اپنے سارے بخش دیا
یہ جدائی تیری ہے دل پرشاق — زندگی بھر رہے گا داغ فراق
صبر کرتی ہوں مثلِ امّ ذبیح — سخت دل کر لیا ہے میں نے صریح
حشر کے دن ملوگے اے بیٹا — زندگی میں محال ہے ملنا
بیٹا میں بھی ہوئی ضعیف و مسّن — پھر کہاں یہ نصیب وصل کے دن

ملک عرفاں پہ کامیابی ہو　　فقر کی راہ طے شتابی ہو

لیکن میری ایک نصیحت ملحوظ رکھنا کہ جب دارالسلطنت سمنان سے نکلنا شان و شوکت شاہانہ اور دبدبۂ خسروانہ کے ساتھ معہ نشان و نقارہ و سپاہی و مراتب لشکر ہمراہ لے کر نکلنا۔ میں اپنے دل میں خیال کرتی رہوں گی کہ میرا فرزند بغرض کشور کشائی کسی دوسرے ملک پر چڑھائی کرنے کو جا رہا ہے۔ بموجب فرمان مشفقانہ والدہ ماجدہ بارہ ہزار آدمی، ان میں دو ہزار قورچی جو لوگ ہمیشہ سیر و شکار اور جنگ میں ہمراہ رہتے تھے، سب کو ساتھ لے کر شوکت شاہانہ کے ساتھ شہر سے باہر نکلے۔ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ حضرت کے ہمراہ چند منزل پہونچانے آئے۔ بارہ ہزار قورچیان و سپاہیاں جو ہمراہ تھے۔ تین منزل تک برابر ساتھ آئے اور جو کچھ نصائح اور ہدایت بزرگانہ متعلق اس سفر کے تھیں زبان مبارک پر لائے اور حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کیا۔ اس کے بعد حضرت نے ہر شخص کو ہر منزل میں رخصت کرنا شروع کیا۔ عبید نام کا ایک خاص خدمت گار محرم تھا اور شبانہ روز خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ ہر چند اس کو رخصت کرتے تھے مگر وہ حضرت سے جدا نہیں ہوتا تھا جس وقت نہایت مبالغہ اور اصرار کے ساتھ رخصت کیا، عبید بے اختیار رونے لگا۔ اس کے رونے سے حضرت محبوب یزدانی کو بھی رقت آگئی۔

مثنوی

چوں از ہم شد جدا دلدار جانی　　رواں از تن برآمد زندگانی

کنوں باید بہم خوشنود کردن　　ہوائے خویشتن بدر کردن

بعض یاران مخلص ماوراءالنہر تک پہونچانے آئے۔ آخر ان کو بھی رخصت کیا۔ جس وقت حضرت دارالسلطنت سمنان سے نکلے تھے یہ اپنی غزل کمالِ ذوق سے پڑھتے جاتے تھے۔

غزل

ترک دنیا گیر تا سلطاں شوی　　محرم اسرار با جاناں شوی

پا بہ تخت و تاج سر در راہ نہ　　تا سزائے مملکتِ یزداں شوی

چیست دنیا کہنہ ویرانۂ...　　در رہِ آباد ایں ویراں شوی

تا یکے در دامِ دنیا پائے بند | در ہوائے دانۂ پرّاں شوی
دامِ فانی بر گسل از پائیجاں | تا تو واصل باقی از سبحاں شوی
بر گذر از خواب و خور مردانہ دار | تا براہ عشق تو مرداں شوی
گر نہی پا بر سرِ او رنگ جاہ | تار کش چوں اشرف سمناں شوی

حضرت مولانا سیّد شاہ امام اشرفی اشرفی جیلانی جائسی سے منقول ہے کہ جب حضرت محبوب یزدانی ترکِ سلطنت کر کے کمرِ ہمّت راہِ خدا پر محکم باندھ کر چلے۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی جو حضرت کے رعایا شیراز سے تھے، حضرت محبوب یزدانی کو دیکھ کر یہ شعر اپنے دیوان کا پڑھنے لگے۔

شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند | زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

اور حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ایامِ سلطنت رانی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں اکثر اوقات حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ خواجہ حافظ شیرازی کے بارے میں فرمانے لگے۔

خواجہ حافظ شیرازی یکے از مجذوبانِ درگاہِ الٰہی و محبوبانِ بارگاہِ نامتناہیت بایں فقیر نیازمندی داشت و مدّت باہم دیگر صحبت داشتہ۔

جس طرح حضرت محبوب یزدانی کو بطریق اویسیہ، حضرت خضر علیہ السّلام کے روحانی پاک سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فیض پہونچا، اسی طرح خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی فیضانِ اویسیہ سے مالا مال ہوئے۔

جب حضرت بخارا میں تشریف لائے۔ ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت محبوب یزدانی کے سرِ مبارک کو پکڑ کر اپنے سر سے ملا کر اس قدر ہلایا کہ حضرت کو کسی قدر کیفیت پیدا ہوئی جب آپ کے سر کو چھوڑا، مجذوب صاحب نے پورب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جلد اس طرف کو چلے جاو۔

جب حضرت سمرقند میں پہونچے وہاں کے شیخ الاسلام کو دیکھا آپ کی وضع اور شاہانہ انداز کو دیکھ کر پہچان گئے کہ ضرور کسی ملک کے بادشاہ ہیں۔ حضور کی ضیافت اور دعوت عمدہ

طورسے کی۔ اس دعوت سے حضرت محبوب یزدانی کی طبیعت خوش نہیں ہوئی۔ دل میں کہنے لگے کہ فقیروں کو اس سے کیا کام۔

سمرقند تک دو خواص گھوڑوں پر سوار حضرت کے ہمراہ باقی رد گئے تھے۔ دل میں سوچے کہ یہ گھوڑے زینِ زریں کے ساتھ سواری میں ہیں۔ یہی باعثِ رسوائی ہوتے ہیں دونوں گھوڑے، خواصوں کی سواری کے معہ زینِ زریں ایک مسکین کو للّٰہ دے دی اور اپنا گھوڑا بھی ایک فقیر کو عطا فرمایا۔

مثنوی

مجرد روئے را بجائے رساند   کہ از بود او ہیچ دروے نماند
کسے کو ہوائے رخ یار کرد   ہمہ در سرِ راہ ایثار کرد

شب کو ایک گاؤں میں جا اترے پیدل چلنے سے ماندہ ہوگئے تھے جہاں اترے وہاں سوگئے تھے۔ آدھی رات کو حضرت محبوب یزدانی کی آنکھ کھلی یہ دونوں خواص سو رہے تھے۔ حضرت کے دل میں یہ خیال آیا کہ ان دونوں کی صحبت بھی ترک کرنا چاہیئے جس میں تجرید کلی حاصل ہو۔

قطعہ

کسے کو صحبتِ دلدار خواہد   ز صحبت خویش ہم دل تنگ آید
گریز از صحبتِ خویش اندریں راہ   کہ پا از ہم رہت بر سنگ آید

اس کے بعد حالتِ عشق میں قطع راہ کرنے لگے اس طرح سے مردانہ عاشقانہ قدم اٹھاتے تھے کہ اگر پائے مبارک میں کانٹا گڑ جاتا تو پھول سے زیادہ نرم معلوم ہوتا۔

قطعہ

براہ عشق اگر در پا خلد خار   نباید از رہش پرہیز کردن
کہ از خارش بسے گلہا شگوفد   قدم بر خار باید تیز کردن

وہاں سے سفر کرتے ہوئے خطہ اوچھ میں تشریف لائے جو نواب بھاولپور کی ریاست میں ہے اور حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ کی ملازمت حاصل کی۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ ایک مدت کے بعد خوشبوئے طالب صادق میرے دماغ

میں پہونچی اور ایک زمانہ کے بعد گلزار سیادت سے نسیم تازہ چلی۔ فرزند نہایت مردانہ راہ خدا میں نکلے ہو مبارک ہو۔ اور جلد پورب ملک بنگال کی طرف جایئے کہ برادرم علاؤالدین گنج نبات قدس سرہ تمہارے مقدم شریف کے منتظر ہیں۔ خبردار۔ خبردار کہیں راستہ میں زیادہ نہ ٹھہرنا۔

قطعہ

قدم در راہ نہ زنہار زنہار　　　که یاراں را بود دو دیدہ براہ
اقامت در رہِ مقصود ہرگز　　　نباید کرد تا برسی بدرگاہ

جب حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کیا اور مقامات فقر سے حضرت کو بہت کچھ عطا کیا جس کی شرح سلسلہ عطائے نعمت بزرگان میں کی گئی ہے۔ وہاں سے منزل در منزل قطعِ راہ کر کے دہلی پہونچے۔ اس وقت دہلی میں ایک جوان حسین یوسف صورت، صدیق سیرت صاحب ولایت تھے۔ انھوں نے کہا کہ :۔

"اشرف خوش آمدید۔ خبردار! راستے میں کہیں زیادہ قیام نہ کرنا کہ برادر علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہٗ تمہارے مقدم شریف کے منتظر ہیں۔"

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا عرض کرتا ہے کہ جس پر عنایتِ ازلی ہوتی ہے اس کے لئے سامان قدرتی پیدا ہوتے ہیں کہ خضر علیہ السلام ان کی تعلیم کو جاتے ہیں۔ روحانیہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ سے فیض اٹھاتے ہیں۔ راہ میں جو کوئی درویش کامل ملتا ہے وہ اپنے فیض سے مالا مال کرتا ہے۔ اہل خدمات ارباب سلوک اور مجاذیب اس کو بشارت دیتے ہیں اور شیخ برحق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ کاش مجھ غلام ہیچ کارہ نابنجار کی طرف ایک نظر توجہ فرمائیں تو نعمتِ دارین سے غنی ہو جاؤں۔

قطعہ لمؤلفہ

اشرفا از کرمت قدر جہانم نبود　　　ہیچ احسان تو پروائے زمانم نبود
از جناب تو کجا اشرفی خستہ رود　　　کہ بجز درگاہ تو جائے امانم نبود

جب حضرت محبوب یزدانی حسب ہدایت صاحب ولایت دہلی سے پورب کو روانہ ہوئے

قصبہ سلاؤ جو بہار شریف کے قریب ہے وہاں پہونچے اور چندے قیام فرمایا۔ اب تک حضرت کی عبادت کی جگہ وہاں موجود ہے۔ جس وقت آپ سلاؤ سے بہار شریف کی طرف چلے۔ یہاں حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ کے روح پرواز کرنے کا وقت تھا تو آپ نے اپنے اصحاب سے وصیت کی تھی کہ خبردار کوئی میرے جنازے کی نماز نہ پڑھائے کیوں کہ ایک سید صحیح النسب تارکِ سلطنت ساتوں قرأت کا حافظ، چودہ علوم کا عالم عنقریب یہاں آئے گا وہی میری نمازِ جنازہ پڑھائے گا۔

آپ کے اصحاب بموجب وصیت تجہیز و تکفین کرکے حضرت محبوب یزدانی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب کچھ تاخیر ہوئی تو حضرت شیخ چولھائی خادم حضرت مخدوم الملک کے شہر سے باہر تلاش کے واسطے نکلے۔ ادھر سے حضرت محبوب یزدانی تشریف لا رہے تھے۔ شیخ چولھائی اپنی نور فراستِ باطنی سے پہچان گئے۔ پوچھا آپ سید ہیں ؟

حضرت نے عاجزی سے فرمایا کہ ہاں۔

اسی طرح جو جو نشانیاں حضرت مخدوم الملک نے فرمائی تھیں سب آپ میں پائی گئیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو آگے کیا اور خود پیچھے ہو لئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی خانقاہ عالی میں پہونچ کر حضرت مخدوم الملک کے خلفاء اور اصحاب سے ملے سب نے باتفاق صحابہ میت بموجب وصیت امامتِ نمازِ جنازہ کا اشارہ کیا۔ اول حضرت نے کچھ عاجزی کی آخر سب نے حضرت محبوب یزدانی کو امامت کے لئے آگے بڑھایا۔

بیت

چو پیشے داشتند از لطف پیشیں　　　زیارانِ دگر ہم پیش بردند

جب حضرت محبوب یزدانی نماز جنازہ پڑھا چکے اور میت کو لوگوں نے سپردِ خاک کیا آپ کی خاطر شریف میں یہ خطرہ پیدا ہوا بہار ولایت بنگال میں شامل ہے۔ شاید میرے مرشد یہی تھے جو انتقال فرما گئے۔

اسی وقت روحانی پاک حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ فرزند اشرف خاطر جمع رکھو کہ تمہارے پیر بدولت وسعادت مسند ارشاد پر جلوس فرما ہے

ہیں اور طالبانِ راہ خدا کو فیض پہونچا رہے ہیں۔ ابھی زندہ اور سلامت ہیں۔

ابیات

نشستہ بر سرِ او رنگ اقبال　　جہاں گیرد بہ تیغ وجد احوال

زِروئے تربیت آں ضیغم غاب　　گرفتہ سر بسر اقلیم اصحاب

بہ ہمت پائے سر در راہ آور　　کہ دارد بہر تو صد چشم بر در

خاطر شریف حضرت محبوب یزدانی کو تسکین حاصل ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد دستِ مبارک حضرت شیخ شرف الدین قدس سرّہ کا قبر سے باہر نکلا۔ حضرت کے اصحاب کو حیرت ہوئی اور آپ کے ہاتھ نکلنے کا سبب کسی کے سمجھ میں نہیں آیا۔ ایک دوسرے سے پوچھنے، کوئی ہاتھ نکلنے کا باعث بیان نہ کر سکا۔ جب حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں سب نے عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص اس راز کو نہ سمجھا۔ شاید حضور پر یہ راز کھلا ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت شیخ نے ایک تاج مردان غیب سے پایا تھا۔ اور وصیّت فرمائی تھی کہ اس کو میرے ہمراہ قبر میں رکھ دینا۔ غالباً تم لوگ اس تاج کو قبر میں رکھنا بھول گئے۔ اب طلب فرما رہے ہیں۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ بے شک یہی بات ہے۔ کسی صاحب نے وہ تاج لاکر آپ کے ہاتھ میں دیا پاتے ہی آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

بیت

چوں تاجِ سلطنت بر سر کشیدہ　　تبرک خویش جامے بر چشیدہ

رات کو حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدوم الملک کے مزار پر رہے پھر روحانیہ پاک حضرت مخدوم الملک ظاہر ہوئی۔ اپنے مکتوبات شریف کے پڑھنے کی اجازت دی اور کمال توجہ سے اپنا خرقہ بھی حضرت محبوب یزدانی کو عطا کیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت محبوب یزدانی نے خرقۂ شیخ طلب کیا۔ حضرت شیخ کے اصحاب خرقہ دینے سے انکار کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا:-

اس میں مبالغہ اور اصرار کی ضرورت نہیں چاہیئے کہ شیخ کا خرقہ ان کے مزار پاک پر رکھ دو جس کے نصیب میں ہوگا اس کے ہاتھ آئے گا۔

بیت

کسے کو را بود آں تاج برسر نصیب او بود ایں خرقہ دربر

تمام اصحاب نے اس کو قبول کیا اور حضرت شیخ کے مزار پر خرقہ لاکر رکھ دیا... باری باری سے تمام اصحاب نے اٹھانا چاہا مگر کسی سے نہ اٹھ سکا۔ جب سب نے ہاتھ کھینچ لیا تو حضرت محبوب یزدانی نے دستِ مبارک دراز کیا۔ اور خرقہ مبارک پھول کی طرح اٹھا لیا اور پہن کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ آپ پر عجیب حالتِ پر جوش پیدا ہوئی اور تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور یہ شعر زبانِ مبارک پہ لائے اور روبراہ ہوئے۔

بیت

مرا برسرِ بود از لطفِ افسر برآمد راست مارا خرقہ دربر

عام روایت جو قریب القیاس ہے فی زمانہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت خرقہ حضرت مخدوم الملک کا حضرت محبوب یزدانی نے زیب تن کیا تو قوالوں نے آپ کے سامنے شادیانہ گانا شروع کیا تو حضرت محبوب یزدانی نے عالم وجد میں وہ خرقہ قوالوں کو اتار کر دے دیا۔ ان سے خرید کر صاحب سجادہ بہار شریف نے لے لیا چنانچہ اب تک وہ خرقہ حضرت مخدوم الملک کے خاندان میں بقبضہ سجادہ نشین بہار شریف موجود ہے جس کو حضرت شاہ محمد حیات سجادہ نشین زیب تن فرماتے ہیں۔

اس بات پر لوگوں نے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی پر اعتراض کیا کہ ایسے شیخ مخدوم الملک کا خرقہ آپ نے قوال کو عنایت کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ لباس رابطہ نعمت ہے درویش سے، نہ عینِ نعمت، اس خرقہ کی برکت اور نعمت میں نے لے لیا۔ اب محض خرقہ رہ گیا ہے۔ اور فرمایا لباس رابطہ نعمت است از درویش نہ عین نعمت او را یرد بہر کو چوں باغباں کہ گل از بہر بوئے، مہار ند چہ بوسند نگلند ند گل بہر کوئے۔

پھر حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ شان ہر خرقہ پوش کی نہیں۔ مجھ سا لینے والا اور حضرت مخدوم الملک سا دینے والا چاہیئے۔ اور مریدان و خلفاء کو لازم ہے کہ پیرانِ طریقت کے آثار اور خرقہ کی ہمیشہ تعظیم اور عظمت کریں۔

* * *

چوتھا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کا سفر کرتے ہوئے مقام جنت آباد پنڈوا شریف میں پہونچنے اور آپ کے مرشد حضرت مخدوم شیخ علاءُ الحق والدین گنج نبات کا مع خلفاء و مریدان آپ کے استقبال کے واسطے ایک کوس شہر سے باہر آنے اور حضرت محبوب یزدانی کو اپنی پالکی پر سوار کر کے لے جانے اور حصول شرفِ بیعت کے بیان میں

قال الاشرف السفر سفران الظاهر والباطن سفر الظاهر طی الارض بمشی الاقدام وسفر الباطن سیر القلب بارشاد الامام۔

ابھی شرف ملازمت حضرت مخدومی مرشدی سے مشرف نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے مرشد نے اپنی مجلس میں یاروں سے فرمایا کہ وہ شخص جس کا انتظار دو برس سے کر رہا تھا اور جس کے دیدار کی تمنا دل میں رکھتا تھا آج کل میں وہ میرا پیارا آکر مجھ سے ملے گا۔

اشعار

بشارت می دہند از عالم غیب　　مرا ہر دم بگوش سر ز الہام
کہ آں موعود دولت بر درِ تو　　بسر امروز فردا می نہند گام
امانت می سپارند بر تو زنہار　　بر آور کام او از دل سرانجام

کئی بار حضرت مرشد نے زبان مبارک سے فرمایا کہ حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام نے ستر بار حضرت مخدومی کی خدمت میں بشارت نزدل مقدم پہونچائی تھی۔ اشتیاق دیدار حضرت محبوب یزدانی، حضرت مخدوم کو اس قدر ہو رہا تھا کہ شرح اس کی بیان سے باہر ہے۔

قطعہ

کسے را کو بود اقبال یاور　　بود معشوق چوں عاشق طلبگار

بلے معشوق تا عاشق نباشد　　بسر ناید ز عاشق ہیچ در کار

منقول ہے کہ حضرت مخدومی بعد نماز چاشت آرام فرما رہے تھے کہ یکبارگی خواب سے چونک پڑے۔ بے تابانہ خانقاہ سے باہر نکل آئے اور فرمانے لگے کہ یار کی خوشبو آ رہی ہے اور قریب آ پہونچا۔

قطعہ

ز بوے یار خوش حالم چو یعقوب　　مگر آں یوسف ثانی رسیدہ

بشوقِ دیدنِ آں نور دیدہ　　چو اشک از مردمے بیروں دویدہ

اپنی سواری کی پالکی اور اپنے مرشد حضرت شیخ اخی سراج الحق والدین کی پالکی جو آپ کو ملی تھی۔ جس کو زبان بنگالہ میں سنگھاسن کہتے ہیں، ہمراہ لے کر شہر کے باہر آئے۔ آپ اپنے مرشد کی پالکی پر سوار تھے اور اپنی پالکی خالی لے گئے تھے۔ جس وقت حضرت مخدومی محبوب یزدانی کے استقبال کو نکلے، آپ کے اصحاب اور خلفاء کے علاوہ شہر کے تمام چھوٹے بڑے آدمی پیادہ اور سوار سب ہمراہ چلے۔ ایک کوس شہر سے باہر نکلے تھے۔ شہر میں شہرہ ہو رہا تھا۔ سب لوگ کہتے تھے کہ حضرت صاحب مقام کسی عزیز عالی شان کے استقبال کے لئے جا رہے ہیں اس وجہ سے اس قدر ہجوم ہو رہا تھا کہ آدمیوں کے کش مکش سے راہ چلنا دشوار تھا۔

قطعہ

مگر یوسف رسید از مصر سمناں　　کہ مرد و زن بہم از ہم بر آمد

چرا در ہم نہ افتد شور و غوغا　　کہ آں اقبال غیبی بر در آمد

جب چار کوس شہر سے باہر نکل گئے حضرت مخدومی مع اصحاب اور تمام مجمع کے ایک سینبھل کے درخت کے نیچے اترے۔ یہ وہ مقام ہے جو شہر مالدہ کے کنارے پر واقع ہے۔ اور اب تک زیارت گاہِ خلائق ہے۔ وہاں سے کچھ مسافروں کی جماعت نظر آئی۔ حضرت مخدومی نے اپنے خادم کو دوڑایا کہ جلدی سے خبر لاؤ کون لوگ آ رہے ہیں۔ خادم دوڑتا ہوا گیا جلدی استفسار کر کے حضرت مخدومی کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ اشرف نامی سمنانی نورانی شکل والے آ رہے ہیں۔

یہ سن کر حضرت مخدومی بے حد خوش ہوئے اور چند قدم پیشوائی کو آگے بڑھے دونو

جانب سے جذبۂ محبت نے اپنا اثر دکھایا۔ حضرت محبوب یزدانی دوڑ کر آئے اور حضرت شیخ کے قدم پر سر رکھ دیا۔

حضرت مخدومی نے سر اٹھایا اور پیار سے اپنے سینے سے لگایا۔ تھوڑی دیر سینے سے لپٹائے رہے پھر حضرت محبوب یزدانی کا ہاتھ پکڑے ہوئے درخت کے نیچے جہاں اترے تھے لائے۔ حضرت مخدومی کے تمام خلفاء نے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اس کے بعد حضرت مخدومی کے سامنے مؤدب دو زانو ہو بیٹھے۔ اور یہ شعر فرمایا:۔

شعر

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے　　بہ امیدے رسد امیدوارے

حضرت مخدومی نے فرمایا کہ اے فرزند اشرف فراقِ ظاہری کافی نہ تھا کہ فراقِ باطنی بھی برداشت کیا جاوے۔

محبوب یزدانی نے سر جھکا کر عرض کیا کہ:۔

قطعہ

فراق از خویشتن نہ بود ارادت　　چوں رفت از دست می باید کشیدن
زیادت از سکندر بود مارا　　ہوائے آب حیوانی چشیدن
چوں ذرّہ در ہوائے روئے خورشید　　بسر گردیم از بہر رسیدن
توانی زندہ کردن مردہ را　　کہ جاں در جسم بے جاں بر دمیدن
تن بے جاں بہ عیسیٰ دم رسیدہ　　بہ عیسیٰ دم بدم تا دم رسیدن

حضرت مخدومی نے فرمایا کہ اے فرزند جس دن سے تم تارک السلطنت ہو کر گھر سے نکلے ہو ہر منزل میں تمہارا نگراں تھا۔ اور مواصلت ملاقات ظاہری کی تمنا رکھتا تھا۔ الحمد للہ کہ جدائی مواصلت سے بدل گئی۔

مثنوی

از اں روزے کہ پا بر رہ نہادن　　درے از وصلِ تو بر من کشادن
بہر منزل کہ کردی سیر چو ماہ　　ز مہر تو بمن کردند آگاہ
کنوں از انجذابِ درمیانم　　حجاب بود را از ہم درانم

فراق ہم دیگر تا رفت . بربست ۔ بہ بزم عیش باہم وصل بہ نشست
زفقداں رفتۂ وقتِ وجودش ۔ زغیبت رفت ہنگامے شہود ست

حضرت مخدومی نے فرمایا فرزند اشرف تم میری پالکی پر سوار ہو۔
حضرت نے عاجزی سے عرض کیا کہ بندہ بھی سوار ہو اور آقا بھی سوار یہ زیبا نہیں۔

ابیات

چہ حدّ بندۂ تو . بردہ باشد ۔ کہ با صاحب قدم آوردہ باشد
نہ زیبد بندہ را از راہِ ایثار ۔ کہ گرد جز رضا خواجہ در کار
نشانِ بندۂ آزاد آنست ۔ کہ سر در زیر پائے خواجگانست

آخر بعد مبالغہ واصرار حسب ارشاد حضرت مخدومی کے پالکی پر سوار ہوئے۔ حضرت مخدومی بھی اپنے مرشد کی پالکی پر سوار ہو کر چلے۔ جب خانقاہ عالم پناہ کے دروازے پر پہونچے' بے اختیار پالکی سے اتر پڑے۔ اور حضرت مخدومی کی چوکھٹ پر سر رکھ کر یہ غزل پڑھی جس کو برجستہ تصنیف کیا تھا۔

غزل

ما بر جناب دولت خود سر نہادہ ایم ۔ رخت وجود بر سر ایں در کشادہ ایم
ظلمات راہ گرچہ بریدیم عاقبت ۔ تشنہ بر آب چشمۂ حیواں فتادہ ایم
بر شاہراہِ فقر نہادیم رخ ولے ۔ بر عرصۂ حریم چوں فرزیں کہ پیادہ ایم
اے بر حریم عشق جناب تو عاز سر ۔ پا بر نہادہ ایم چہ بر تر نہادہ ایم
سر بر حریم حضرت عالی نہادہ او ۔ بر روئے تو کشادہ بر در ایستادہ ایم
دارم امید مقصد عالی زدر گہت ۔ ہو در دیار غربت ازیں ہم زیادہ ایم
اشرف مس وجود خود آوردہ بہر زر ۔ از دولت حکیم بہ اکسیر دادہ ایم

حضرت مرشدی کے آستانہ پر سر رکھے ہوئے یہ اشعار آپ پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت مخدومی بکمال توجہ سن رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت مخدومی نے اپنے آستانہ سے حضرت محبوب یزدانی کا سر اٹھا کر اپنے آغوش میں لے لیا اور سینہ سے لگایا۔ دوجہاں

کے مقاصد سے مالا مال کر کے دریائے ناپیدا کنار کر دیا۔

بیک نفس کہ نگارم مُرا کنار گرفت   دلم زہر دو جہاں رستہ و کنار گرفت
زیاد ذوق تو خاکِ مرا کہ نار گرفت   زآب وصل نگارم زد و کنار گرفت

اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی کو خانقاہ کے اندر لے گئے اور اپنے پاس پہلو بہ پہلو بٹھایا۔ عبداللہ خادم سے ارشاد فرمایا کہ دستر خوان لاؤ۔ اور پانی پلانے والے حاضر ہوں۔ حضرت مخدومی نے خود ہاتھ دھلائے اور فرمایا کہ :۔

فرزند ! مقاصدِ کونین سے ہاتھ دھوؤ جس سے خوانِ وصل ہاتھ آئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بکمال انکسار عرض کیا کہ میں پہلے اپنے ہی سے ہاتھ دھو چکا ہوں۔ اس کے بعد فرشِ وصال پر بیٹھا ہوں۔

ابیات

تا نہ شوید دست کسے از روزگار   کے نشیند بر سر خوان نگار
دست خود را شستہ ام از خویشتن   تا شوم بر خوانِ وصل از خویشتن

حضرت مخدومی کے اصحاب جو حاضر تھے سب ہاتھ دھوئے اور قسم قسم کے کھانے چنے گئے اول چار لقمہ اپنے دست مبارک سے حضرت محبوب یزدانی کو کھلائے۔ آپ نے بہ تعظیم تمام نوش کیے۔ حاضرین کو حیرت ہوئی کہ اپنے اور بیگانے میں سے کسی کو ایسا سرفراز نہیں فرمایا :

بیت

لطفِ جاناں گر بود از حد بروں   در حریم وصلِ خود دارد دروں

حاضرینِ مجلس تو کھانا کھا رہے تھے مگر حضرت محبوب یزدانی مرشد کے روئے انور کا نظارہ کر رہے تھے۔

قطعہ

تشنۂ گر بر چشمۂ حیواں رسد   در کشد در دم نہ دم اندر کشد
تفتۂ دیدار ہر دم تشنہ ایست   گرچہ آبے ہفت دریا بر کشد

تھوڑا کھانا مل کر کھایا۔ آخر وہ چاول جس کو بنگالی زبان میں پن بھتہ کہتے ہیں حضرت محبوب یزدانی کے سامنے لائے اور فرمایا کہ :۔

فرزند! تھوڑے یہ ٹھنڈے چاول بھی کھاؤ۔ تشنگانِ وادی طلب کو اس سے تسکین ہوتی ہے

قطعہ

شُربت از دست نگار سیم بر — تشنگاں را می دہد بر دل یقیں
تشنہ آب وصال یار را — آبرو یت می دہد بر دل یقیں

سب لوگ کھانا کھا چکے تو پان آئے اور سب کو تقسیم کئے گئے۔ جو گلوریاں حضرت مخدومی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ کمال رنگ دل سپاری سے حضرت محبوب یزدانی کو کھلانے لگے۔ چار گلوریاں علی الاتصال اپنے ہاتھ سے کھلائیں۔ جب مرشد کی اس قدر عنایت تھی کیوں کر نہ شوق سے پان کھاتے۔

برگ وصل از دست رنگیں یار خورد — جان سپاری کردہ از دلدار خورد
چوں نہ بندیار در برہمچو گل — ہرکہ در پا خار ہا بسیار خورد

پان کھانے کے بعد حضرت مخدومی نے مرید ہونے کا حکم دیا۔ خدام درگاہ نے بہ قاعدۂ مشائخ مقراض وکلاہ لاکر حاضر کیا۔ حضرت مخدومی نے اپنے سر کا تاج اتار کر اپنے ہاتھ سے حضرت محبوب یزدانی کے سر پر رکھا۔ آپ نے فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا۔

قطعہ

نہادہ تاج دولت بر سرِ من — علاؤالحق والدین گنج نبات
زہے پیرے کہ ترک از سلطنت داد — برآوردہ مرا از چاہ آفات

جب بیعت وارادت کی شرطیں پوری ہوچکیں، اصحاب حاضرین نے مبارکباد دیں حضرت مولانا علی نے جو حضرت مخدومی کے ایک فاضل خلیفہ خاص تھے۔ فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا۔

قطعہ

مریدے عشق را از پیر ارشاد — جہاں آمد مبارک باد کردہ
در آوردہ بسر قید ارادت — زبند روزگار آزاد کردہ

اس کے بعد حجرہ کے اندر لے گئے اور ایک پہر کامل تنہائی میں تمام اسرار وانوار سے مالا مال کردیا۔

قطعہ

درونِ خلوتِ اسرار بردہ — کشادہ در. بروئے صادقِ خویش

زا دل تا باخر ہرچہ باید — نثارے کردہ اند. بروا ثقِ خویش

حضرت مخدومی حجرہ سے باہر نکل آئے اور آپ کو اندر ہی چھوڑا۔ ایک پہر کے بعد حجرہ کے اندر تشریف لے گئے۔ حضرت محبوب یزدانی کو عجیب وغریب حالت میں پایا۔

قطعہ

مئے از خم وحدت را بہ یک بار — کشیدہ در زماں از دست ساقی

بیار از خود حساب خویش برداشت — شدہ واصل نماندہ ہیچ باقی

دست مبارک حضرت محبوب یزدانی کا پکڑے ہوئے حجرے سے باہر لائے۔ آپ کا چہرہ نورانی آفتاب کی طرح چمک رہا تھا۔

قطعہ

درخشاں بر رخش نورِ ولایت — برآمد از دروں چوں آفتابے

بردیر روشنی لمعات اسرار — چو مہر نزہت آید از سحابے

حضرت مخدومی نے حضرت محبوب یزدانی کو اپنے بغل بٹھا کر خود خانقاہ کے اندر گئے اور کچھ تبرکاتِ مشائخ جو از قسم خرقہ وغیرہ تھے اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور تمام اصحاب خورد و بزرگ کو جمع کر کے فرمایا کہ:

ہمارے اصحاب جانو اور آگاہ ہو کہ یہ امانت تبرکات مشائخ سالہا سال سے رکھے ہوئے تھے۔ اب اس کا مستحق پہونچا اس کے سپرد کرتا ہوں۔

اصحاب نے عرض کیا کہ حضور اس راز کو زیادہ جانتے ہیں۔ جو مناسب ہو کریں۔

قطعہ

چہ می پرسی توزیں اسرار مارا — کہ نتواند دریں معنی نجیدن

بہ بازار جہاں گوہر شناسی — زسنگ اندازی و گوہر گزیدن

حضور سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جو خرقہ حضرت اخی سراج الحق

والدین سے حضرت مخدومی کو ملا تھا حضرت محبوب یزدانی کو عطا کیا اور اس کے علاوہ اور جس قدر تبرکاتِ مشائخ آپ کے پاس تھے سب عطا کیے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان تبرکات سے آپ کے اصحاب کو عطا کرنا شروع کیا۔ اس معاملہ میں بعض لوگ گفتگو کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی نے سب کو جواب باصواب دیا۔

قطعہ

لباس رابطہ نعمت است از درویش   نہ عین نعمت کو را برند ہر سوئے
چوں باغباں کہ گل از باغ بہر بوے دہد   جو رفت بوئے فگندن گل بہر کوئے

لیکن یہ نشان ہر خرقہ پوش کی نہیں ہے۔ حضرت مخدومی سا دینے والا اور مجھ سا لینے والا ہونا چاہیئے۔

قطعہ

ایں گل آن گل نیست کو را ہر کسے   بوئیش آں باغبانی دیگر است
زیں گلستاں نیست ہر کس گلستاں   کیں گلستاں را نشانی دیگر است

جب تبرکات مشائخ عطا ہو چکے حضرت محبوب یزدانی بارگاہ عالی میں رہنے لگے۔ بارہ برس تک شرفِ ملازمت مختلف مرتبہ میں حاصل کیا۔ پہلی بار خدمتِ عالی میں جب مستقل طور پر مقیم ہو گئے عرض کرتے تھے کہ حضور میرے متعلق خانقاہ کی کوئی خدمت کیجیئے۔

حضرت مخدومی فرماتے کہ اے فرزند اشرف تمہارے تعلق کون خدمت کروں کہ اس خدمت کو حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام کریں گے اور تم کو نہ کرنے دیں گے۔ اس وقت جب کہ میں نے تم کو لباس خضر عطا کیا اسی روز تمہاری نسبت عطاء نعمت کے لیئے حضرت خضر علیہ السلام نے حد سے زیادہ مبالغہ کیا تھا کہ کیا کہوں۔

قطعہ

ترا از چشمۂ آں باغ علوی   نثارِ فیض می آید بہ ہر دم
وے کز دم بدم مجرائے فیضش   ز جانِ ما بود سیر انش بر دم

جب چار سال کامل خدمت شیخ میں بسر کیئے۔ حضرت مخدومی کو خیال ہوا کہ ان کو کیا لقب دینا چاہیئے۔ کیوں کہ: اَلْاَلْقَابُ تَنَزَّلُ مِنَ السَّمَآءِ۔ جو کچھ غیب سے نازل ہو

وہی لقب دوں۔

ایک رات حضرت مخدومی وظائف و اوراد شب براءت میں مشغول تھے خلوت خانہ میں جا کر سر بجیب مراقبہ ہو کر دیر تک خاموش رہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی۔ یکبارگی خلوت کی در و دیوار سے آواز آئی "جہانگیر، جہانگیر" حضرت کی خاطر مبارک میں پہلے سے آپ کے لقب کا خیال تھا۔ اس آوازِ غیبی کے سننے سے فرمایا الحمد للہ کہ فرزند اشرف کو خطاب جہانگیری ملا۔ حضرت محبوب یزدانی دوسری خلوت میں مشغولِ ذکر و فکر تھے۔ جب فجر کی نماز کے لئے برآمد ہوئے اور نماز باجماعت ادا کی حسب قاعدۂ معمول جب حضرت مخدومی کے دست مبارک پر مصافحہ کرنے گئے۔ اور سب لوگ باہم مصافحہ کرنے لگے۔ جو کوئی حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر مصافحہ کرتا یہی کہتا خطاب جہانگیری مبارک ہو۔ حضرت محبوب یزدانی نے یہ اشعار فی البدیہہ فرمائے۔

قطعہ

مرا حضرت از پیر جہاں بخشش خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر
کنوں گیرم جہانِ معنوی را کہ فرمان آمد از شاہم جہانگیر

ستائیسویں شب ماہ رمضان المبارک یعنی شب قدر کو حضرت محبوب یزدانی حضرت مخدومی کی خدمت میں بیٹھے تھے اور سخنان اسرار معرفت سن رہے تھے کہ حضرت مخدومی نے بہ نسبت حضرت محبوب یزدانی کے فرمایا کہ فرزند اشرف، بستانِ استعداد کو میں نے تمہارے لئے خشک کر دیا اور جو کچھ ابتدا سے انتہا تک اسرارِ معرفت تھے وہ سب تم کو دیئے۔

قطعہ

ہر آں گوہر کہ از کانِ عزیزاں رسیدہ بر تو آں ایثار کردم
کہ ہر چہ از ابر مدرار رسیدہ شدہ فیضے بہ تو ادرار کردم

یہ نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ ایمان والوں کو نصیب ہو! آمین یارب العالمین

ملی نعمت جو مجھ کو ہر ولی سے دیا تم کو وہ سب شوق دلی سے
ہوئے اب واقفِ سرِ نہانی ہوئے اب محرمِ اسرار جانی

* * *

پانچواں صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کا خدمتِ مرشد سے رخصت ہونے اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے شہر جونپور میں پہونچنے اور سلطان ابراہیم شرقی بادشاہ جونپور کی ملاقات کرنے اور شہزادوں کو مرید کرنے اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء کو خرقہ خلافت عطا کرنے اور سمتِ آشنا نہ رُوح آباد پہونچنے اور کمال جوگی سے مقابلہ کرنے اور جوگی جی کے مسلمان ہونے اور ان کی بیعت ہونے اور ذکر تعمیر عمارت حجرۂ وحدت آباد شریف وغیرہ کے بیان میں۔

قال الاشرف المقام هو المرام علی سریر التمکین بوجه الدوام
فرمایا اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے مقام قصد کرنا ہے تختِ تمکین پر بطور ہمیشگی کے
حضرت محبوب یزدانی کو خدمت مرشد میں جب چار سال گذرے اور آپ کی ولایت و کمالات کا شہرہ ہونے لگا حضرت مخدومی نے فرمایا کہ :۔
اے فرزند اشرف، مثل مشہور ہے کہ دو شیر ایک بن میں نہیں رہتے اور دو تلواریں ایک نیام میں نہیں ٹھہرتیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ تمہارے واسطے کوئی ایسا مقامِ قیام کی فکر کروں جہاں تم مسندِ ارشاد پر جلوس فرما کر اپنا فیض جاری کرو اور وہاں کے لوگ تم سے استفادہ حاصل کریں اور بندگانِ خدا کو تمہاری ہدایت سے نور ایمان نصیب ہو۔ اور گم گشتگانِ بادیہ ضلالت کو تمہاری شمع ہدایت سے رہنمائی حاصل ہو۔

قطعہ

بدریا آب شیریں بہر آں است — کہ از وے تشنگاں سیراب گردند
نہ چوں گوہر کہ در معدن نہفتہ — بجان در کندن نایاب گردند

حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ اپنے دارالسلطنت کو ترک کر کے محنت غربت سفر

اختیار کی اور اپنے عزیز و اقارب، دوست و احباب خاندان سے بے تعلق ہو کر اس غرض سے حاضر ہوا تھا کہ خدمتِ درگاہ عالم پناہ میں حاضر ہو کر زیارتِ جمال باکمال حضور سے شبانہ روز مشرف ہوا کروں نہ کہ دولت ملازمت سے محروم ہو کر داغِ جُدائی دل پر اٹھاؤں یہ قطعہ زبان مبارک سے فی البدیہہ فرمایا۔

قطعہ

کسے کز دولت توفیق یزداں ۔ بریدہ از دیارِ کامرانی
کشیدہ پائے از اورنگ شاہی ۔ دریدہ پردۂ وصلِ یار جانی
شرابِ فرقتِ یاراں کشیدہ ۔ شکستہ جام عیش زندگانی
نہادہ پائے در صحرائے غربت ۔ کشیدہ دست از قاصی و دانی
منم چوں سایۂ تو ہمچو شخصے ۔ چرا ایں سایہ را از شخص رانی
نہ گردد ظلّ من از شخص ممتاز ۔ گرش از تیغ صد بارم برانی
بدرگاہِ تو اشرف گر بود خاک ۔ بہ از جمشیدی و کیخسروانی

جب حضرت مخدومی نے یہ باتیں سنیں تو فرمایا کہ:۔

اے فرزند تم ہم سے جُدا نہ ہو لیکن اس میں کچھ ارادۂ الٰہی شامل ہے۔

غرض کہ دو سال اور اس مبالغہ میں گذرا۔ حضرت مخدومی نے فرمایا کہ یہاں سے تم کو رخصت کرنے میں کچھ حکمت ہے جس سے تم آگاہ نہیں۔ اب تم کو چاہیئے کہ اس پر راضی ہو جاؤ

قطعہ

ارادت چوں بریں رفت است اے یار ۔ بباید از دل و جاں سر نہادن
وصالِ یار گرچہ خوشتر آمد ۔ در فرقت دمی باید کشادن
کہ طفلاں را زیاد از عہد خوردن ۔ ز شیر مادراں زہریت دادن

حضرت محبوب یزدانی نے جب دیکھا کہ اب یہاں تک نوبت پہونچی۔ شیخ کے فرمانے سے انکار کرنا مناسب نہیں۔ ناچار طوعاً و کرہاً سر تسلیم درِ ارادت پر جھکایا اور عرض کیا کہ جو حضور کی مرضی ہو میں تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوں۔

قطعہ

مبارک بندۂ آزادگی بہ نسبت ۔ کہ او ہم دم زند با خواجۂ خویش

مرید آنست کہ برامرِ ارادت | نہد از جاں سرِ تسلیم درپیش

آخر حضرت مخدومی نے یہ تجویز کیا کہ ولایتِ نواحی (جونپور) میں بھیجیں کہ وہاں کے لوگ آپ کے نورِ ولایت سے بہرہ مند ہوں۔ **قطعہ**

اگرچہ مشک ختنی را خطا نیست | ولیکن در ختن قدرش نباشد

اگر افتد بجائے دیگراں مشک | جہاں بر بوئے او برہم زنانند

یہ بات قرار پائی کہ بعد انقضائے ماہ رمضان شریف عید کی نماز پڑھ کر حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کریں۔ بعد رمضان شریف جب عید کا دن آیا حضرت مخدومی سامان سفر میں متوجہ ہوئے۔ ماہی و مراتب علم و نقارہ ہمراہ رہنے کے لئے منگایا گیا۔ جس شان سے حضرت مخدومی سفر کرتے تھے وہ سب سامان کیا گیا۔ خلوت خانہ سے حضرت مخدومی نے عمدہ لباسِ فاخرہ لاکر حضرت محبوب یزدانی کو پہنایا۔ اس رخصت کے وقت شہر کے ادنیٰ اور اعلیٰ لوگ سب حاضر تھے۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو حضرت کو رخصت کرنے نہ آیا ہو۔ سب لوگ آپ کی مفارقت کے صدمے میں کلماتِ حسرت زبان پر لاتے تھے۔ حاضرین کی بے قراری اور گریہ وزاری سے قیامت برپا ہو رہی تھی۔

غزل لجامعہ

کئے سب نے شور و فغاں کیسے کیسے | تڑپنے لگے نیم جاں کیسے کیسے

جُدائی کے مضموں بھرے شعرِ پُرغم | سناتے تھے اہل زباں کیسے کیسے

لگائے ہوئے ٹکٹکی کس قلق سے | بلکتے تھے پیر و جواں کیسے کیسے

شب و روز فرقت سے اس شعلہ رو کی | پگھلتے رہے شمع ساں کیسے کیسے

شکایت کریں اشرفی کیا فلک کی | حزیں کر دئے شادماں کیسے کیسے

حضرت مخدومی مع تمام اصحاب و احباب رؤسائے شہر کے باہر ایک کوس تک پہونچانے چلے آئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو رخصت کرنے لگے تو آپ نے عرض کیا کہ:

بندہ کو نواحئ جونپور میں جانے کا حکم ہوتا ہے اور مجھ پر یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ وہاں ایک شیر رہتا ہے۔

دراں بیشہ کہ ماراں حکم صیداست — ہمیں دانم کہ شیرے ہست بیدار
دلے مارا چوں شیر شرزہ ہست — چہ باک از شیر باشد اے جہاندار

حضرت مخدومی نے یہ سن کر سر کو جیب وگریبانِ غیب میں ڈالا اور ایک پہر تک خاموش رہے۔ اس کے بعد اس میدانِ غیب سے عالم شعور میں آئے اور خوش ہو کر یہ زبان پر لائے کہ فرزند اس شیر کا غم مت کھاؤ۔ وہاں تم کو ایک شیر بچہ ہاتھ آئے گا۔ اس شیر کے مقابلے میں وہی شیر بچہ کافی ہو گا۔

جب حضور، حضرت مخدومی سے رخصت ہو کر چلے۔ قطع مسافت کرتے ہوئے مقام اردل میں ٹھہرے۔

حضرت شیخ بسمن اردلی حضور کی زیارت کو حاضر ہوئے۔ دل میں یہ خیال کیا یہ حشم و خدم شاہانہ، خیمہ و خرگاہ امیرانہ حضرت کے ہمراہ ہے درویشوں کو اس سے کیا کام۔

حضور کے قلب انور پر ان کا خطرہ ظاہر ہو گیا۔ فرمایا کہ: اے برادر میخ طویلہ در گل زدم نہ در دل۔ مطلب یہ کہ اے بھائی یہ حشم و خدم امیرانہ جو تم دیکھتے ہو میرے قلب میں اس کی جگہ نہیں ہے۔ اور خواجہ ابوسعید ابوالخیر اور خواجہ ابو اسحاق گازرونی کے سامان حشم و خدم کا بیان فرمایا کہ جن کے باورچی خانے سے بہتر اونٹ لہسن پیاز اور ترکاریوں کے چھلکے روز لاد کر پھینکے جاتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی قطع منازل کرتے ہوئے حشم و خدم سامان شاہانہ و امیرانہ اور دبدبۂ ملوکانہ کے ساتھ خطۂ ظفر آباد متصل جونپور میں قیام پذیر ہوئے۔ خدام عالی نے عرض کیا کہ کس مقام پر اسباب سفر اتارا جائے۔

آپ نے فرمایا کہ فقیر کی عادت مسجد میں ٹھہرنے کی ہے۔ ظفر خاں کی مسجد میں سامان رکھو اور بیرونِ مسجد ہمراہیوں کے خیمے کھڑے ہوں۔

وہاں حضور سے عجائب اور غرائب کرامات کا جب ظہور ہوا تو محبوب یزدانی اور حاجی چراغ ہند ظفر آبادی کے درمیان کچھ تناقض اور تخالف ہوا جس کا ذکر صحیفہ آٹھ میں آئے گا مگر بہت جلد صفائی ہو گئی اور جانبین میں رابطۂ اخلاق پیدا ہوا اور حاجی صاحب کے گھر حضرت مدعو

ہوئے۔ طعام دعوت نوش فرمایا اس کے بعد اپنے یاروں سے فرمایا کہ اسباب باندھو، اب یہاں سے جونپور جاؤں گا۔

جب علم جہانگیری مع حشم و خدم جونپور میں پہونچا اور سلطان السلاطین ابراہیم شرقی بادشاہ جونپور کی جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ بادشاہ نے چاہا کہ حضرت کی زیارت کے واسطے حاضر ہو۔ حضرت قاضی شہاب الدین نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ بزرگ سیّد ولی باکمال عالی حال ہیں۔ پہلے میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کروں اس کے بعد آپ تشریف لے چلئے۔

بادشاہ نے اس کو پسند کیا اور قاضی صاحب اپنی پالکی پر سوار ہو کر چلے اور علمائے دانشمند بھی ہمراہ ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نماز ظہر پڑھ کر سجادہ پر جلوس فرما تھے کہ دور سے قاضی صاحب کی سواری نمودار ہوئی۔ حضرت نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاضی شہاب الدین جو بہت بڑے عالم اور فاضل ہر علوم میں مشہور ہیں۔ آپ کی زیارت کو آ رہے ہیں۔ فرمایا بہت خوب۔

قاضی صاحب دور سے پالکی پر ادباً اتر کر پیادہ پا ہو کر آنے لگے اور علمائے ہمراہی سے فرمایا کہ خبردار کوئی اظہار قابلیت اور کسی مسئلہ کی گفتگو نہ کرنا کہ نورِ ولایت سیّد پاک کی پیشانی انور پر چمک رہا ہے۔

قطعہ

چہ خورشید یست تاباں از جبینش | کہ خورشید فلک ذرّہ گردد
بگو ہر سید است دریائے موّاج | کہ دریائے جہاں چوں قطرہ گردد

اس قطعہ کو پڑھتے ہوئے قاضی صاحب حاضر دربار ہوئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بمقتضائے اخلاق محمّدی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اٹھ کر چند قدم استقبال کر کے قاضی صاحب کو اپنے پاس لا کر بٹھایا اور بڑے اخلاق سے پیش آئے۔

چو زانیجا شکر و آں شیر ریزد | بہ شکر شیر چوں شیر بن نخیزد

ہر چند کہ قاضی صاحب نے علمار ہمراہی سے تاکید کر دی تھی کہ اظہار قابلیت اور

خود نمائی کوئی نہ کرتا مگر سب کے دل میں کوئی نہ کوئی مسئلہ علمی مدنظر تھا کہ حضرت سے استفسار کریں گے۔ حضرت مولانا شیخ ابوالوفا خوارزمی خلیفہ حضرت نے اپنی کشف باطنی سے دریافت کر کے بلا استفسار جملہ علماء کے خیال کردہ مسائل کا جواب دینا شروع کر دیا کہ کسی کو مجالِ کلام نہ تھی۔ حضرت قاضی صاحب نے بھی انصاف سے داد دی۔

شعر

بکلک فصاحت بیانے کہ داشت　　　　بہ دلہا چو نقش نگیں برنگاشت

جب یہ باتیں ختم ہوئیں حضرت قاضی صاحب نے خدمتِ عالی حضرت محبوب یزدانی میں عرض کیا کہ سلطان ابراہیم اشرقی بادشاہ جونپور حضرت کی قدم بوسی کے لئے آج حاضر ہونا چاہتا تھا۔ اس خادم نے کہا کہ پہلے میں شرف پابوسی حاصل کر لوں۔ کل آپ حاضرِ خدمت بابرکت ہوں۔

حضرت نے فرمایا کہ تم بادشاہ سے بہت اچھے ہو۔ اگر وہ آئیں حاکم ہیں۔ اس کے بعد قاضی صاحب رخصت ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہندستان میں ایسا فاضل کم دیکھا گیا ہے۔

دوسرے دن حضرت محبوب یزدانی بعد ادائے وظائفِ معمولی رونق افروز سجادہ تھے کہ سلطان کے آمد آمد کی خبر ہوئی کہ بہمراہی وزراء و مصاحبین آرہے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب نے بادشاہ سے کہا کہ اس قدر مجمع عظیم وزراء و مصاحبین کے ساتھ سید پاک کی خدمت میں حاضر ہونا مناسب نہیں۔ شاید ناگوار خاطر ہو۔ آخر سلطان اپنے ہمراہیاں اور علماء سے صرف بیس آدمی منتخب کر کے حاضر ہوئے اور شرف پابوسی سے مشرف ہوئے اور شرائط آداب و تعظیم پورے طور سے ادا کی۔ حضرت محبوب یزدانی اس آداب سے خوش ہوئے۔ بادشاہ نے ایک بڑی فوج قلعہ چنار کی فتح کرنے کے واسطے بھیجی تھی۔ اس کا تردّد دل میں حد سے زیادہ تھا۔ اپنے خیال باطنی سے حضرت کی جانب رجوع کیا اور یہ قطعہ پڑھا۔

قطعہ

دلے کان انور ہست از جام خورشید　　　　رواں روشن تر از خورشید باشد

چہ حاجت عرض کردن بر ضمیرش کسے کو را یقیں امید باشد

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا۔

شعر

گر یقیں شد قدمت استوار گرو زد ریانم از آتش برآر

جب بادشاہ رخصت ہوئے جو مسند حضرت کے ہمراہ ولایت سے آئی تھی۔ بادشاہ کو عنایت کی۔ اس سے بادشاہ کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ جب بادشاہ اپنے تخت گاہ میں تشریف لے گئے۔ کہنے لگے کہ کیسے بڑے مرتبہ والے سیّد عالی جناب ہیں۔ الحمد للہ کہ ہندستان میں ایسے ولی کے قدم آئے۔

تین دن کے بعد تھوڑے آدمی ہمراہ لے کر بادشاہ حاضر خدمت ہوئے۔ تھوڑی روٹی اور شربت بادشاہ کو کھلایا پلایا۔ اسی وقت عریضۂ فتح یابی قلعہ چنار بادشاہ کو ملا۔ حاضرین نے مبارکباد دی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ حضرت محبوب یزدانی کو مبارکباد دو جن کے قدم کی برکت سے فتح حاصل ہوئی۔ بادشاہ کا اعتقاد حد سے زیادہ حضرت کی جانب ہوا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ یہ بندہ حضرت میر کے ہاتھ پر مرید ہو چکا ہے۔ لیکن بندہ زادگان حاضر ہیں، ان کو اپنی غلامی میں داخل کیجئے۔ دو تین شاہزادے اسی وقت شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ نذر پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت نے قبول نہیں کیا۔ پھر بادشاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور میرے غریب خانے چل کر قیام فرمائیں۔ جب حد سے زیادہ اصرار کیا تو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ :

"تمہارے جوار سلطنت سے باہر نہ جاؤں گا"

بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور اس بات کی امیدواری ہوئی کہ حضرت ہماری ولایت کی سرحد میں مستقل طور سے قیام فرمائیں گے۔

دو مہینے تک حضرت محبوب یزدانی جونپور میں ٹھہرے اور بہت لوگ خواص اور عوام ادنیٰ و اعلیٰ شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت قاضی شہاب الدین کو آپ کے ساتھ بیحد عقیدت پیدا ہوئی۔ اگر روزانہ نہ پہونچ سکتے تو دوسرے تیسرے دن ضرور حاضر خدمت ہوا کرتے اور ایک ایک اپنی تصانیف حضرت کی خدمت میں لاکر پیش کرتے اور آپ سے قبولیت کی دعا چاہتے۔ اور حضرت ان کی قابلیت کی داد دیتے۔ علم نحو میں آپ کی کتاب ارشاد کو بہت پسند

کیا اور فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ سحر ہندستان میں ہے تمہارے بیان سے صحیح معلوم ہوا۔ یہ سحر بیانی تمہارے حصہ میں آئی ہے اور علم بیان میں کتاب بدیع البیان اور علم تفسیر میں تفسیر بحر مواج کو دیکھ کر فرمایا کہ قاضی صاحب جامع جمیع علوم ہیں۔ جب وقت نسخہ جامع الصنائع خدمت عالی میں پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ حضرت قاضی اس فن میں بھی دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔

حضرت شیخ واحدی نے جو حاضر تھے حضرت محبوب یزدانی کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ آپ نے بغور ملاحظہ کر کے ہنس کر قاضی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: جب تم نے تمام علوم حاصل کئے فارسی کو واحدی کے لئے چھوڑ دو۔

دوسری آمد میں حضرت قاضی شہاب الدین صاحب کو خرقہ خلافت اور مثال ارشاد عطا کر کے کتاب ہدایہ جو ولایت سے ہمراہ آئی تھی عنایت فرمائی۔ جیسا کہ شیخ واحدی نے بہ نسبت حضرت قاضی صاحب کے یہ قطعہ فرمایا:۔

قطعہ

لشکرِ علم تو بہ تیغ بیاں — از عرب تا عجم گرفتہ دیار
چوں گرفتی عراق عربیت — فارسی را بواحدی بہ گزار

جب تمام چھوٹے بڑے سکنائے شہر حضرت کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کر چکے تو ہمراہیوں سے فرمایا اسباب باندھو اور وہاں کا ارادہ کرنا چاہیئے جہاں کے واسطے میرے مرشد نے فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک شب پچھلی رات کو حضرت محبوب یزدانی خدمت مرشد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسرار معارف اور نکات تصوف حضرت شیخ فرما رہے تھے کہ یکبارگی زبان مبارک سے فرمایا کہ فرزند اشرف تم اس مقام کو دیکھتے ہو جو تمہاری قبر کی جگہ ہے۔

عرض کیا کہ حضرت مخدومی پر زیادہ روشن ہے۔

شیخ نے فرمایا کہ تمہارا مقام ایک مدور تالاب کے حلقہ میں تل کے نکتہ کے مانند دیکھا جاتا ہے۔ وہیں کی خاک تمہارے خمیر میں ہے۔

لوار جہانگیری با شان و شوکت جونپور سے موضع کرمینی میں پہونچا۔ وہ مقام فرمانِ شیخ سے مشابہت رکھتا تھا۔ دو تین روز جب وہاں قیام فرما ہوئے اور حلقہ تالاب کی سیر کی

آپ کو اپنے کشف سے ظاہر ہوا کہ یہ وہ مقام نہیں ہے۔ فرمایا یہاں سے اسباب باندھو ہماری جگہ دوسری ہے۔

بموجب ارشاد، اصحاب نے تیاری کر دی۔ وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر موضع بھڈونڈ میں بیرونِ دیہہ باغ میں فروکش ہوئے۔ اس اطراف کے آدمی حاضر ہو کر شرف ملازمت سے مشرف ہوئے۔ سب سے پہلے جس نے شرف ملازمت حاصل کیا ملک الامرا محمود موضع مذکور کے رئیس تھے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان کے حال پر کمال عنایت مبذول فرمائی۔

جب قیلولہ کا وقت آیا، درخت بڑ کے نیچے جو نہایت سایہ دار تھا حضرت نے آرام فرمایا بعد زوالِ شمس جب آپ بیدار ہوئے حاضرین نے دیکھا کہ درخت کی جو شاخ پورب سے سایہ فگن تھی، اب بعد زوالِ آفتاب وہی شاخ پچھم کو پھر گئی اور حضرت پہ سایہ کئے ہوئے تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ملک الامرا محمود کو ہمراہ لے کر حلقۂ تالاب کے اندر سیر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ میرے مرشد نے اسی جگہ کے لئے مجھ کو حکم دیا تھا۔ اس حلقے کے اندر کون اچھی جگہ ہے۔

ملک محمود نے عرض کیا کہ حلقۂ تالاب کے وسط میں ایک جوگی رہتا ہے اس کی جگہ نہایت پر فضا ہے لیکن وہ استدراج سے خالی نہیں۔ اگر خدام والا اس کا مقابلہ کر سکیں تو اس سے بڑھ کر دوسری جگہ نہیں۔

فرمایا : قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ "کہو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ تحقیق کہ باطل مٹنے والا تھا۔"

میں سیر کروں اور اس مقام کو دیکھوں۔ ملک محمود حضرت کو وہاں لے گئے۔ جب نظر مبارک اس مقام پر پڑی فرمایا ہماری جگہ یہی ہے جس کو حضرت مخدومی نے فرمایا تھا۔ بے دینوں کے گروہ کا اٹھانا سہل ہے۔ حضرت ملک محمود نے یہ مشہور مصرعہ پڑھا۔

جائیکہ سلطاں خیمہ زد غوغا نماند عام را

حضرت بہت خوش ہوئے اور ایک خادم سے فرمایا کہ جوگی سے کہہ دو کہ یہاں سے نکل جائے۔ اس کے جواب میں جوگی نے کہلا بھیجا کہ :۔

میرا نکلنا آسان نہیں ہے۔ پانچ سو جوگی میرے چیلے ہیں۔ اگر کوئی اپنے قوتّ ولایت سے سب کو نکال دے تو ممکن ہو سکتا ہے ورنہ میرا نکلنا مشکل ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے جمال الدّین راوٗت سے جو اسی دن مرید ہوئے تھے فرمایا کہ جاؤ، جو کچھ جادو اور سحر وہ کرے اس کو رد کرو اور جو کرامات چاہے دکھلاؤ۔

حضرت جمال الدین تھوڑی دیر تامل کرکے خاموش ہو گئے۔

حضرت نے فرمایا آگے آؤ۔ حضور پان کھا رہے تھے۔ پان کا اگال اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں ڈال دیا۔ پان کھاتے ہی حضرت جمال الدین کی حالت کچھ اور ہو گئی۔ شیر دلیر کی طرح سے قدم آگے بڑھایا۔

قطعہ

کسی کو ذرّہ از خورشید بیند   بتابد برہمہ اطراف و اقطار
چوں یابد ہمتے شیرے ز شرزہ   برآرد از ہمہ شیراں دم ازغار

اسی اثنا میں حضرت نے فرمایا کہ اس خاندانِ مشہورہ سے جوگی کیا مقابلہ کرے گا لیکن ہم کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔

بیت

بشیرانِ جہاں چوں مور ہر کس   برآمد از ہم و از جاں درافتاد
سخن مشہور در گیتی روان است   کہ بایشاں درافتاد و برافتاد

جب جمال الدّین راوٗت کا مقابلہ جوگی سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جس کرامت کو تو کہتا ہے ہر چند کہ اس بات کا اظہار کرنا ہم کو مناسب نہیں مگر جب تو کہتا ہے تو اس کی ضرورت ہوئی۔

شعر

چو کارم بود جائے پرداختن   ضرورت بود با تو کیں ساختن

کہتے ہیں کہ جوگی نے اپنی قوتِ سحر اور استدراج سے چیونٹیوں کو چھوڑ دیا۔ جب جمال الدین کی طرف وہ چیونٹیاں چلیں تو آپ نے فرمایا:-

ابیات

سلیمانے رسیدہ با چنیں زور | تو بکشائے برد بر لشکرے مور
بود معلوم ہمت مور بے فیل | دراں وقتیکہ افتد در پئے فیل

حضرت جمال الدین کا نگاہ کرنا تھا کہ چیونٹیاں میدان سے غائب ہو گئیں۔ ایک لحظہ کے بعد جوگی نے شیروں کا لشکر چھوڑا۔ آپ نے فرمایا یہ شیر نیساں شیر یزداں کا کیا مقابلہ کرینگے

بیت

زنیراں بر کشاید پائے از رفت | زند دم چوں بروئے شیر شرزہ

آخر شیر بھی غائب ہو گئے۔ جوگی نے اپنے سونٹے کو ہوا میں اڑایا۔ حضرت جمال الدین نے حضرت محبوب یزدانی کے عصائے مبارک کو منگوایا اور ہوا پر چھوڑ دیا۔ حضرت کے عصائے مبارک نے جوگی کے سونٹے کو مار کر زمین پر گرا دیا۔

جب جوگی نے یہ کرامت دیکھی عاجزی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھ کو حضرت کے سامنے لے چلو کہ شرف ایمان سے مشرف ہوں۔ حضرت جمال الدین جوگی کا ہاتھ پکڑے ہوئے لائے اور قدم مبارک پر لا کر ڈال دیا۔ آپ نے تلقین کر کے شرف اسلام سے مشرف کیا اور اس کے چیلے پانچ سو جوگی بھی مسلمان ہو گئے اور اپنے مذہب کی کتابیں لا کر حضرت کے سامنے جلا دیئے تھوڑے دن حضرت نے ان کو گوشہ نشینی اور ریاضت میں رکھ کر سب تالاب ان کے لئے جائے قیام مقرر فرمائی۔

نظم

عالم میں آپ صاحب توقیر ہو گئے | چھوڑا جہاں کو اور جہانگیر ہو گئے
دیکھا ہے کس نے ایسا جوان بخت دہر میں | طفلی میں باکمال ہو کے پیر ہو گئے
جس پہ نظر پڑی اسے کامل بنا دیا | ہر ایک مس وجود اکسیر ہو گئے
جن و بشر و حوش و طیور آپ کے مطیع | ایسے جہاں میں صاحب تسخیر ہو گئے
نکلا وہی زباں سے جو ہے مرضیٔ خدا | گویا مشیر کاتب تقدیر ہو گئے
خاصان حق کے فیض سے اب تم نے اشرفی | اہل زباں میں صاحب تقریر ہو گئے

اس روز خدا جانے پانچ ہزار یا اس سے زیادہ حضرت کے دستِ مبارک پر شرفِ ایمان سے مشرف ہوئے۔

قطعہ

برآمد کوز مشرق مہرِ تاباں   سراسر برگرفتہ نور آفاق
نماند ہیچ کس بے نور خورشید   کہ او روشن نہ شد از مہر آفاق

جب جوگی شرف اسلام سے مشرف ہوئے' حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب سے فرمایا قلندرانِ ہمراہی سے کہو کہ اپنا خیمہ مع اسباب یہاں لاکر اقامت کریں۔ حضرت نے اپنے اصحاب کے لئے ایک ایک جگہ حجرہ بنانے کی اجازت عطا فرمائی۔ ملک الامرار ملک محمود نے تھوڑے دن میں تیار کروا دیا۔ تمام ساداتِ نواحی آکر شرفِ بعیت سے مشرف ہوئے اور ملک الامرار کی ملک محمود مع اپنے اولاد احفاد کے شرف بعیت سے مشرف ہوئے۔ حضرت ملک الامر کی طرف آپ کی عنایت حد سے زیادہ تھی۔ جب دو چار برس وہاں قیام ہوا حضرت نے اس کا نام روح آباد رکھا۔ ایک مقام پر خانقاہ عالی سے باہر عمارت تیار کی۔ اس کا نام کثرت آباد رکھا۔ حجرۂ خاص جہاں حضور قیام فرماتے تھے۔ اس کا نام وحدت آباد رکھا۔ کسی وقت مع اصحاب مشرق کی جانب لب تالاب تشریف لے جاکر بیٹھتے تھے اور اسرارِ معرفت بیان فرماتے تھے۔ اس مقام کا نام دارالامان رکھا۔ اس لئے کہ اس مقام پر بیٹھنے سے خیالات نفسانی سے امان مل جاتی ہے۔ اور ایک جگہ لب تالاب گوشۂ شمال کی طرف بھی کبھی کبھی جلوس فرماتے تھے۔ اس کا نام روح افزا رکھا۔ اور بار بار اپنے یاروں سے فرماتے تھے کہ اس مقام پر ایسی رونق ہوگی کہ اس جوار میں بے نظیر ہوگا اور اولیائے روزگار اور اکابر دیار یہاں آئیں گے اور مردان رجال الغیب اور اوتاد اور اخیار اور دیگر اولیائے روزگار ہمیشہ یہاں آکر فیض حاصل کریں گے۔ سب لوگ خبردار رہیں اور اس فیض سے محرومی حاصل نہ کریں۔

مثنوی نجامعہ

یہ ہوگا مقام ایسا عالی مقام   کہ آئیں گے یاں دور سے خاص و عام

یہاں جمع ہوں گے صغیر و کبیر
جہاں میں یہ ہوگا مکاں بے نظیر

عجب چشمۂ فیض ہوگا رواں
کہ سیراب ہوں جس سے اہلِ جہاں

یہاں فیض پایا کریں گے مدام
یہاں آئیں گے اولیائے کرام

مریضوں کو ہوگی یہاں پر شفا
یہاں ہوگا ہر اک پہ فضلِ خدا

کوئی سحر میں ہوگا گر مبتلا
یہاں آکے پائے گا دم میں شفا

جو ہو طالبِ معرفت یا مقیم
ولی بن کے جائے بہ لطفِ عمیم

یہ فرمانِ سلطانِ سمناں کا ہے
یہ ارشادِ محبوبِ یزداں کا ہے

مری قبر پر جو کرے گا سلام
جہنم کی آتش ہو اس پر حرام

جو آئے گا یاں لے کے کوئی مراد
مرے در سے جائے گا وہ شاد شاد

خدا نے کیا مجھ کو حاجت روا
نہ شک لائے کوئی بھی اس میں ذرا

مصیبت میں مجھ کو کرے گا جو یاد
تو مل جائے گی اُس کی دل کی مراد

مدد کے لئے ہوں پہونچتا ضرور
کرے یاد مجھ کو جو نزدیک و دور

ہوا آستانہ پہ جو بے ادب
اٹھائے گا وہ یار رنج و تعب

جھکایا ادب سے یہاں جس نے سر
ہوا دو جہاں میں وہی نامور

بس اے اشرفی تو بصد جان و دل
غلامی میں ہو شاہ کے مشتغل

اسی در سے پائے گا گنجِ مراد
اسی آستانے سے ہوگا مفاد

اسی در سے ناقص ہوئے باکمال
اسی در سے کامل ہوئے بے مثال

یہ دربارِ اشرف جہانگیر ہے
درِ پاک کی خاک اکسیر ہے

تمام اہلِ خدماتِ روئے زمیں
زیارت · ہوتے ہیں حاضر یہیں

جو اہلِ نظر ہوتے ہیں باصفا
نظر آتے ہیں ان کو یہ برملا

ترا اشرفی گوہرِ مدعا
کرے گا ترا شاہ تجھ کو عطا

* * *

چھٹا صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے اطراف خطۂ اودھ اور قصبہ رُدولی دسدھور اور قلعۂ جائس میں تشریف لے جانے اور بعض صدور کرامات سفر کے بیان میں

قال الاشرف ذکر الصالحین وتذکرۃ العارفین نور یتجلی فی قلوب الطالبین المسترشدین۔ محبان اولیاء اللہ اور مخلصان مقبولان الٰہ پر یہ بات روشن ہے کہ بزرگان طریقت اوران کے حالات پڑھنے اور سننے سے انسان کے دل میں ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے اور لطفِ زندگانی حاصل ہوتا ہے اور منکروں کے دل میں خاصان حق سے عقیدۂ کامل پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی مرد کامل اور درویش صاحب دل کی صحبت نصیب نہ ہو توان کے حالات کشف وکرامات کے پڑھنے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور عقائدِ مذاہب باطلہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کامل الایمان ہو جاتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حضرت مسند عالی سیف خاں اور حضرت قاضی رفیع الدین اور حضرت شیخ شمس الدین فریاد رس اودھی نے جس وقت مقام رُوح آباد میں حاضر ہو کر فیض صحبت حاصل کیا ہے بالخصوص حضرت مسند عالی سیف خاں کو درویشوں کے ساتھ پہلے سے اعتقاد تھا۔ جہاں کسی بزرگ کو سنتے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ دور دور کا سفر کر کے بزرگوں کی زیارت کرتے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کے جہانگیری کی صدا اہل عالم کے کانوں میں پہونچی تو مسند عالی نے بہ ہمراہی اپنے مصاحبین روح آباد میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ پہلی ہی ملاقات میں حضرت محبوب یزدانی کے چہرۂ نورانی کو دیکھ کر جذبۂ عشق ومحبت پیدا ہوا اور حضرت محبوب یزدانی بھی ان کے حال پر کمال عنایت فرمانے لگے اور سلسلۂ بیعت میں داخل کیا

جب حضرت محبوب یزدانی کبھی خطہ اودھ کی طرف سے گذرتے مسند عالی کے مکان پر ضرور ٹھہرتے۔

ایک دن بمقام روح آباد گوشۂ وحدت آباد میں حضرت بیٹھے ہوئے تھے۔ حاضرین سے فرمانے لگے کہ پچھم سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے۔

یہ اشارہ حضرت مسند عالی کے آنے کی طرف تھا۔ دوسرے دن وہ حاضر ہوئے اور خدمتِ عالی میں عرض کیا کہ حضور خطہ اودھ میں غریب خانہ پر تشریف لے چلئے۔

کیوں کہ وہ طالب صادق تھے حضرت نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور فرمایا کہ وہاں بھی میرا ایک طالب رہتا ہے ابھی سلسلۂ بیعت میں نہیں داخل ہوا ہے اودھ میں چل کر ان کو سلسلۂ بیعت میں داخل کروں گا۔

یہ اشارہ حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اودھی کی طرف تھا۔ جب حضرت خطۂ اودھ میں تشریف لے گئے اودھ کے علماء اور مشائخ حضرت کے شرفِ دیدار سے مشرف ہوئے۔

حضرت شیخ شمس الدین کو شیخ الاسلام قاضی رفیع الدین نے بشارت دی تھی کہ ایک بزرگ یہاں تشریف لائیں گے تم کو ان سے نعمت ملے گی۔

حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اس دولت عظمیٰ کا انتظار کررہے تھے۔ اسی اثناء میں محبوب یزدانی تشریف لائے۔ حضرت شیخ شمس الدین صدیقی شرف ملازمت سے مشرف ہوکر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان کو اپنا لباس خرقہ عطا فرمایا۔ اس کے بعد تمام امراء اور رؤسائے شہر نے حضرت سے بیعت کی۔ وہاں سے مع اصحاب قصبہ ردولی میں شیخ سماء الدین کے مکان پر قیام کیا۔ حضرت مولانا صفی الدین نعمانی نے حاضر ہوکر دولت قدمبوسی حاصل کی۔ اس آمد میں شیخ صفی الدین کا عقیدۂ طلب راہ سلوک کی طرف حضرت سے بے حد پیدا ہوا۔ آپ نے شیخ سماء الدین کے حجرہ میں بطریق مشائخ اعتکاف میں بٹھلایا۔

مولانا کریم الدین ایک مرد عالم اور درویش کامل متصل ردولی ایک گاؤں میں سکونت رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے ان کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ میں ان سے ملوں گا۔

دوسرے دن صبح کو حضرت نے مولانا کے گھر جانے کی تیاری کی تھی۔ کسی نے مولانا سے ذکر کیا کہ حضرت آپ کی ملاقات کو تشریف لائیں گے۔

مولانا نے فرمایا کہ ہے ہے حضرت سید کو نہیں چاہیئے تھا کہ میرے گھر تشریف لائیں۔ وہ بڑے بزرگ مرتبہ والے ہیں۔ ایک ہندی مثل فرمائی "چھیری کے منہ میں کھنڈا سمائے"۔ کل میں خود ان کی ملازمت کے لئے حاضر ہوں گا۔ جب خدمت عالی میں حاضر ہوئے مولانا کریم الدین نے فرمایا کہ سبحان اللہ، شاہ باز مثل سید اشرف جہانگیر کے ہونا چاہیئے کہ دو جہان ان کے دونوں باز دہیں۔ کیا خوب دریا ہے کہ جس کا کنارہ نظر نہیں آتا۔

مثنوی

در دریائے معانی سرور شاہاں کہ او برد گوئے دولت از میداں بسحال افتخار
قدوۂ ارباب عرفاں عمدۂ احباب دیں مظہر آثار غوثی مصدر آثار ..... یار
بحر لاحاصل کہ می گویندہ باشد گوہرش حیرت الکامل کہ می نامند آمد آں نگار

حضرت شیخ سمار الدین فرماتے تھے کہ جب حضرت محبوب یزدانی دوسری بار قصبہ ردولی میں فقیر خانہ پر تشریف لائے ظہر کی نماز کے وقت عمائد قصبہ حضرت کی زیارت کو آئے آپ نے فرمایا کہ اس مکان میں ایک بزرگ کی خوشبو آتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میرے مکان کے ایک گوشہ میں ایک حجرہ ہے جس میں حضرت بابا فرید گنج شکر نے اعتکاف کیا تھا۔

فرمایا سچ ہے، انہی کی خوشبو تھی۔

آخر حضرت محبوب یزدانی نے چالیس دن خود اس حجرہ میں چلہ کیا۔ اور اسی حجرہ کی نواحی میں شیخ صفی الدین اور شیخ سمار الدین کو بھی معتکف کیا تھا۔ وارداتِ عجیبہ ان دونوں صاحبوں پر گذری۔

جب یہاں سے حضرت نے موضع آسی مئو میں نزول فرمایا اور خود وہاں کی مسجد میں اذان فرمائی۔ وہاں سے زیارتِ مزار شیخ داؤد کے واسطے موضع پالے مئو عرف روضہ گاؤں میں

تشریف لے گئے اور مسجد میں تین روز قیام فرمایا۔ اندرونِ احاطہ مقبرہ شیخ داؤد حضرت محبوب یزدانی کی عبادت کا چبوترہ پختہ اب تک وہاں موجود ہے۔ وہاں کے لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کئی چلّہ اسی مسجد میں کئے ہیں۔

یہاں سے قریات کو برادہ میں تشریف لائے۔ وہاں کے مریدوں نے حضرت کا استقبال کیا اور اپنے گھر لے گئے۔ ایک ہزار آدمی کچھ کم و بیش وہاں مرید ہوئے۔ ان لوگوں کے حق میں حضرت نے بہت کچھ دعا فرمائی۔ ان کے بڑوں میں ایک آدمی شراب پی کر حضرت کی زیارت کو آیا۔ فرمایا کہ تعجب ہے کہ زندہ رہے اور پھر شراب پیئے۔ تقدیر الٰہی موافق ہوئی۔ وہ شخص اسی وقت انتقال کر گیا۔ دوسروں کو حضرت محبوب یزدانی نے بلا کر بہت کچھ وعظ و نصیحت فرمائی۔ آخر میں ارشاد کیا کہ خبردار خبردار تم لوگ شراب نہ پینا۔ جو کوئی تم میں سے شراب پیئے گا' جوان مر جائے گا یا محتاج ہو جائے گا۔ سب نے حضرت کے فرمان کو قبول کیا۔

وہاں سے آپ نے قصبہ جائس کا ارادہ کیا۔ جب وہاں پہونچے قصبہ جائس اور اس کے نواحی کے لوگوں نے قریب تین ہزار آدمیوں کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

جب آپ کا گذر زمین کدیوا میں ہوا وہاں بہت بڑا بن تھا۔ حضور کے ہمراہی راستہ بھول گئے اور ایک تالاب میں جا پڑے جہاں سے راستہ نہیں ملتا تھا۔ آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک قلندر نے کسی چرواہے سے راستہ پوچھا۔ اس نے مسخرہ پن سے بیچ تالاب میں راستہ بتا دیا۔ حضرت نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ چلو اَلْهَادِیْ هُوَاللّٰه تمام اصحاب ہمراہی بیچ تالاب میں ہو کر چلے۔ بعض کے ٹخنہ تک اور بعض کے کفِ پا تک پانی ملا۔ کسی کا پیر نہیں ڈوبا۔

جب چرواہوں نے یہ کیفیت عجیب دیکھی موضع سانتن پورہ میں گاؤں والوں کے پاس جا کر شور کیا کہ ایک عجیب بات ہم نے دیکھی ہے۔ ایک جماعت درویشوں کی بیچ تالاب سے گذر گئی اور ان کا پیر تک نہیں ڈوبے۔

اس موضع کا زمیندار رائے ہندوا اپنی قوم کی جماعت کو ہمراہ لے کر سوار ہوا اور رواں دواں اس جماعت تک پہونچ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت ادب سے عرض کرنے لگا کہ حضور غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ ایک بڑے اہتمام کے

ساتھ حضرت کی ضیافت کی۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی جائس کی طرف روانہ ہوئے۔ ڈو کوس تک جنگل تھا رائے مذکور دو کوس تک پہونچانے آیا وقت رخصت عرض کرنے لگا کہ میرے حق میں کچھ دعا کیجیے۔ ہنس کر فرمایا کہ تو کافر ہے تیرے لئے کیا دعا کروں۔ لیکن اللہ تعالے سے خواہش کی ہے کہ تم اور تمہاری اولاد کبھی قید میں نہ جائیگی اور اسباب دولت و روزگار تم لوگوں کا کم نہ ہوگا۔

یہ سب خوش ہوکر اپنے گھر چلے آئے۔

جب قصبہ جائس میں نزول فرمایا۔ اس مرتبہ مولانا علام الہدیٰ مولانا علام الدین جائسی دنیا سے انتقال کر چکے تھے اور ان کے گھر والے سب کے سب حضرت کے استقبال کو نکلے اور بجائے معہودہ حضرت کو ٹھہرایا۔ جس زمین کو حضرت محبوب یزدانی نے خرید کر کے خانقاہ اور حجرہ بنایا تھا اور ایک مدت تک قیام فرمایا تھا، اس مرتبہ بھی دو تین ماہ تک اسی مکان میں ٹھہرے۔

جب اول مرتبہ حضرت محبوب یزدانی قصبہ جائس میں تشریف لائے تھے اس سے قبل کہ حضرت جائس میں آئیں اشخاص جائس قصبہ رُدولی میں گئے اور شیخ سلیمان قدس سرہ کو جو حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہ کے خلیفہ تھے جن سے جائس والے بیعت کیا کرتے تھے، اس مرتبہ بھی بیعت کی خواہش کی۔

شیخ نے فرمایا کہ اب تمہاری بیعت کسی دوسرے بزرگ کے حوالہ ہوئی اور وہ دیار کسی دوسرے بزرگ کے حوالہ ہوا۔ کہ آج کل وہ تمہارے قصبہ میں آئیں گے۔

جب لوگوں نے استفسار کیا تو فرمایا کہ وہ سید بڑے مرتبہ والے ہیں۔ انہیں ایام میں تمہارے قصبہ میں آئیں گے۔

جب قصبہ جائس سے آپ لوٹے اور دہلی کا ارادہ کیا یہ اثنائے راہ قصبہ انہونہ میں تشریف لائے۔ جملہ سادات قصبہ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ دو تین دن حضرت کی دعوت کی۔ جب حضرت کی خدمت گذاری بے حد کی تو آپ نے دعائے خیر ان کے حق میں فرمائی کہ ہمیشہ تم دولت مندی سے خالی نہ رہوگے۔

وہاں سے قصبہ سوبہا میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے آدمی اس خاندان کے مُرید اور معتقد تھے۔ بہت کچھ خدمت گذاری کی لیکن حضرت نے اس قصبہ کی نسبت عجیب بات فرمائی کہ گردِ قصبہ صفائی سے خالی نہیں لیکن اندرونِ قصبہ بے رونق معلوم ہوتا ہے۔

یہاں سے قصبہ سدھور کو تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ خیرالدین سدھوری اور قاضی محمد سدھوری ایک گروہ علمار اور شرفار کو ہمراہ لے کر حضرت محبوب یزدانی کے استقبال کو قصبہ کے باہر آئے۔ بڑی تعظیم سے لے گئے۔ تین دن بکمالِ اہتمام حضرت کی دعوت کی۔ یہ حضرت کا تشریف لے جانا قصبہ سدھور میں دوسری مرتبہ تھا۔ وہاں کے اکابر علمار اور ان کی اولاد سب کے سب حضرت کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔

وہاں کے خطیبوں میں منصور نام نے حضرت کے ایک قلندرانِ جماعت سے دوستی پیدا کی۔ اس قلندر کے پاس ایک جوہر تھا جو اس کو سفر میں ملا تھا۔ منصور مذکور نے چالاکی سے وہ جوہر اس کے پاس سے اڑا لیا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ آپس میں مار پیٹ کی نوبت آگئی۔ یہ خبر جب حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہونچی تو آپ نے قلندر کو بلا کر فرمایا کہ تیری سزا یہی ہے جو تو نے پائی۔ جو ہر کمر میں باندھے رہتا تھا۔ ہماری جماعت سے اٹھ جاؤ۔ حضرت کے اصحاب نے اس کو باہر کر دیا۔ آخر حضرت نے فرمایا کہ اس قصبہ کے آدمی عجیب ہیں، فقیروں کی بھی چیز چرا لیتے ہیں۔

عقیدۂ مسند عالی سیف خان و حضرت قاضی شمس الدین حد سے زیادہ تھا۔ حضرت مسند عالی ایک مدت تک بہ طلبِ سلوک و تعلیم فقر حضرت کی خدمت میں حاضر رہے اور چاہتے تھے کہ اپنے فقرا کے گروہ میں مجھ کو داخل کریں۔ اکابر شہر سے ہر چند کہ عقیدہ رکھتے تھے اور سب کی خدمت گذاری کرتے تھے لیکن کسی کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔

ایک شب اسی فکر میں سو گئے کہ خواب میں جمال جہاں آرائے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوا اور خوش خبری سنائی کہ تمہارے حصول مدعا کا زمانہ قریب پہونچا ہے۔ تمہارے گنج مقصود کی کنجی ایک سید کے ہاتھ میں ہے جو آج کل یہاں تشریف لاتے ہیں۔

یہ اشارہ حضرت محبوب یزدانی کی طرف تھا۔ انھیں دنوں میں آپ کی صدائے جہانگیری

اور ندائے عالم پروری اطراف وجوار میں بلند ہوئی۔ اور حضور مقام روح آباد میں جہاں آپ کا روضۂ منورہ ہے تشریف لائے۔ مسند عالی حاضر ہوکر شرف دیدار سے مشرف ہوئے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اور حضرت قاضی رفیع الدین نے خود یہ الہام الٰہی سب سے پہلے معہ اپنے اصحاب مخصوص کے مثل حضرت شمس الدین کے بشارتِ تشریف آوری حضرت محبوب یزدانی کی دی تھی اور حضرت سے عقیدۂ کامل رکھتے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی بعد قطع منازل دارالسلطنت دہلی میں پہونچے۔ جب تک وہاں قیام کیا پابرہنہ پھرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس قدر اولیاء اللہ کی یہاں کثرت ہے کہ قدم رکھنا دشوار ہوتا ہے اس لئے میں نے نعلین پیر سے اتار دی ہیں۔ اور وہاں غیاث پور میں جہاں مزار حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ قدس سرّہٗ کا ہے۔ اس کے قریب ایک خانقاہ اشرفیہ تیار کرائی۔ بڑی تحقیقات اور کوشش سے برادرم مولوی کریم رضا اشرفی بیتھوی نے اس کا نشان دریافت کر کے مجھے بیان فرمایا۔ وہ مقام حضرت محبوب الٰہی کے احاطۂ روضہ سے باہر گوشۂ مغرب وجنوب کو واقع ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے ایک قصیدہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں عرض کیا ہے۔

قصیدہ

نہ مجھ سے چھوٹے گا ان کا دامن نہ مجھ کو بھولے گا نام اشرف
میں بندۂ بے درم ہوں ان کا ازل ہی سے ہوں غلام اشرف

میں ان کی مدحت بیاں کروں کیا کہ سارے عالم میں ہے یہ شہرت
مجدّد وقت تھا جہاں میں ولی وعالی مقام اشرف

انھیں کی محبوبیت کا نعرہ ملائکہ نے فلک پہ مارا
زمیں پہ یہ شانِ غوث عالم فلک پہ وہ احترام اشرف

جناب کے والد معظم نے خواب دیکھا کہ مصطفٰےؐ نے
یہ دی بشارت کہ ہم نے رکھا ہے نام ان کا بنام اشرف

زمیں پہ روضہ ہے یا فلک پر کچھ اس کی رفعت یہ کہہ رہی ہے
کوئی فلک کا ہے یہ بھی ٹکڑا جہاں بنا ہے مقام اشرف

جو وحدت آباد جائے خلوت تو کثرت آباد جائے جلوت
کہیں ہے وحدت کہیں ہے کثرت عجیب ہے اہتمام اشرف

جو روح آباد جا کے دیکھو تو سیر روحی کا لطف آئے
جو بیٹھو دارالاماں میں جا کر تو پاؤ واں فیضِ عامِ اشرف

بنے جہانگیر غوثِ عالم جہان کے اولیاء کے افسر
ولی زمانہ کے زیر فرماں مطیع ارشاد عام اشرف

کسی نے تاریخ عرش اکبر بنام روضہ کے خوب لکھی
ہماری نظروں سے کوئی دیکھے فلک سے ملتا ہے بام اشرف

عدالتِ صبح و شام دیکھے جو کوئی دربار اشرفی میں
تو بول اٹھے کہ اللہ اللہ عجیب ہے انتظام اشرف

کہیں تو جنات جل رہے ہیں کہیں خبائث تڑپ رہے ہیں
کسی کے سر بولتا ہے جادو کہوں میں کیا اہتمام اشرف

چراغ سے ان کے لے کے کاجل لگائیں آنکھوں میں اپنے اعمیٰ
تو آنکھیں ہو جائیں ان کی روشن یہ ہے کراماتِ عام اشرف

یہ چشمۂ نیر گردِ روضہ یہ آب شفاف و صاف جاری
مریض پیتے ہی ہو ویں اچھے رواں ہے یہ فیضِ عام اشرف

سوار و کائی میں نہر کے حق نے تا نہر عطا کی
کہ ہر مرض کی یہی دوا ہے فدا ہیں تجھ پہ غلام اشرف

یہ خاکِ روضہ میں ہے تصرف کہ جس کو لیتے ہیں اہل حاجت
مریض اچھے ہوں جس سے لاکھوں عجیب ہے فیضِ عامِ اشرف

زمیں سے تا آسماں جو دیکھو عجیب قدرت کا ہے تماشا
یہاں زمیں پر وہاں فلک پر کھڑے ہوئے ہیں خیام اشرف

امیدِ لطف و کرم پہ تیرے میں عرض حاجت جو کر رہا ہوں
کرو توجہ ذرا ادھر بھی کہ لے رہا ہوں میں نام اشرف

گھسے جو گستاخ و بے ادب آ تمہارے دربار با صفا میں
نکالنا جلد ان کو حضرت کریں گے بدنام نام اشرف

ادب سے جس نے کہ رخ پھرایا غضب کا منہ پہ لگا طمانچا
جلال و جبروت شہ کا دیکھو عجیب ہے عالی مقامِ اشرف

اگر کسی طالبِ خدا پر ذرا توجہ ہوئی تو ہر دم
کہے گا مدہوش کر چکا ہے مجھے دو عالم سے جامِ اشرف

بھلا کوئی اشرفی سے پوچھے کہ شاہ اشرف کی شان کیا ہے
کہے گا وہم و گماں سے میرے بلند ہے احتشام اشرف

* * *

ساتواں صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کی مرتبہ غوثیت سے مشرف ہونے اور فضائل مخصوصہ کے بیان میں

قال الاشرف کلمۃ التصوف وحکایت التعرف بحر من بحار العرفان و معدن من معادن الوجدان ان یخرج منھما اللولوء والمرجان۔

حضرت محبوب یزدانی کے فضائل مخصوصہ اس قدر نہیں کہ جو احاطہ تحریر میں آسکیں مگر شمہ بطور مشتے نمونہ آپ کے فضائل سے لکھا جاتا ہے۔ یہ فضیلت آپ کی کیا تھوڑی ہے کہ حق تعالےٰ نے آپ کو اپنے حبیب ملاحت نصیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں پیدا کیا۔ ظاہر میں بادشاہ صاحب تخت وتاج دار السلطنتِ سمنان کیا۔ باطن میں قطبُ الاقطاب، غوث الوقت، تمام اولیائے روئے زمین کا سردار بنایا۔ بزرگان طریقت کی یہ شان ہے کہ بفحوائے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۔ ان کے ذکر میں نزول رحمتِ الٰہی ہوتا ہے۔ فقیر مسکین اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے جو کمترین غلامان درگاہ عالی حضرت محبوب یزدانی سے ہے۔ چند اشعار حضرت کی مناقب میں لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

آل احمد ابن حیدر سیّد اشرف پیر ما — دستگیر خلق وعالم شاہ با توقیر ما
از غلامی درش نازاست مارا دم بدم — مرحبا صد مرحبا بر خوبی تقدیر ما
چوں نہ گردم من عزیز بر خاطر اہل جہاں — خادمیٔ درگہش شد باعث توقیر ما
از نگاہ کیمیایش خاک من شد ہمچو زر — خوش بدست آمد ز قسمت ایں چنیں اکسیر ما
مشکلات کارہائے دین ودنیا بے خطر — می شود آساں ز لطف شاہ خوش تدبیر ما
از طفیل شاہ اشرف دور نبود روز حشر — از گناہاں صاف گردد نامۂ تقصیر ما

لطف شاہم غالب آمد چوں بحال زار من — روسیہ مغلوب گشتہ دشمن بے پیر ما
چوں نگردم من فدائے آستان اشرفی — سکہ من کردہ جاری شاہ عالمگیر ما
شاہ خود شد مہرباں بر حال زار اشرفی — خوش بکار آمد مرا ایں نالۂ شب گیر ما

ذکر فضائل علمی

قال الاشرف العلم بیضاء زھراء وسائل الفنون ذرارھا۔

فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے علم آفتاب روشن ہے اور تمام ہنر اس کے ذرّے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی چار برس چار مہینہ چار دن کے سن میں مکتب خانہ تعلیم علمی میں تشریف لائے۔ پانچ برس کی عمر میں ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن عظیم حفظ کیا۔ سات مہینہ ۲۶ دن میں یہ کمال حاصل کیا تھا۔ جب سن شریف سات سال کو پہونچا' نکات علمی اس خوبی کے ساتھ بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء سن کر عش عش کر جاتے تھے۔ بارہ برس کی عمر میں علوم معانی و بلاغت و معقول و منقول تفسیر و فقہ و حدیث و اصول جملہ علوم سے فارغ ہوئے دستار فضیلت سر اقدس پر باندھی گئی۔ فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے حضرت امام عبداللہ یافعی سے مکہ معظمہ میں سند حدیث حاصل کی اور مقام اسکندریہ میں حضرت نجم الدین کبریٰ کے صاحبزادے سے سند حدیث حضرت کو ملی اور حضرت بابا مفرح سے بھی سند حدیث حاصل کی جن کو بابا فرح محدث سے سند حدیث ملی تھی اور حضرت مولانا احمد حقانی سے بھی حضرت کو سند حدیث حاصل ہوئی۔ اسی طرح ہر علوم فقہ و تفسیر اور معقول وغیرہ میں بڑے بڑے علماء جلیل القدر سے تعلیم پائی۔ مقام قزوین میں پانچ برس تک درس علمی دیا۔ جن لوگوں کو حضرت نے فارغ التحصیل کیا ان کی فہرست تواریخ سابقہ سے مثل تاریخ ابراہیمیہ میں مل سکتی ہے۔

حضرت مولانا عضد الدین شبانگاہ جو استاذ علماء زمانہ تھے اور ہر علوم میں کمال رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین اسلام میں

ہر شروع صدی میں ایک عالم میری امت میں پیدا ہوگا۔ اس کے وجود سے رواج کار دین اسلام ہوگا اور اہل جہاں کا استاد اور رہنما ہوگا۔

علماء سلف نے موافق اس حدیث کے پہلے صدی ہجری میں عمر بن عبد العزیز مروانی کو مجدد اول صدی کا جانا اور دوسری صدی میں امام شافعی مطلبی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ، اور تیسری صدی میں مولانا ابو العباس احمد بن شریح رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور چوتھی صدی میں حضرت ابو بکر بن طیب باقلانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور پانچویں صدی میں حضرت حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور چھیٹی صدی میں حضرت امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور ساتویں صدی میں حضرت قدوۃ الکبریٰ محبوب یزدانی سلطان سید جہانگیر اشرف سمنانی قدس اللہ روضۂ تھے کہ وجود مبارک حضرت کا باعث اجرائے شریعت اور طریقت تھا علم شریعت میں آپ کے شاگردوں کے صرف نام ہی درج کتاب کئے جائیں تو ایک طویل دفتر ہو جائے۔

آپ کے ارشد تلامذہ میں حضرت مولانا حاجی الحرمین سید عبد الرزاق نور العین ابن سید عبد الغفور حسن جیلانی ابن سید ابو العباس احمد جیلانی فرزند و صاحب سجادہ حضرت محبوب یزدانی تھے جنہوں نے تمام علوم کی تحصیل حضرت سے کر کے دستار فضیلت حاصل کی۔ دوسرے حضرت مولانا اعظم کرکروی، حضرت کے ارشد شاگردوں میں تھے۔ تیسرے حضرت مولانا علام الہدیٰ علام الدین جائسی حضرت کے جلیل القدر تلامذہ سے تھے۔ چوتھے حضرت مولانا عماد الدین ہروی۔ پانچویں حضرت مولانا عضد الدین ندیم اللہ بڑے مرتبہ والے شاگرد تھے۔

حضرت مولانا ابو الفضائل نظام الدین یمنی خلیفہ حضرت کے جامع لطائف اشرفی ملفوظات حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا علم عجیب خدا داد علم تھا۔ کرۂ زمین میں جہاں تشریف لے گئے وہیں کی زبان میں وعظ فرماتے اور اسی زبان میں کتاب تصنیف کر کے وہاں کے لوگوں کے لئے چھوڑ آتے۔ بہت سی کتابیں آپ کی عربی فارسی اور سوری اور عربی اور زنگی اور ترکی مختلف ملک کی زبانوں میں جو تصنیف فرمائیں جن کی فہرست اگر لکھی جائے تو ایک طومار ہو جائے گی۔

علمار جلیل القدر کا یہ قول تھا کہ جس قدر تصانیف حضرت محبوب یزدانی نے فرمائیں بہت کم علمار اس قدر تصانیف کثیرہ کے مصنف ہوئے ہوں گے۔ کتاب کنز الاسرار، ذکر اسمائے الٰہی، اور تسخیر کواکب میں حضرت نے تالیف فرمائی جس کی تعلیم مجھ کو حضور سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ عجیب کتاب آپ کی تالیفات سے فن تکسیر میں تھی۔ تصانیف کثیرہ آپ کی اس قدر ہیں کہ جس کی فہرست لکھنا محال ہے۔ اکثر کتابیں آپ کی تالیفات سے بنام قدوۃ الخواتین حضرت مسند عالی سیف خاں حضرت کے خلیفہ جو داماد فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے تھے تصنیف ہوئیں اور اس فقیر نظام یمنی نے دو جلدیں حضرت کے ملفوظات سے کتاب لطائف اشرفی اور کتاب سر الاسرار اور رقعات حضرت کے جمع کر کے اس کو مرقوماتِ اشرفی کے نام سے موسوم کیا۔ اور کتاب سکندر نامہ حضرت نظامی گنجوی کی بھی شرح لکھی۔ علاوہ اس کے مقامات مختلفہ میں حضور نے جو کتابیں تحریر فرمائیں انھیں سے خاص خاص کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حسب ارشاد امام عبداللہ یافعی اور بموجب بشارت روحانی حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی کتاب عوارف المعارف پر شرح لکھی۔ اور حضرت مولانا شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی کتاب فصوص الحکم پر بھی روم میں جب تشریف لے گئے شرح لکھی اور اس کو حضرت صاحب المعارف شیخ نجم الدین ابن شیخ صدر الدین فغانی کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے اس شرح کو بحکم روحانیہ پاک شیخ اکبر لکھا ہے۔

جب عرب میں حضرت تشریف لے گئے تو اہل عرب نے حضرت کے رسائل تصوّف کی طرف نہایت میل کیا اور کتاب قواعد العقائد عربی زبان میں تصنیف کیا۔ حضرت نے اہل عرب کی تعلیم کے واسطے خاص کر یہ کتاب لکھی جیسا کہ مولانا اعظم اعلم مولانا علی نے لمعات کو عربی کیا۔ شرح بھی عربی زبان میں لکھی۔ اسرار معارف الٰہی بہت کچھ اس میں درج فرمائے۔

جب حضرت محبوب یزدانی اطراف عراق و خراسان و ماوراء النہر میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے سادات نے کتاب بحر الانساب پیش کی۔ حضرت محبوب یزدانی نے کتاب مذکور سے منتخب کر کے کتاب "اشرف الانساب" تصنیف کی اور کتاب بحر الاذکار بھی وہاں ہی تصنیف فرمائی اور رسالہ "اشرف الفوائد" اور "فوائد الاشرف" ملک گجرات میں تصنیف فرمایا اور کتاب بشارت الذاکرین

اور رسالہ تنبیہ الاخوان اور رسالہ بشارت الاخوان بپاس خاطر حضرت مسند عالی سیف خاں تصنیف فرمائے۔ اور روم میں رسالہ مصطلحات تصوف تحریر فرمایا۔ اور رسالہ مناقب خلفاءِ راشدین فضائلِ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی جس پر علمائے محمد آباد گوہنہ نے بسبب مناقب حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اعتراض کیا تھا۔ اور چند رسائل تصوف میں بمقام روم اور لکھے جن کے نام یاد نہیں۔ اور رسالہ حجۃ الذاکرین بنگالہ میں تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ میں پانچوں وقت بعد ادائے فریضہ تین بار بآواز بلند کلمۂ طیبہ کا ثبوت احادیث اور تفاسیر سے فرمایا ہے۔ اس رسالہ کو نصیحت نامہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

اور کتاب فتاوائے اشرفیہ بزبان عربی محض بپاس خاطر حضرت نور العین تحریر فرمایا اس کتاب میں مسائل فقہ بڑی بڑی کتابوں سے انتخاب کر کے تصنیف فرمایا۔ یہ فتاویٰ جامع مسائل ضروریہ مذہبِ حنفیہ میں اس خوبی کے ساتھ لکھا کہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ جس کی سفر و حضر میں دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔

علم تفسیر میں کتاب تفسیر ربع سامانی اور کتاب تفسیر نور بخشیہ تصنیف فرمائی۔ جس میں تمام مسائل تصوف مثل خواجہ روزبہان بقلی رحمۃ اللہ علیہ بکمال خوبی درج فرمائے اور کتاب ارشاد الاخوان اوراد و اشغال مشائخ چشت اہل بہشت میں اور رسالہ بحث وحدت الوجود میں یہ ایک نایاب رسالہ ہے جس میں سرّ ہمہ اوست کو بہ دلائل احادیث و تفسیر تحریر فرمایا اور رسالہ تجویزیہ در تجویز لعن بر یزید جونپور میں علماء کے مباحثہ کے بعد تحریر فرمایا اور موافق عقیدۂ صاحب عقائد نسفی یزید پر لعنت رفسق کہنا جائز ثابت کیا۔ اور کتاب بحر الحقائق میں سرّ معرفت و حقیقت بیان فرمائے۔ اور علم نحو میں نحو اشرفیہ تصنیف فرمایا جس میں تمامی مسائل نحوی بالتفصیل درج فرمائے۔ اور کتاب کنز الدقائق فن تصوف میں تصنیف فرمائی۔ اور رسالہ بشارت المریدین حسب درخواست سلطان ابراہیم شرقی جونپور میں تصنیف کیا۔ اور رسالہ غوثیہ ذکر مردان اہل خدمات ابدال و اوتاد و غوث و قطب وغیرہ میں تصنیف کیا۔ اور رسالہ قبریہ اپنے قبر شریف میں لکھا۔ یہ ۲۷ محرم کو قبر شریف میں آرام فرمانا عالم حیات میں تھا۔ اس میں رسالہ قبریہ اور بشارت المریدین لکھا اور ۲۸ محرم کو جملہ خلفاء اور مریدین باصفا کے حق میں دعائے خیر فرمائی

اور اسی تاریخ ۲۸ محرم کو بعد ظہر مجلس سمع میں رحلت فرمائی۔ مقام اعلی علیین کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ اب تک سجادہ نشینان خاندان حسنی مراسم عرس و فاتحہ قل اسی تاریخ پر ادا کرتے ہیں۔ جیسے کہ اولاد شاہ حسین سجادہ نشین چھوٹی سرکار کے ایک دن پیشتر حضور کے وصال کی ۲۷ محرم کو رسم فاتحہ ادا کرتے ہیں۔ جس میں حالات نزول ملائکہ اور اظہار اپنے عقائد حقہ اور بشارت عالم غیب تحریر فرمایا اور علم اصول میں فصول اشرفی لکھی۔ ایک جلد مکتوبات اشرفی آپ کے صاحب سجادہ حضرت نور العین نے جمع کی مرقومات اشرفی کا ذکر پہلے آچکا جس کو حضرت مولانا نظام الدین یمنی حضرت کے خلیفہ نے جمع کیا۔ ایک جلد رقعات اشرفی جس کو حضرت مولانا شیخ محمد دریتیم نے جمع کیا تھا۔ اس میں مختصر رقعات حضرت محبوب یزدانی درج کئے ہیں اور دیوان اشرف ایک مبسوط کتاب منظوم ہے جس کو اہل زمانہ مثل دیوانِ حافظ لسان الغیب مانتے ہیں۔

حضرت نور العین نے فرمایا کہ جس وقت امیر تیمور گورکانی، حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تقتمش خاں پر فوج کشی کرنا چاہتا ہوں حضور فال نیک دیکھ کر تبلائیے۔ حضرت کے سامنے آپ کا دیوان رکھا ہوا تھا۔ اس میں جو فال دیکھی یہ شعر برآمد ہوا

از آیت و حدیث دو فرت اند بیقرانی   اے بادشاہ کوش کہ صاحب قران شوی

لقب صاحب قرانی امیر تیمور کو حضور کے دیوان کے فال سے عطا ہوا۔ بعد ملاحظۂ فال امیر صاحب قراں کے حضرت محبوب یزدانی دست بدعا ہوئے اور فاتحہ پڑھا۔

چنانچہ آپ کی دعا کے برکت سے سلطان صاحب قران نے غنیم پر نصرت و فتح پائی۔۔۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی تصانیف سے پانچ سو کتابیں دیکھی ہیں۔ بیشتر آپ کی تصانیف فن حدیث و تصوف میں دیکھی گئی۔۔۔۔ دو سو پچاس کتابوں کا دیباچہ اور خطبہ مجھ کو یاد ہے۔ خاتمہ کتاب مکتوبات اشرفی میں حضرت نور العین سے منقول ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر کو سند علم قرأت کی معناً پانچ پشتوں تک اپنے آباؤ اجداد سے علی الاتصال پہونچی ہے جس کی سند علی ابن حمزۃ الکسائی سے اوپر منسوب ہے۔ میرا عمل قرأت عاصم اور نافع پر ہے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے زمانہ سلطنت میں میرے خاندانِ سادات نوربخشیہ سے ستر حافظ قرآن اور قاری فرقان ایک زمانے

یں موجود تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حضرت محبوب یزدانی کی کہ پانچ پشتوں میں سلطان ابن سلطان اور سید ابن سید اور ولی ابن ولی اور حافظ ابن حافظ اور قاری ابن قاری اور عالم ابن عالم برابر نسلاً بعد نسلٍ حضرت تک ہوتے چلے آئے۔ یہ فضیلت خاص حضرت ہی کے خاندان عالی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم ط

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے اس مقام پر ایک غزل لکھی ہے۔

دکھایا جوہر علمی لیاقت اسکو کہتے ہیں ۔۔۔ ہوئی تصنیف ہر فن میں بلاغت اسکو کہتے ہیں
اٹھایا جب قلم جس علم کو چاہا کیا ظاہر ۔۔۔ لکھے مضموں عجب نادر ذہانت اسکو کہتے ہیں
مرے سلطان اشرف کے کلام پاک کو دیکھو ۔۔۔ مسلسل بھی مقفیٰ بھی عبارت اس کو کہتے ہیں
جہاں پہونچا قدم ان کا دیں اپنی عنایت سے ۔۔۔ دکھائے راہ حق سب کو ہدایت اسکو کہتے ہیں
کیا سارے جہاں میں سکہ اپنے نام کا جاری ۔۔۔ کمالات تصوف میں ولایت اسکو کہتے ہیں
ترے ذہن رسا سے اشرفی اب انکی مدحت میں ۔۔۔ عجب مضموں نکلتے ہیں ذکاوت اس کو کہتے ہیں

حضرت مولانا نظام الدین یمنی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ عالم غیب سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جس نے تم کو اخلاص ومحبت سے دیکھا ہے اور تمہاری صحبت اختیار کی ہے وہ بخشا جائے گا۔

حاضرین مجلس عالی مثل حضرت مولانا شیخ کبیر العباسی سرورپوری اور حضرت مولانا شیخ عارف مکرانی اور حضرت مولانا شیخ معروف الدمیوی اور حضرت مولانا قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت مولانا شیخ شمس الدین فریادرس صدیقی اودھی اور بہت سے اصحاب اس بشارت کے سننے سے بارگاہ الٰہی میں شکرانہ ادا کرنے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

شعر

چہ شکر آں کہ مرا مژدۂ اماں آمد ۔۔۔ نوید فتح و بشارت ازاں جہاں آمد

الحمد للہ علی ھذہ النعمۃ الشریفۃ والوعدۃ الرفیعۃ۔

اشعار

غلامانِ شہ سمنان کو یہ مژدہ مبارک ہو طفیل اشرف عالم ہوئے آزاد دوزخ سے
ملے گی چاہنے والوں کو ان کی نعمتِ جنّت سنائی دی مرے آقا کو یہ آواز برزخ سے
جھکایا جس نے سر محبوب یزدانی کے قدموں پر رہائی پاگیا بے شبہ وہ دنیا کی چخ چخ سے

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت علی ثانی سیّد علی ہمدانی جامع علوم ظاہری و باطنی نے حضرت شیخ شمس الدین محمود سے کہا کہ میرے لئے کیا فرمان ہے۔

انھوں نے فرمایا کہ فرمان یہ ہے کہ سارے عالم میں تین مرتبہ گشت کرو۔

جب ایک مرتبہ آفتاب کی طرح زمین کے گرد چکر لگایا تو یہ فقیر اشرف بھی ذرّہ کی طرح ہمراہ رکاب تھا اور بہت سے سلوک کے فائدے اور درویشی کے حقائق اور وجد اور ذوق جو میں نے سیّد سے پائے اگر بدن کے تمام رونگٹے زبان ہو جائیں تو اس کا شکر یہ ہزار حصّہ کا ایک حصّہ بھی ادا نہ کر سکوں۔

شعر

ہر بال بدن کا مرے بن جائے جو زباں ممکن نہیں ایک شکر بھی تیرا کروں بیاں

حضرت سیّد علی ہمدانی فرماتے ہیں کہ ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت مجھ کو ملی ہے اور ہر بزرگ سے مجھ کو فیض اور فائدہ حاصل ہوا ہے۔

شعر

ہر اک خرمن سے میں نے پایا خوشہ مجھے نافع ہوا ہر ایک گوشہ

اور ان سب نعمتوں اور فوائد سے فرزند اشرف تم کو بھی حصّہ ملا ہے۔

ایک دن جب کہ سیّد علی ہمدانی مدینۃ الاولیاء میں چار سو اولیاء کے ساتھ ایک جلسہ میں پہونچے ہیں اور یہ فقیر اشرف بھی ہمراہ موجود تھا اور جو ذوق اور لطف آپ کے دیدار متبرک اور نظارۂ رخسار پر انوار سے حاصل ہوا تھا۔ ہرگز یاد سے نہیں جاتا۔

شعر

بود تا شب مرگ دہنش پر آب کسی کو چنیں روز بیند بخواب

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ۲۷ شب ماہ رمضان المبارک ۷۸۲ھ ہجری کو آستانہ روح آباد کچھوچھہ شریف میں تمام ہمراہیوں کو میں نے شب قدر کی عزت سے ممتاز کیا چنانچہ حضرت نور العین اور حضرت محمد درِّ یتیم اور حضرت شیخ رکن الدین شاہباز اور حضرت شیخ اصیل الدین سفید باز اور حضرت شیخ جمیل الدین جرّہ باز اور حضرت قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت شیخ شمس الدین فریاد رس اودھی اور حضرت شیخ عارف اور حضرت شیخ معروف اور بہت سے قلندرانِ ہمراہی جو زیور تجرد سے آراستہ تھے اور حضرت ملک محمود جو نہایت خاص مرید با اعتقاد تھے اور بہت سے خدام بارگاہ اشرفی میں اس خصوصیت انوار و برکات شبِ قدر سے مشرف ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ کی مہربانیوں کے فرشتے اترتے ہیں اور حضرت رحمان کی عنایتیں نازل ہوتی ہیں۔ ہاتف غیب نے لاکھوں تعظیم اور تکریم کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی کہ "اشرف میرا محبوب ہے"۔

قطعہ

ہاتفِ غیبی نے بہ حکمِ خدا — دی حرم پاک میں آکر ندا
اے اشرف دہر ہے حصّہ ترا — بولا خدا پیارا ہے اشرف مرا
جب کہ احبّا نے یہ مژدہ سنا — جو تھا وہاں گل کی طرح کھل گیا

حاضرین نے اس خوش خبری کو سن کر اور مژدہ سے آگاہ ہو کر مسرّت کو بین پائی اور زبان حال سے ہر ایک نغمہ سرا ہوا۔

غزل

ہمارے شاہ سمنانی ہوئے محبوب یزدانی — دُرِّ دریائے عرفانی ہوئے محبوب یزدانی
تمامی اولیاء عصر کا افسر کیا حق نے — ملا اوجِ سلیمانی ہوئے محبوب یزدانی
دلِ مردہ بشاشت ہو تجھے زندہ کریں گے پھر — ہمارے عیسیٰ ثانی ہوئے محبوب یزدانی
یہ ہیں اولاد میں ہمشیرۂ سلطانِ جیلاں کے — سراپا نور ربّانی ہوئے محبوب یزدانی
غلامانِ شہِ سمناں تمہاری حاجتیں ساری — روا ہوں گی بآسانی ہوئے محبوب یزدانی
خدا عاشق ہوا ان پر تو یہ رتبہ دیا ان کو — مرے محبوب یزدانی ہوئے محبوب یزدانی

نیز اشرفی تجھ کو طفیل اشرف سمناں ملے گا ذوق وجدانی ہوئے محبوب یزدانی

حضرت محبوب یزدانی کے معمول سے تھا کہ آپ ہمیشہ نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرتے تھے۔ ۲۷ رمضان کی صبح کو جب حسب معمول نماز فجر خانہ کعبہ میں ادا کرنے کے لئے کعبہ شریف میں گئے اور نماز کامل طور سے ادا فرمائی، حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جو اہل حرم کے قبلہ محترم تھے حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے ہی فرمایا کہ : آئی آئی، محبوب یزدانی یہ خطاب حق تعالٰی کی طرف سے اشرف سمنانی کو مبارک ہو۔ بحرمۃ النبی والہ الامجاد۔

حضرت محبوب یزدانی نے بڑی تعظیم کے ساتھ سر مبارک جھکایا اور شیخ نجم الدین نے بڑے اعزاز کے ساتھ آپ کے سر اپنی گود میں لے لیا۔ چنانچہ اس وقت حرم کعبہ شریف میں پانچ سو مشائخ اولیار کرام سے موجود تھے۔ سب کی عجیب وغریب حالت ہوگئی۔ ہر ایک پر واردات کی نسیم اور گلستانِ مواجید کی ہوا چل گئی۔ سب نے اس بات کی مبارکباد دی۔

مثنوی

ہو مبارک خطاب محبوبی با ہزاراں کمال وصد خوبی
خِلعتِ دلبری مبارک ہو حسنِ زیبا تری مبارک ہو
آپ ہوتا ہے جب خُدا عاشق کرے مخلوق کی طلب خالق
ہوئے واصل جو عاشق و معشوق کے خالق کہیں، کے مخلوق
پھر دوئی کا نشاں ہوا معدوم ایک ہی ذات ہوتی ہے معلوم
ہوا دریا سے مل کے قطرہ گم نام کو بھی نہیں رہے ہم تم
آپ جب مٹ گئے وہی ہے وہی دوسرے کی جگہ کہیں نہ رہی
لیس فی جبتی کا ہے یہ محل عقل ودانش میں یاں پڑیں گے خلل
رمز وحدت کی کوئی کیا جانے یا ولی جانے یا خدا جانے
اشرفی وجد میں نہ ہو پُر جوش شرع کہتی ہے اس محل میں خموش

اسی طرح تمام بزرگانِ زمانہ جو حضرت محبوب یزدانی کو دیکھتے خطاب محبوب یزدانی کے ساتھ

مخاطب کرتے۔

حضرت شیخ محمد دَرِیتیم عباسی سرورپوری جو حضرت محبوب یزدانی کے خلیفہ ارجمند اور پیارے فرزند تھے نہایت ادب اور تعظیم سے خدمت عالی میں عرض کیا کہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لوگ خطاب محی الدین سے مخاطب کیا کرتے تھے اس کا واقعہ کس طرح گذرا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب میں بغداد شریف گیا اور فرزندان حضرت غوث الثقلین سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ خود حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی فرماتے تھے کہ جمعہ کا دن تھا۔ میں سفر سے لوٹ کر بغداد آرہا تھا۔ ننگے پیر تھا۔ میرا گذر راستہ میں ایک بیمار پر ہوا جس کا رنگ بدلا ہوا تھا اور بدن کمزور تھا۔ مجھے اس نے دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ:

السلام علیک یا عبدالقادر۔

میں نے اس کو جواب دیا۔

وہ بولا کہ میرے پاس آؤ۔ میں اس کے قریب گیا۔

اس نے کہا مجھے بیٹھا دیجئے۔ میں نے اس کو اٹھا کر بیٹھا دیا۔

اس کا بدن تازہ، رنگِ چہرہ حسین اور صاف ہوگیا۔

اس سے میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟

کہا، کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے

میں نے کہا نہیں۔

وہ بولا کہ میں دین اسلام ہوں۔ میری یہ حالت ہوگئی تھی کہ جس کو تم نے پہلے دیکھا تھا مجھ کو اللہ تعالےٰ نے تمہاری ذات سے زندہ فرمایا ہے۔ تم محی الدین ہو۔ یعنی دین کے زندہ کرنے والے۔

میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جامع مسجد میں گیا۔ ایک شخص میرے سامنے آیا اور اپنا جوتہ پاؤں کے سامنے رکھا اور کہا: "اے شیخ محی الدین!"

میں نماز فجر ادا کر چکا تو لوگ ہر طرف سے میری طرف جھک پڑے اور میرے ہاتھ پاؤں

چومنے لگے اور کہنے لگے کہ "اے شیخ محی الدین"۔ حالاں کہ مجھ کو کبھی اس سے پہلے اس لقب سے کوئی نہیں پکارتا تھا۔

حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی سیدی وجدی سید ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کو بعد تحصیل علوم ظاہری اور تکمیل علوم باطنی ایک روز عالم غیب سے الہام ہوا کہ اے عبدالقادر جیلانی تم ہمارے ساتھ عاشقی چاہتے ہو یا معشوق بننا چاہتے ہو۔

اس الہام کو حضرت نے اپنی والدہ ماجدہ ام الخیر بی بی فاطمہ ثانیہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہا سے جو مرتبۂ معرفتِ الٰہی میں کمال رکھتی تھیں عرض کیا۔

انھوں نے فرمایا: بیٹا تم معشوقی قبول کرو اور عاشقی ہرگز قبول نہ کرنا۔ عاشقی کا کوچہ بہت دشوار گذار ہے۔ تمہارے جد حضرت امام حسین علی جدہٖ و علیہ السلام نے اس عاشقی کے کوچہ میں کیا کیا مصائب اور شدائد جھیلے۔ تمام خاندان کو قتل کروا دیا۔ خود بھی تین دن کے بھوکے پیاسے شربت شہادت پی کر جنت کو روانہ ہوئے۔

چنانچہ جب ملکوت سموات سے حضرت غوث پاک کو خطاب محبوب سبحانی کا ملا تو تمام اولیائے روئے زمین کے کانوں میں یہ صدا پہونچی اور سب کو اس کا علم ہو گیا۔

جیسا کہ خطاب محی الدین کا تذکرہ اوپر گذرا خاندان امام حسن علی جدہٖ و علیہ السلام میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کو محبوب سبحانی کا خطاب ملا۔ اور خاندان امام حسین علی جدہٖ و علیہ السلام میں حضرت سلطان الاولیار میر سید اوحد الدین والدنیا مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کو عالم ملکوت سے خطاب محبوب یزدانی کی ندا جب فرشتوں نے آسمان پر بلند کی تو تمامی اولیائے روئے زمین پر اس کا اعلان ہو گیا۔ جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا۔ قصیدۂ غوثیہ میں حضرت غوث پاک نے فرمایا ہے۔

وکل ولی لہ قدم وانی　　علی قدم النبی بدر الکمال

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جتنے اولیار اللہ دنیا میں ہوتے ہیں سب قدم بہ قدم ایک ایک نبی کے پیدا کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور غوث الثقلین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سارے اولیار اللہ قدم بہ قدم ایک ایک نبی کے پیدا ہوتے ہیں اور میں اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے قدم بہ قدم پیدا کیا گیا ہوں۔

چنانچہ ایک دن حضرت محبوب سبحانی اپنے وعظ میں انگشت شہادت اٹھا کر یہ ارشاد فرماتے تھے کہ قسم خدا کی یہ انگلی عبدالقادر کی نہیں ہے۔ یہ انگلی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ہے۔

حضرت قاضی رفیع الدین اودھی کو اس کے جاننے کی بڑی بے چینی تھی کہ حضرت محبوب یزدانی کس نبی کے قدم بہ قدم پیدا ہوئے ہیں اور کس برگزیدہ رسول کے مشرب میں فائز المرام ہوئے ہیں۔ اس قلق کو دفع کرنے کے لئے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا۔

فرمایا کہ مجھ کو ایک عرصۂ دراز تک اس بارے میں شبہ تھا کہ میں کس نبی کے قلب پر ہوں بالآخر حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کی طرف میں نے رجوع کیا اور تنگر قلی ترکی کو انکی خدمت میں بھیجا کہ جو کچھ وہ فرمائیں اس کی خبر مجھے بیان کر د۔ جب حضرت تنگر قلی منزلوں کی راہ طے کر کے حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کی خدمت میں مکہ معظمہ پہونچے اور ان کی شرفِ ملازمت سے مشرف ہوئے۔

فرمایا کہ خوب آئے۔ تمہاری پیشانی میں اس آفتاب پرست کا نور روشن دیکھ رہا ہوں، اور سورج کے ہمسایہ کا ظہور تمہارے چہرہ میں ظاہر پاتا ہوں۔ تمہارا آفتاب پرست اچھا ہے۔

حضرت تنگر قلی نے اس بات کو سن کر اپنے دل کی حالت غیر پائی۔ چوں کہ حضرت محبوب یزدانی کا حکم تھا لہٰذا تعمیل حکم میں کہا کہ اچھے ہیں اور آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔

پھر حضرت شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ تمہارا آفتاب پرست کس کام میں ہے؟

حضرت تنگر قلی کہتے ہیں کہ چوں کہ حضرت محبوب یزدانی کی توجہ نظر سے ہم بہرہ مند تھے، سمجھ گئے توجہ الی اللہ کی نسبت دریافت فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نور آفتاب کو مختلف رنگ کے شیشوں میں اور چہرہ خورشید کو مختلف جواہر کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔

فرمایا کہ اگر آنکھیں خیرہ نہیں ہیں تو اس کو آسمان پر کیوں نہیں دیکھتا اور آئینہ میں اگر زنگ نہیں ہے تو کیوں ان یاقوتوں کو آفتاب ہی میں نہیں دیکھتا۔

حضرت تنگر قلی نے جب اس بات کو سنا تو حضرت محبوب یزدانی کی طرف چلنے کا رخ کیا

اور بعد قطعِ منازل خدمتِ اقدس حضرت محبوب یزدانی کے مژدہ رساں حاضر ہوئے۔

حضرت نے دریافت فرمایا کہ انھوں نے کیا کہا ہے؟

عرض کیا کہ شیخ نجم الدین نے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کہ تمہارا آفتاب پرست کیا کرتا ہے۔

میں نے جواب دیا جو اوپر لکھا ہے۔

عیسوی المشرب

حضرت محبوب یزدانی کے چہرۂ انور اور پیشانی منور پر آثار خوشی کے ظاہر ہوئے اور فرمایا الحمدللہ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھ کو قدم عیسیٰ علیہ السلام تک رسائی فرمائی ہے اور میرے کام کو قلب عیسوی پر انجام دیا۔

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی فرماتے تھے کہ حضرت محبوب یزدانی کی عادت اور کرامات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ عیسوی المشرب ہیں۔ کیوں کہ مردہ کو زندہ کرنا اور اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا، بعینہٖ حضرت محبوب یزدانی کی کرامتوں سے ظاہر ہوا ہے۔

دعائے غوث سے غوثیت مل گئی

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ 'غوث' لوگوں کی نگاہوں سے کبھی پوشیدہ رہتا ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ غوث کی دعا سے دوسرے کو مرتبۂ غوثیت مل جائے چنانچہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث کی دعا سے عہدۂ غوثیت پر مشرف ہوئے۔ [1]

نقل ہے ابوسعید عبداللہ ابن محمد ابن عبداللہ ابن علی ابن عمر تمیمی شافعی سے انھوں نے کہا کہ جوانی کی عمر میں طالب علمی کے لئے بغداد میں گیا۔ اور ابن سقا ان دنوں میرا دوست تھا اور سلسلۂ تعلیم مدرسۂ نظامیہ میں عبادت اور تعلّم اور بزرگوں کی زیارت میں کیا کرتا تھا۔ اور ان دنوں میں بغداد میں ایک شخص تھے جن کو لوگ غوث [2] کہتے تھے۔ جب وہ چاہتے نگاہ سے پوشیدہ ہو جاتے اور جب چاہتے ظاہر ہو جاتے۔ تو میں نے اور ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اس غوث کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ابن سقا نے کہا کہ آج ان سے وہ سوال کروں گا جس کے جواب سے وہ عاجز ہو جائیں گے۔ اور میں نے کہا کہ ایک ایسا مسئلہ پوچھوں گا دیکھو کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا کہ خدا کی پناہ کہ میں ان سے کچھ

[1] یہ ذکر نہیں کیا کہ کس کے لئے دعا کی اور وہ غوثیت سے مشرف ہوئے۔ [2] یہ بزرگ خواجہ یوسف ہمدانی ہے — دیکھو بہجۃ الاسرار۔

پوچھوں۔ میں تو ان کے پاس ان کی نظر کی برکتوں کا منتظر رہوں گا۔

جب ہم تینوں ان کے یہاں گئے تو ان کو نہ پایا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھا کہ اسی مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابن سقار پر جلال کی نگاہ ڈال کر فرمایا کہ:

تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے ایسا سوال کرنا چاہتا ہے کہ جس کا جواب میں نہ جانتا ہوں؟ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ پھر ابن سقار کی طرف رخ کر کے کہا کہ اے ابن سقار میں تجھ میں کفر کی آگ دیکھ رہا ہوں کہ بھڑک رہی ہے۔ پھر مجھ پر نظر کی اور فرمایا کہ:

اے عبداللہ! تم چاہتے ہو کہ مجھ سے مسئلہ پوچھو اور منتظر رہو کہ میں اس میں کیا کہتا ہوں۔ تمہارا سوال ایسا ہے اور اس کا جواب ایسا ہے۔ بے ادبی کی وجہ سے تم دنیا میں کان کی لو تک غرق ہو گئے۔

اس کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی طرف نگاہ کی اور اپنے پاس بلایا اور بڑی عزت کی اور فرمایا کہ اے عبدالقادر تم نے اللہ اور رسول خدا کو راضی کر لیا۔ اس خوبیِ ادب پر جو تم میں دیکھتا ہوں تم بغداد میں منبر پر آؤ گے اور علانیہ کہو گے:۔

قدمی هذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔

اور میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت تمام اولیاء روئے زمین اپنی گردنیں جھکاتے ہیں یہ فرمایا اور پھر فوراً وہ ہم لوگوں سے غائب ہو گئے پھر ان کو نہ دیکھا۔

تھوڑی مدت میں بزرگیوں کی نشانی شیخ عبدالقادر جیلانی میں بہ عنایت الٰہی ظاہر ہونے لگیں۔ ان کی ولایت پر خاص و عام نے اجماع کر لیا اور ایک دن وہ منبر پر چڑھے اور فرمایا:۔ قدمی هذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ اور اس وقت کے تمام اولیاء اللہ نے آپ کی بزرگی کا اقرار کیا۔

ابن سقار کا انجام

اور ابن سقار نے اس قدر علوم شریعت حاصل کیا کہ اکثر علمائے زمانہ سے مناظرہ کرنا اور جمیع علوم میں بڑھ گیا اور مشہور ہو گیا۔ اس کی تقریر بڑی فصیح تھی اس کے بیان میں بڑا لطف آتا تھا۔ سلطان نے ملک روم میں ان کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجا۔ شاہ روم نے جب دیکھا کہ وہ صاحب علوم اور فنون ہے اور عجیب فصاحت رکھتا ہے، تو نصاریٰ کے

درویشوں اور علماء کو جمع کیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے بحث کریں اور خود اس کا نظارہ کرے جب دونوں کی بحث پوری ہوگئی اور تقریر ختم ہوئی، ابن سقار نے بحث میں زورِ دلیل سے سب کو الزام دیا اور دلائل قویہ سے سب کو عاجز اور بے چین کر دیا۔ شاہِ روم کے دربار میں اس کو بڑا مرتبہ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی نگاہ شاہ روم کی لڑکی پر پڑی اور فریفتہ ہوگیا۔

شعر

دیکھا جب اس ماہ کا حسن لطیف — مبتلا اس دم ہوئی جان شریف

اور بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ لڑکی اس کو دے دے۔ شاہ روم نے کہا کہ میں اس کو لڑکی نہ دوں گا مگر اس وقت کہ وہ نصرانی ہو جائے۔ حضرت عشق کی عجیب کرامت ہے۔ جس کے دل میں گذر گیا کفر اور اسلام سے اس کو تعلق نہ رہا۔

قطعہ

شہریارِ عشق کا ایوان ہوا — دین و دنیا پھر کہاں اس دل میں جو

غل مچا جب حکمراں سلطاں ہوا — ملک دل میں عشق ہے اک بادشاہ

پرتوِ خورشید جب پنہاں ہوا — بادشاہِ عشق کو کب زوال

اس لڑکی کو جب مانگا اور غوث پاک کی بات یاد آئی اور یقین کر لیا کہ اس بے ادبی کا نتیجہ ہے۔

مثنوی

آسماں کا ہے ادب ہی سے وقار — بے ادب ہوتا نہیں ہے رستگار

ہو خزانہ پر وہ کیسے پہرہ دار — گر ادب سے باندھ لے حلقہ نہ سانپ

آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ابن سقار نے اس لڑکی کے عشق میں مذہب نصاریٰ اختیار کیا اور کافر ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں دمشق میں گیا۔ مجھ کو سلطان نور الدین شہید نے طلب کیا۔ اور ازراہِ کرم اوقاف کی حکومت مجھ کو دی۔ دنیا نے مجھ پر بہت توجہ کی اور غوث کا کہنا

ؒ یعنی غوثِ وقت خواجہ یوسف ہمدانی۔

ہم سب پر صحیح اور درست آگیا۔

حضرت محبوب یزدانی سے حضرت نور العین نے عرض نیازمندانہ کیا آپ فرماتے تھے کہ انھیں دنوں میں غوث زمانہ دنیا سے انتقال فرمائے گا۔

فرمایا کہ چند مہینے کے بعد معلوم ہو گا کہ بعد چند روز کے یہ نوبت کس کے دروازے پر بجائی جاتی ہے۔

قطعہ

کون ہے در پہ بجاتے جس کے ہیں — کوس دولت حسب فرمانِ خدا
کون ہے جس کو حریم خاص سے — ہے ندا آتی کہ میرے پاس آ

اتفاقاً انھیں دنوں حضرت محبوب یزدانی کو سفر درپیش ہوا۔ حضرت کبیر نے عرض کیا کہ کئی مرتبہ عاجزانہ اور نیازمندانہ گوش مبارک تک یہ درخواست پہونچائی کہ بندے کو اپنے ہمراہی سے مشرف کریں لیکن نصیب نہ ہوا۔ اس مرتبہ مجھے امید ہے کہ ہمرکابی سے محروم نہ رہوں اور سر کے بل خدمت میں چلوں۔

فرمایا کہ بات یہی ہے کہ بغیر تمہارے مجھ کو بھی سفر میں مزہ نہیں آتا۔ لیکن اس ولایتِ اسلامی کی مقامی نگرانی کے خیال سے ضرورت پڑتی ہے کہ تم کو چھوڑ جاؤں

شعر

مجھے بھاتی نہیں ہے تیری فرقت — مگر مجبور کرتی ہے ضرورت

مگر اس مرتبہ جو آپ کے دل کی آرزو ہے ایسا ہی ہو گا کہ تم ساتھ چلو گے۔ فقرا ہمراہی معہ علم اور خیام صوبۂ گجرات کی طرف روانہ ہوئے۔ کیوں کہ اطراف دکن اور نواحیٔ گلبرگہ حضرت محبوب یزدانی کو بہت پسند آتا تھا۔ اس طرف کی آب و ہوا مزاج اقدس کو بہت موافق تھی۔

شعر

نہ چرخ دیکھا نہ یک لالہ زار — کہ گلبرگہ کی طرح ہو لالہ زار

حضرت محبوب یزدانی کو ولایت گلبرگہ بہت پسند تھی آپ اس کو گلبرگہ فرمایا کرتے تھے۔

منزلوں کو طے کر کے جب بلادِ دکن میں تشریف لائے اور معہ نشانِ جہانگیری قلندرانِ ہمراہی حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کی خانقاہ میں اترے حضرت کی عادت کریمہ سے یہ بات تھی کہ سفر اور حضر میں اکیلے اور تنہا سب سے علاحدہ اپنے خیمہ میں رہتے تھے۔ خدام اور اصحاب اور قلندرانِ ہمراہی کے لئے جداگانہ خیمے نصب کرتے تھے اور ایک مضبوط اور عمدہ خیمہ حضرت کے لئے علیحدہ کھڑا کرتے تھے۔

شعر

تھے عنقا کی طرح باشندۂ قاف　　رہیں گھر یا کریں وہ سیر اطراف

حضرت محبوب یزدانی اپنے اصحاب ولایت مآب کو مقرر وقتوں میں اپنے حریم خلوت میں طلب فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت نور العین اور حضرت کبیر کو آدھی رات کے وقت اور صبح کو اپنے پاس بلاتے تھے اور حقائق اور معارف بیان فرماتے۔

ایک رات حضرت شیخ الاسلام گجراتی کو شرف حضوری سے مشرف فرمایا۔ کچھ وقت گزرا تھا کہ حضرت محبوب یزدانی پر ایسی حالت پُر جوش طاری ہوئی کہ جس کی شرح ہو نہیں سکتی تھی، اور عجیب و غریب اضطراب اور انقلاب پیدا ہوا جس کا بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ حضرت محبوب یزدانی کی یہ حالت دیکھ کر حاضرین پر ہیبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ خیمہ کے اندر نہ ٹھہر سکے۔ بے اختیار باہر نکل پڑے اور خیمہ کے باہر بیٹھ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ حضرت بے خودی کے عالم میں وجد فرما رہے ہیں ایک پہر رات تک اسی حالت میں گذری۔ جب بے خودی فرو ہو گئی فرمایا کہ الحمد للہ یہ نعمت مل گئی۔

حضرت نور العین اور حضرت شیخ کبیر اور حضرت شیخ الاسلام نے اس بات کو سن کر اور اس حالت کو دیکھ کر گریبانِ حیرت میں سر ڈال دیا اور دریائے فکر میں غوطہ کھانے لگے کہ آخر یہ کیسا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ حضرت محبوب یزدانی بے قراری اور حیرت کی انگیٹھی میں مشتغل تھے اور آخر میں زبان مبارک شکر الٰہی سے رطب اللسان ہوئی۔ کسی میں یہ ہمت نہیں تھی کہ اضطراب کی وجہ دریافت کر سکے۔ اور باہم کہتے تھے کہ بھلا یہ قوت کس میں ہے کہ حضرت سے سوال کرے۔ مگر ناز پروردۂ دولت جہانگیری حضرت نور العین نے بکمال دلیری

اپنی عادت کے موافق جرأت کر کے عرض کیا اور جب کوئی اہم معاملہ ہوتا تھا تو حضرت نور العین ہی حضور سے دریافت کرتے تھے۔ گذارش کی حضرت کی بے چینی اور بے قراری کا کیا سبب تھا فرمایا کہ آج کی رات یکم ماہ رجب ۱۳۰۰ھ ہے۔ غوث زمانہ اور قطب یگانہ کو کہ جن سے جبل الفتح پرمشرف ہوئے تھے۔ اللہ تعالےٰ صحرائے شہادت سے بیابان غیب الغیب میں لے گیا ہے اور ان کی سرمایۂ وجود کو عالمِ محسوس سے نکال کر دنیائے معقول کے گھر میں رکھ دیا ہے اور سارے بزرگان اور مقتدایان زمانہ اس کی امید رکھتے تھے اور پوری کوشش کر رہے تھے کہ یہ بزرگ عہدہ اور مبارک منصب ہمارے سپرد ہو۔ کسی بدن پر یہ قیمتی لباس اور کسی سر پر یہ تاج عظمت ٹھیک نہیں اترا۔

شعر

تھے کوشش کے میدان میں سارے گئے مگر گیند کو سب نہیں لے گئے

اللہ تعالےٰ نے بے انتہا لطف اور غیر متناہی کرم سے فقیر کے سر کو اس تاج کے لئے اور فقیر کے بدن کو اس لباس کے لئے تجویز فرمایا:

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذ والفضل العظيم ہ

بے چارہ مجذوب شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

شعر

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا بر منتہائے ہمتِ خود کامراں شدم

تمام اصحاب اور احباب نے اس مژدۂ جانفزا کو سن کر خوشی کا نقارہ بجایا اور میخانۂ ارم میں جام دولت و کامیابی نوش کیا۔

مثنوی

جب ندا پردے سے آئی پُر زشوق صوفیٔ گردوں کو آیا وجد و ذوق
مژدہ کیا آیا حریم خاص سے جس کو سن کر رقص سب کرنے لگے

قطعہ

وجد میں آ کے غلام شہ سمانی یوں لگے کہنے میرا شاہ شہنشاہ ہوا
قطب اقطاب بنا سر پہ دھرا تاج غوث خازن گنج خدا بر حق آگاہ ہوا

نائب ختم رسل عطا تجھ اللہ ہوا   سارے دنیا کے ولی ہو گئے زیر فرماں

آج سے درجہ ولایت کا عہدہ دینا اور معزول کرنا اس فقیر کو عطا ہوا ہے اور دورۂ عالم کو میرے سپرد کیا ہے۔

شعر

تو بیٹھے کون اس پر جز شہنشاہ   جو چھوڑے تخت کوئی شاہ ذی جاہ

اس وقت جب مجھ کو حالت پر جوش پیدا ہوئی میں چشم زدن میں غوث کے جنازے پر پہونچ گیا اور ان کی تجہیز و تکفین کے بعد ہم نے ان کی نماز جنازہ کی امامت کی اور ان کے جنازہ کے چار پایہ کو اس فقیر نے اور دو امامان ماتحت غوث عبدالرّب و عبدالملک اور ایک اوتاد نے اٹھایا تھا اور ان کے مقام پر ان کو دفن کیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ اس عہدہ کی سپردگی سے پہلے یہ فقیر امامان میں تھا اور مجھ کو عبدالملک کہتے تھے اور میری جگہ تخت غوث کے بائیں جانب تھی۔ جب اس فقیر کی جگہ مقام غوثیت ٹھہری تو عبدالرّب جو تخت کے دائیں جانب تھے، بائیں طرف میری جگہ پر آئے اور عبدالملک ان کا نام ہوا۔ اور داہنی طرف چار مردان اوتاد سے ایک ترقی پاکر عبدالرّب کی جگہ پر آیا اور زمرۂ اوتاد میں ایک مرد گروہ ابدال سے ترقی پاکر داخل ہوا اور ابدال میں ایک مرد گروہ اخیار سے ترقی پاکر آیا اور اخیار میں ایک مرد ابرار سے داخل ہوا اور ابرار میں ایک مرد گروہ نجبار سے داخل ہوا اور نجبار میں ایک مرد نقبار سے آیا اور نقبار میں عام اہل ایمان سے آکر ایک مرد مخصوص ہوا۔ اس مرتبہ اس فقیر کے کہنے سے فرزند تنگر قلی کو گروہ نقبار میں داخل کیا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ممکن ہے کہ کسی کافر کو بجائے اس مسلمان کے مشرف بہ اسلام کر کے ان میں داخل کریں چنانچہ طبقات الصوفیہ میں ہے کہ حضرت غوث الثقلین کے ایک مرید کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت میں مشغول تھا اور اکثر راتوں کو جاگتا رہتا تھا۔ ایک رات حضور غوث الثقلین گھر سے باہر تشریف لائے۔ پانی کا لوٹا میں سامنے لے گیا۔ توجہ نہ فرمائی اور مدرسہ کی طرف رخ کیا۔ دروازہ کھل گیا تو آپ باہر نکل آئے اور میں بھی آپ کے پیچھے

پیچھے اس طرح جا رہا تھا کہ حضرت کو میرے خیال میں اس کی خبر نہ تھی کہ میں ہمراہ ہوں۔ جب بغداد کے شہر پناہ کے دروازہ پر پہونچا آپ باہر چلے گئے اور میں بھی باہر چلا آیا۔ تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ پھر سامنے ایک دروازہ شہر پناہ نظر آیا اور شہر کے اندر حضرت کے ہمراہ پہونچا جس کو میں نہیں جانتا تھا کہ کہاں ہے۔ آپ مسافر خانہ میں تشریف لائے۔ وہاں چھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سامنے آئے اور حضرت کو سلام کیا۔ میں ایک پائے کے اوٹ میں چھپ گیا۔ مسافر خانہ کی طرف سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد رونے کی آواز بند ہوگئی۔ ناگاہ ایک شخص آیا اور اس طرف گیا جہاں سے رونے کی آواز آتی تھی اور پھر باہر آیا اور ایک شخص کو کاندھے پر ڈالے ہوئے لایا اور ایک دوسرا شخص آیا۔ ننگے سر اور مونچھیں بڑھی ہوئی۔ شیخ کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس کو کلمۂ شہادتین پڑھایا اور چوٹی اور مونچھ کے بال جو بڑھ گئے تھے تراش دیئے اور اس کو تاج پہنایا اور محمد نام رکھا۔ ان چھ آدمیوں سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ اس شخص کو اس میّت کا جانشین کر دوں۔ سبھوں نے کہا ہم خوشی سے تیار ہیں۔

پھر شیخ باہر آئے اور ان سب کو چھوڑ دیا۔ میں بھی شیخ کے پیچھے پیچھے باہر آیا۔ اور تھوڑی راہ میں چلا تھا کہ بغداد کے دروازہ پر پہونچ گیا۔ دروازہ جیسے پہلے کھلا تھا خود بخود کھل گیا۔ جب مدرسہ کے دروازہ پر پہونچا وہ بھی کھل گیا۔ حضرت اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔

جب صبح ہوئی تو شیخ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ سبق پڑھوں مگر مجھ پر ہیبت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ میں کچھ پڑھ نہیں سکتا تھا۔

شیخ نے فرمایا فرزند پڑھو۔

میں نے عرض کیا کہ جو کچھ میں نے رات کو دیکھا تھا۔ اس کی حقیقت مجھ سے بیان فرمایئے فرمایا کہ وہ شہر نہاوند تھا اور وہ چھ آدمی ابدال تھے۔ اور جس میت کے لئے وہ رو رہے تھے وہ ان کا سردار تھا۔ اور وہ شخص جو باہر ایک شخص کو کاندھے پر لئے ہوئے آیا وہ خضر علیہ السلام تھے۔ وہ مردہ کو باہر لائے تاکہ اسکی تجہیز و تکفین کا انتظام کریں۔ اور جس کو میں نے کلمۂ شہادتین پڑھایا تھا وہ ایک آتش پرست ساکن قسطنطنیہ تھا۔ مجھے حکم ہوا تھا کہ اس آتش پرست کو اس مردہ کا خلیفہ بناؤں لہٰذا اس کو میرے پاس لائے اور وہ میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔

اب وہ بھی انھیں ابدال میں داخل ہوا۔ جس طرح حضرت محبوب سبحانی قطب ربّانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ غوث الوقت کی دعا سے مرتبۂ غوثیت پر پہونچے، اور آپ کے ظہور سے پہلے قطب الوقت شیخ عقیل نے مکہ معظمہ میں یہ خوش خبری سنائی کہ میرے وقت میں جو غوث زمانہ ہیں وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں مگر قریب زمانہ ہے کہ ایک جوان عجمی غوث ہوگا اور اس کی شان غوثیت مثل آفتاب روشن کے ساری دنیا میں ظاہر ہوگی اور ہر خاص و عام ان کو غوث جانیں گے اور مانیں گے۔

یہ اشارہ اور بشارت حضرت جدی و مولائی حضرت غوث الثقلین سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ کی نسبت تھی۔

یہ مضمون کتاب "بہجۃ الاسرار" مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرّہ کا منقول ہے۔ اسی طرح طبقات الصوفیہ سے حضرت مولانا نظام الدین یمنی نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی طواف خانۂ کعبہ میں مشغول تھے کہ آپ نے دیکھا ایک شخص نہایت تیز روی کے ساتھ طواف خانۂ کعبہ کر رہا ہے۔ اور جب آدمیوں کے ہجوم سے گزرتا ہے بغیر کسی کو ہٹائے ہوا کی طرح نکل جاتا ہے اور آگے بڑھ جاتا ہے۔

مجھ کو حیرت ہوئی کہ اس شخص کے جسم ہیں یا محض روح بشکل جسم نظر آتی ہے۔

جب طواف کر چکے تو میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ حضرت ابابکر بسطی ہیں۔

میں نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت غوث زمانہ کون ہیں؟

فرمایا کہ میں ہوں۔ اور میرے بعد سیّد جلال ہوں گے اور ان کے بعد سیّد اشرف ہونگے۔

حضرت محبوب یزدانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے جد حضرت سیّد شمس الدین محمود نوربخشی قدس سرّہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرّہ کے زمانہ میں ہندستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش کے گھر مہمان ہوئے۔ سلطان موصوف جو قطب صاحب کے مُرید اور خلیفہ تھے۔ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سیّد عالی خاندان ملکِ ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں۔ وہ مرتبۂ ولایت میں نقبا کے درجہ

کو پہونچے ہوئے ہیں۔

قطب صاحب نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرالیا۔ ان کو ہمارے گھر ٹھہرانا چاہیئے تھا۔ میں تو ان کو خواجگان چشت سے سمجھتا ہوں۔

دوسرے دن حضرت سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر مہمان ہوئے حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کو خوش خبری سناتا ہوں کہ آپ کی ذریت میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوں گے اور وہ میرے سلسلے کو جاری کریں گے اور خطہ یوص جس کو اودھ کہتے ہیں۔ اس میں پچھم حدود قصبہ جائس اور سرک سے لے کر پورب دریائے کوسی تک اس درمیان میں ان کا ظہور کامل ہوگا اور رسالہ غوثیہ میں حضرت خواجۂ خواجگاں خواجہ معین الدین ولی الہند چشتی اجمیری نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے سلسلہ میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوگا اور وہ ترقی کے ساتھ میرے سلسلہ کو جاری کرے گا۔

غرض کہ جس طرح حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی کے زمانہ ظہور سے پہلے آپ کی ظہور کی بشارت مشائخ ماسبق فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت محبوب یزدانی کے ظہور سے پہلے اولیاء ماسبق نے آپ کے ظاہر ہونے کی پیشین گوئی فرمائی تھی اور آپ کے پیر برحق حضرت شیخ علاؤ الدین گنج نبات قدس سرہٗ نے بھی حضرت محبوب یزدانی کو خوش خبری سنائی تھی کہ تم غوث زمانہ ہوگے اور اسی طرح حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ نے مژدہ حصول مراتب غوثیہ اور قطبیہ حضرت محبوب یزدانی کو پہونچایا تھا۔

قطعہ

یہ خاصانِ خدا کی شان عالی وہ معظم ہے   بشارت جن کے آنے کی ولی اللہ دیتے ہیں
ہوئے مقبول درگاہِ الٰہی جو ازل ہی سے   وہ حصہ خالق اکبر کی ہر نعمت میں لیتے ہیں

حضرت شیخ مبارک نیازمندانہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمتِ عالی میں عرض کیا کہ قیاس کا یہ تقاضا ہے کہ غوث کے دائیں جانب والا امام غوث کا قائم مقام ہو نہ کہ بائیں جانب والا کیوں کہ دائیں کو بائیں پر شرف ہے نہ کہ بائیں کو دائیں پر۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا بائیں طرف والا امام عالم اجسام اور دائرۂ خلق و انام

کا نگراں رہتا ہے اور دائیں طرف والا امام عالم ملکوت کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔ تو عالم انسانی کے ناظر کا رتبہ عالم رُوحانی کے ناظر سے اعلےٰ اور بالا ہوتا ہے۔ بائیں جانب والا علماً غوث کے مقام پر جاتا ہے۔

حضرت شیخ اصیل الدین سپید باز نے فرمایا کہ میں نے ایکدن حضرت مخدوم زادہ شیخ نور نور اللہ مرقدہ کی قطبیت کی نسبت بات چھیڑی اور حقیقت دریافت کی۔

حضرت محبوبِ یزدانی نے فرمایا حضرت سیّدی و مخدومی و مرشدی کی ملازمت اور خدمت کے زمانہ میں آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ فرزند اشرف جب اللہ تعالےٰ آپ کو شرف تاج غوثیت سے مشرف فرمائے تو اپنے بھائی فرزند نور کے لئے قطبیت کی کوشش کرنا۔

شعر

ہے فرض میری ذات پہ فرمان آپ کا ۔۔۔ پورے کروں گا یہ بسر و چشم میں ادا

حضرت مخدومی کے انتقال کے بعد ایک مدّت گذر گئی کہ ولایتِ بنگالہ کا قطب انتقال کر گیا اور میں نے سرہنگان بارگاہ سبحانی اور سرداران درگاہ ربانی اہل خدمات کو جمع کیا تاکہ باہمی اتفاق سے مرشد زادہ حضرت نور کو تاجِ قطبیت سے مشرف کریں۔ بعض دانش مندوں نے قطب کی دلیل طلب کی۔ اس فقیر نے حضرت مخدوم زادہ سے کہا کہ ان کی درخواست پوری کیجیے اور کلمے کی انگلی سے پہاڑ کو اشارہ کیجیے کہ چلا آوے۔

بابا حسین خادم کا بیان ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کے منہ سے اتنی بات نکلی تھی کہ پہاڑ آپ کی طرف چلنے لگا۔

فرمایا کہ اے پہاڑ ٹھہر کہ میں اپنے پیرزادہ کو تعلیم کر رہا ہوں۔

اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی کے فرمانے کے موافق مخدوم زادہ نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں آ۔ پہاڑ جلدی سے چلنے لگا۔ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھا ادب سے سر کو زمین پر رکھ دیا۔

مثنوی

لگے کہنے یہ دل سے سب زبانی ۔۔۔ کہ اس سے بڑھ کے کیا ہو گی نشانی

جو قطبیت کی ہو ایسی علامت   تو پھر کیا چاہیئے برہان و حجت

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حضرت مخدومی کی ہر وصیت کو میں بجا لایا۔ صرف ایک وصیت رہ گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالے اس کو بھی پوری کروں گا۔ بعض بزرگوں نے اس طرح بوجھ اٹھانے اور عہدہ دار ہو کر زندگی بسر کرنے سے کنارہ کشی کی ہے۔ اپنی حالت کے ساتھ جوان کی مشغولی ہی نہیں چاہتے کہ اس میں مخلوق کا بار بھی داخل ہو۔ لیکن انسان کی حاجت روائی اور عالم کے گرانی کے اٹھانے کو بہت بزرگوں نے حاجت روائی کو مقدم رکھا ہے۔

جس وقت کہ حضرت مخدوم زادہ کو قطبیت کا عہدہ عطا ہو رہا تھا بارگاہ خداوندی کے بعض نوابوں کی رائے تھی کہ شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اس شرف سے مشرف کریں مگر شیخ شرف الدین کو عجیب بے قراری ہوئی۔

ایک رات خانقاہ میں پھرتے تھے اور اس پر ہمت اور کوشش قائم کی کہ اگر اس مرتبہ اس بار کو دوسرے پر ڈالیں تو بہتر ہو۔ ایک ساعت کے بعد ان کی بے چینی فرو ہوئی۔ بعض اصحاب نے بے چینی کے ساتھ ٹہلنے کی وجہ پوچھی۔

فرمایا کہ آج کے دن عہدۂ قطبیت کو بعض لوگ چاہتے تھے کہ میرے سپرد کریں۔ اور میں اس سے الگ رہنا چاہتا تھا۔ الحمد للہ کہ بھائی نور قطب عالم نے اس بار کو اٹھالیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ غوث کا جسم جس قدر بیان کریں اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت میں دیکھا گیا کہ بعض سلاطین نے حضرت کو شاہی مکانوں میں ٹھہرایا جیسے ان کے مکان محفوظ ہوتے ہیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ آدھی رات کو حضرت باہر تشریف لاتے اور کہیں چلے جاتے تھے اور دروازہ قلعہ کا اسی طرح بند رہتا تھا۔

حضرت مولانا نظام الدین یمنی جامع لطائف اشرفی کبھی حضرت کے ہاتھ پاؤں دباتے تو آپ کا جسم ان کے ہاتھ میں نہ آتا اور کبھی آپ کی کمر دباتے تو اس طرف سے اس طرف ہاتھ نکل جاتا اور جسم مبارک بالکل ہاتھ میں نہ آتا اور کسی وقت جسم مبارک ہاتھ میں محسوس ہوتا مگر اس قدر نرم اور لطیف کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ بڑی نعمت عظمےٰ اور دولت کبریٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے

خاص بندوں کو نصیب کرتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ امین ماتحت غوث جو عبدالرّب اور عبدالملک کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کے ماتحت چار اوتاد ہوتے ہیں۔ پورب، پچھم، اتر، دکھن، چہار حد دنیا کی نگرانی ان کے تعلق ہے۔ نہ ان میں کم ہوتے نہ زیادہ ہوتے۔ ایک پورب میں حد دنیا پر رہتا ہے اور اس کا نام عبدالحیّ ہے۔ دوسرا جو پچھم دنیا کے کنارہ پر رہتا ہے۔ اس کا نام عبدالحلیم ہے۔ تیسرے دکھن کنارۂ دنیا پر، ان کا نام عبدالقادر ہے۔ چوتھے اتر کنارہ پر، ان کا نام عبدالمرید ہے۔

شعر

کیا جب غوث نے خیمہ کو آباد　　　طنابیں چاروں اس کی چار اوتاد

اللہ تعالٰے ہفت اقلیم کی چاروں جہتوں کی حفاظت اوتاد سے فرماتا ہے۔ وہ نگاہ لطفِ الٰہی کے محل اور مقام ہیں۔ جس طرح پہاڑ زمین کے ساکن ہونے کی علت ہیں۔ اوتاد تمام دنیا اور آبادی کے قیام کے سبب ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کی تعبیر پہاڑ سے کی گئی ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا

لیکن ابدال وہ سات ہیں۔ اور جس کسی نے اس قوم سے سفر کیا ان کی جگہوں سے اور چھوڑ گیا ایک جسم کو اپنی صورت پر یہاں تک کہ کوئی نہیں پہچانتا کہ وہ غیر موجود ہیں تو وہ بدل ہے، غیر وہ قلب ابراہیم علیہ السّلام پر ہیں۔

شعر

طنابیں خیمہ کی ہیں چرخ میں نیخ　　　تن ابدال اس میں سات ہیں میخ

بعض مشائخ سے منقول ہے تعدادِ ابدال چالیس سے زیادہ ہیں۔ اور بعضوں نے چالیس تن کو ابدال کہا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے سرتاج سلسلۂ چشتیہ اور تاجدار شجرۂ بہشتیہ حضرت شیخ ابو احمد ابدال تھے۔ منجملہ ان چالیس حضرات کے جو پہاڑوں کی چوٹیوں میں آرام فرماتے رہے۔ آپ کے آباؤ اجداد کرام وشرفار اور سلاطین سے تھے۔ آپ کی ایک بہن تھی۔ نہایت

بزرگ۔ ان کے گھر میں کبھی کبھی شیخ ابو اسحاق شامی تشریف لاتے تھے۔ جب خواجہ ابو احمد بیس برس کی عمر کو پہونچے، اپنے والد کے ساتھ شکار کے لئے پہاڑ کی طرف گئے۔ اسی اثنار شکار میں اپنے والد اور نوکروں سے جدا ہو گئے اور پہاڑ کے وسط میں پہونچ گئے جہاں چالیس حضراتِ اہل اللہ ایک پتھر پر کھڑے ہیں اور حضرت شیخ ابو اسحاق شامی ان کے درمیان میں ہیں۔ حضرت شیخ ابو احمد پر بہتر حالت طاری ہوئی اور گھوڑے سے اتر کر حضرت شیخ ابو اسحاق شامی کے قدموں پر گر پڑے اور گھوڑا اور ہتھیار جو کچھ تھا سب چھوڑ دیا۔

شعر

جو دیکھا کان کو گوہر نے پر سنگ — تو پڑکا شیشۂ عزت پے سنگ

اور کملی اوڑھ لیا اور ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہر چند کہ والد اور ان کے نوکروں نے تلاش کیا نہ پایا۔ کچھ دنوں کے بعد خبر آئی کہ وہ شیخ ابو اسحاق کے ساتھ پہاڑی مقامات سے فلاں موضع میں رہتے ہیں۔ ان کے والد نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ آپ کو لے آویں۔ ان لوگوں نے ہر چند پند و نصیحت کی لیکن آپ کو لوٹا کر نہ لا سکے۔

ہنسے ہنرمند با قتل نہ ہو — نصیحت سے دیوانہ عاقل نہ ہو

کہے اس کو عاقل جو فرزانہ ہو — کہے جو کہ دیوانہ دیوانہ ہو

ابدال کو اپنی شکل بدل لینے کا بھی اختیار ہوتا ہے۔ افوال اور افعال اسی شکل میں کر گزرتے ہیں۔ آدمی جانتے ہیں کہ وہ جسمانی صورت پر ہر کام کر رہا ہے۔ اور کہتے ہیں فلاں شخص کو ہم نے دیکھا ہے کہ ایسا ویسا کرتے تھے۔ حالاں کہ وہ شخص اس فعل سے بَری ہے

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ کتاب کشف المحجوب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابدال سات شخص ہیں۔ چنانچہ مصنف کہتے ہیں تین سو وہ ہیں جن کو اخیار کہتے ہیں اور چالیس وہ ہیں جن کو ابرار کہتے ہیں اور سات وہ ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں۔ اور چار وہ ہیں جن کو اوتاد کہتے ہیں۔ اور تین وہ ہیں جن کو نقبا کہتے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ غوث العالم اور قطب الکبیر اور قطب الدائرہ اور انسان کامل اور جہانگیر اور عبد اللہ یہ سب خطاب ذات واحد جن کو غوث کہتے ہیں۔ اور

قطب الاقطاب کا مرتبہ باطن خاتم النبوت سے رکھتا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے مرتبہ غوثیت عطا کیا ہے۔ مردان امامین اور اوتادا اور ابدال اور نقبا اور نجبا وغیرہ تمام اولیائے روئے زمین میرے مطیع اور فرماں بردار ہیں۔ سب کا افسر ہوں۔ تمام اولیاء روئے زمین سے میں نے اس بات کا عہد لیا ہے کہ ایک وقت خاص میں تمام اولیاء روئے زمین میرے آستانہ روح آباد پر مجتمع ہوا کریں۔ اور ان گروہ اولیاء اللہ میں جب ایک انتقال کرلے کہ دوسرے اپنے قائم مقام کو وصیت کرے کہ آستانہ روح آباد کی حاضری کبھی ترک نہ کرنا۔ سب نے اس کو قبول کیا اور آراضی آستانہ روح آباد میں تقسیم کرکے جائے قیام ہر طبقہ اولیاء اللہ کے لئے مقرر کر دیا کہ وقت خاص پر سرہنگان درگاہ الٰہی مجتمع ہوا کریں۔ یعنی یہ مجمع خواص شب ۲۷ رجب المرجب کو مقرر فرمایا۔

قطعہ

امیداست بہم حریفان من — بوند تا قیامت منازل گرائے
اشرف از خدا خواستہ ایں مراد — خداداد براو کردم شادائے

ایک بار یہ گروہ اولیاء اللہ روئے زمین ۲۷ ماہ رجب میں حاضر ہوا کریں گے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ قطب الاقطاب اور غوث الوقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس فقیر تک اُنیس آدمی گزرے ہیں۔ اور حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عماد الدین اسماعیل ابن شیخ صدر الدین اسدی قریشی جو کہ بعد حضرت شیخ رکن الدین صاحب سجادہ ملتان میں ہوئے، فرماتے تھے مزار غوث کا سوا رغوث کے غیروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے۔ مگر قبر اس درویش اشرف کی اور قبر حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کی معہ دیگر چند مردان غوث نہ پوشیدہ ہوئی اور نہ ہوگی کہ قیامت تک بندگان خدا کو ان سے فیض حاصل ہوا کرے۔ اور اہل حاجت اپنی مراد کو پہونچیں۔ بمنہ وکرمہ حضرت شیخ اصیل الدین سپید باز نے نیاز مندانہ عرض کیا کہ:

رجال الغیب کی طرف متوجہ ہونا اور مردانِ خدا کا وسیلہ لانا کس طرح مناسب ہے۔

اور مہینوں اور دنوں کی کس تاریخ کو وہ کہاں ہوتے ہیں اور ان کی جائے قیام کس طرح معلوم ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ان کا مقام معلوم کرنا اور ان کی جانب توجہ کرنا اس گروہ کے لئے بہت ضروری امر جیسا کہ فتوحات میں ہے کہ جماعت صوفیہ رضوان اللہ تعالےٰ عنہم نے ابدال کی جائے قیام کی سمت کا جاننا لازمی طور پر ضروری خیال کیا ہے۔ اور جس نیت سے کہ ان کا وسیلہ کوئی لائے اور دل میں ان کی موجودگی کا خیال کرے وہ کام ضرور برآوے۔ اور جو کام پیش آوے مردان ابدال سے مدد اور اعانت طلب کرے اور ہر موقع پر ان کو دل کے روبرو تصوّر کرکے پیٹھ پیچھے رکھے اور اپنا پشت پناہ جانے۔ اور بالخصوص سفر کے وقت اور زمانۂ جنگ میں ان کے مقابل میں نہ جاتے۔ جنگ میں روبرو ہونے سے بچے۔

چنانچہ حضرت محبوب یزدانی کے ایّام سلطنت رانی میں ایک غنیم نے دارالسلطنت پر حملہ کیا اور بڑھتا چلا آتا تھا۔ حضرت نے اپنی فوج کو جنگ اور مقابلہ کا حکم نہیں دیا کیونکہ رجال الغیب کا سامنا ہوتا تھا۔ جس تاریخ کو حضرت کے لشکر کی پشت پر رجال الغیب ہوئے آپ نے جنگ کا حکم دیا۔ چنانچہ حضور کے لشکر کو فتح ہوئی اور غنیم کا سر کاٹ کر دربار شاہی میں حاضر کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ فتح بہ برکت مردان رجال الغیب کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو نصیب کی۔

حضرت نورالعین نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ رجال الغیب کی پابندی کا طریقہ براہ کرم بیان فرمایئے۔

فرمایا کہ صبح کے وظیفوں کو ادا کرنے کے بعد ان کے دائرے میں نظر کرے۔ جس طرف وہ ہوں کھڑا ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو۔ اور دل کو ان کی طرف رجوع کرے۔ اور کہے:۔

يَا اَرْوَاحَ الْمُقَدَّسَةِ يَا رِجَالَ الْغَيْبِ اَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ وَّانْظُرُوْا اِلَىَّ بِنَظْرَةٍ۔

پورے طور سے ان کی طرف متوجہ ہوکر پڑھے اور اخیر میں ان کی طرف پشت کرکے اپنا پشت پناہ جانے۔ متوجہ ہونے اور خیال کرنے میں ایسا سمجھو کہ گویا کسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی اعتماد پر اپنے کو کچھ بیچا کر دے اور اسی طرح پابندی کرے۔ جس نیت سے کرے گا وہ بر آئے گی۔ یہاں تک کہ بادشاہوں کے محفلوں اور سلوک کی مجلسوں اور قاضیوں کے مدرسوں اور دعوت اسمائے عظام کے موقعوں وغیرہ پر اس معائنہ دائرہ کا خیال رکھے۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے کتاب مکتوباتِ اشرفی میں دیکھا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ صبح و شام دونوں وقت بعد فجر اور بعد مغرب موافق دائرۂ رجال الغیب مردان غیب کی طرف متوجہ ہوکر اس عمل کو پڑھے۔ اور اوّل آخر اس کے اس درود شریف کو سات مرتبہ پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ النُّجُوْمِ فِی السَّمٰوٰتِ وَبِعَدَدِ اَلْطَافِكَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَذَالِكَ۔

اور وہ دائرہ یہ ہے جو اصل میں مدوّر تھا۔ کاتب نے بخیال صاف ہونے ارکان ہشت گانہ اسکو شکل مربع بنا کر لکھا ہے تاکہ جلد سمجھ میں آجاوے۔

گردش دورۂ رجال الغیب کے متعلق حضرت محبوب یزدانی بحساب ابجد ان اشعار کے درمیان بغرض آسانی طالبوں کے سمجھنے کے لئے منظوم فرمایا۔

اگر خواہی کہ بُدلا را بدانی از رہے قطباں　　حساب ابجد از حرفش شماری کن یقیں می داں

ا ط یو کد باگنی دان ٭ ز ید کب کط بشرقستان ٭ و کا کح را بداں

۱ ۹ ۱۶ ۲۴　　۷ ۱۴ ۲۲ ۲۹　　۶ ۲۱ ۲۸

الیسان ٭ ح یہ کج ل شمالستان ٭ ہ یج ک جانب بائب ٭

۸ ۱۵ ۲۳ ۳۰　　۵ ۱۲ ۲۰

د یب یط کز بغربستان ٭ ب ی یز کہ سوئے یرت ج یا یح کو جنوبستان

۴ ۱۲ ۱۹ ۲۷　　۲ ۱۰ ۱۷ ۲۵　　۳ ۱۱ ۱۸ ۲۶

اگر در کار بر بندی برآید کامت از یزداں　　ز اشرف مرجع ایشاں شنو از ضابطہ آساں

نقشہ رجال الغیبؒ

[illegible] ۲۵	غرب ۴ - ۱۲ - ۱۹ - ۲۷	[illegible] ۵
جنوب [illegible]	دائرہ رجال الغیب	شمال [illegible]
[illegible]	[illegible] [illegible]	[illegible]

حضرت محبوب یزدانی جس تاریخ سے حضرت شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات سے شرف ارادت حاصل کیا سفر و حضر میں کبھی مرشد کے شہر کی طرف پیر نہیں پھیلائے اور نہ کبھی اس طرف رخ کر کے تھوکا۔ اگرچہ سرحد ولایت مغرب میں دو ہزار کوس کی مسافت طے کی ہوتی تاہم لحاظ شہر مرشد ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ بارہ برس متفرق طور سے درگاہ عالم پناہ حضرت مخدومی مرشدی میں قیام فرمائے ہوئے تھے مگر کبھی سرزمین شہر جنت آباد عرف پنڈوا شریف میں پاخانہ پیشاب کو نہیں گئے۔

حضرت محبوب یزدانی چند ہمراہیوں کے ساتھ ایک راستہ سے گذرے۔ آپ کی نظر مبارک ایک کتے پر پڑی جس کو مثل سگ اصحاب کہف سمجھتے تھے اور فرمایا غالباً یہ وہی کتا ہے کہ جس کو میں نے حضرت مخدومی و مرشدی کے آستانہ پر دیکھا تھا۔ کمال آرزو سے زبان مبارک سے کتے کی طرف رخ کر کے فرمانے لگے۔ آؤ، آؤ۔

جب کتا قریب آیا اور آپ کے ساتھ ہولیا۔ جب اپنی قیام گاہ پر پہونچے کچھ کھانے کی قسم سے اپنے پیراہن مبارک کے دامن پر رکھ لیا اور کتے کو کھلانے لگے۔

مرشد کے نام سے یہ عشق تھا کہ ان کے گلی کے کتے کی یہ عزت کرتے تھے کہ تو تو کہہ کر نہیں پکارا۔ سچ ہے عشاق سے کب یہ ادائے مخالف ظاہر ہو سکتا ہے۔

شعر

ملک خصال پری وش فرشتہ رو کہتا   مجرم تھے جو سگِ یار کو میں تو کہتا

حضرت محبوب یزدانی اور حضرت حاجی چراغ ہند ظفر آباد میں جامع ظفر خاں میں باہم جلوس فرما تھے۔ ایک گروہ ڈاکوؤں کا آیا اور سب نے عرض کیا کہ حضرت ہم مرید ہوں گے لیکن اپنے اطوار ڈاکہ زنی کو نہ چھوڑیں گے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعد اظہار انکسار ان لوگوں کو حضرت حاجی صاحب کے سامنے پیش کیا کہ آپ ان کو مرید کیجیے۔

انھوں نے فرمایا کہ بیعت عبارت توبہ کرنے سے ہے۔ جب یہ اپنے فعل قزاقی کو نہیں چھوڑتے تو میں مرید کس طرح کروں۔

بعد اصرار بسیار جب حاجی صاحب انکار ہی کرتے رہے تو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب ہم جواں مردانِ راہ خدا سے ہیں تو سائل کو محروم نہیں کرتے۔ آؤ ہم تم کو مرید کرتے ہیں۔ اس گروہ مذکور نے جس وقت کہ حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ان پر ایسی ہیبت چھائی کہ بدن کانپنے لگا اور خود بخود اپنے جرائم سے توبہ کرنے لگے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعد مقراض رانی تاج فقران کے سر پر رکھا۔ حضور کے شرف ارادت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے ان کو توفیق سلوک عطا فرمائی ولی کامل فضیل زمانہ ہو گئے اور ان کو شرف خلافت سے مشرف کر کے واسطے ہدایتِ بندگان خدا کے اذنِ عام عطا فرمایا

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ میں کسی کو مرید نہیں کرتا جب تک کہ نام اس کا لوح محفوظ پر نہ دیکھتا کہ یہ بخشا ہوا ہے۔ بعض مریدوں کی نسبت فرماتے تھے کہ تم کو اور تمہارے فرزندوں کو تین پشت تک میں نے اپنے ارادت میں قبول کیا۔

جامع لطائف اشرفی ابو الفضائل مولانا نظام الدین یمنی فرماتے تھے کہ جزائر فلسطین میں میں حضرت کے ہمراہ تھا۔ بعض کفار پوشیدہ طور سے بخوف نصاریٰ حضرت کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ اور بیعت کی مہربانی سے ان کے حق میں فرمایا کہ تم کو اور تمہاری اولاد کو میں نے اپنی بیعت میں قبول کر لیا۔

نظم

میانِ ما و شما عہد در ازل رفت است ۔ ہزار سال بر آید ہماں نخستینی
مرا یقین است کہ بر تختۂ عقیدہ خویش ۔ بجائے مہر رخ من دگر تو نگزینی

حضرت محبوب یزدانی تقریباً اپنے اصحاب و احباب کے نسبت وقت جذبات سلوک فرماتے تھے کہ اشرف جہانگیر ہوں میں شیخ جاگیر سے کم نہیں جو انھوں نے فرمایا ہے۔ نہیں مرید کیا میں نے کسی کو جب تک نام اس کا لوح محفوظ میں اپنے مریدوں کے گروہ میں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ دی گئی ہے مجھ کو ایک تلوار کہ جو حد مغرب سے مشرق تک پہونچے اشارہ کروں پہاڑوں کی طرف تو گر پڑیں پہاڑ۔

بابا حسین خادم اور مولانا عزیز الدین شجرہ نویس اور شیخ یحییٰ کلاہ دار یوم عید رمضان ۷۷۰ھ مقام روح آباد میں تھے کہ ایک جماعت کثیرہ اطراف و جوانب قریب دس ہزار آدمیوں کے حضرت محبوب یزدانی کے دست مبارک پر شرف ارادت سے مشرف ہوئے تمام مریدوں کے نام حسب دستور دفتر میں لکھے جاتے تھے۔ جب دفتر مریدوں کا بہت ہو گیا۔ خدام والا نے عرض کیا کہ کثرت دفتر مریدان و خلفاء اس قدر ہے کہ اس کی محافظت مشکل ہوتی ہے۔

فرمایا کہ مریدوں کا دفتر اٹھا لاؤ۔

لوگوں نے حاضر کیا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک میں دفتر کو اٹھایا اور ایک ایک ورق پانی میں دھونے لگے اور فرمایا کہ میں نے نامۂ اعمال گناہوں کے ان کے دھو دیئے اور دفتر مغفوراں میں ان کے نام لکھے گئے۔ حق تعالےٰ سے میں نے خواہش کی ہے کہ کوئی شہر اور کوئی زمین اور کوئی جنگل پورب پچھم اتر دکھن میں نہ ہوگا کہ مریدان و خلفائے اشرف وہاں نہ دیکھے جائیں۔ مگر دوزخ میں کوئی نظر نہیں آئے گا۔ یہ استدعا میری حق تعالےٰ نے اپنی عنایت و کرم سے قبول فرمائی۔

شعر

ہر آنچہ از خدا خواستم زہے قیاس ۔ خدا داد و ہر داد کردم سپاس

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ جب یہ فقیر اپنے شیخ اور مرشد مولانا علاؤ الحق والدین گنج نبات

طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کی خدمت عالی میں فیضان اور برکات ظاہری اور باطنی اور طے منازل سلوک سے مشرف ہوا۔ حضرت شیخ کے پاس علاوہ اپنے مرشد کے تبرکات کے اور ملبوس جو مشائخ زمانہ سے ملے تھے وہ سب مجھ کو عنایت فرمائے اور میں نے حضرت شیخ کا خرقہ اپنے پاس رکھا اور باقی تبرکات کو حضرت کے خلفاء اور مریدان با اختصاص کو تقسیم کرنا شروع کیا بعض لوگ حسد سے کہنے لگے کہ اولیاء اللہ کے لباس کوئی اس طرح سے پاتے دیر نہیں ہوئی دوسروں کو اسی وقت تقسیم کیا کرتا ہے۔

یہ بات حضرت مرشد کے گوش مبارک تک پہونچی۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر کوئی کام نہیں کرتا جو بے معنیٰ ہو سید سے دریافت کر لو۔

لوگ مجھ سے پوچھنے لگے۔

میں نے کہا: جامہ عین مرشد ہے یا غیر۔ اس واسطے کہ جامہ بمنزلہ عرض کے ہے تو غیر ہوا۔ اور پیر کی نظر غیر پر نہیں ہے۔ مرید تابع صفات پیر ہے۔ اگر اس فقیر نے عوارضات پر میل کیا اور اکتساب صفات پیر کیا۔ کیوں کہ جس نے اکتساب صفات پیر کیا ہو اس کو پیر کے ساتھ کیا خاصی نسبت ہے۔

جب یہ گفتگو باہمی پھر حضرت شیخ کے گوش مبارک تک پہونچی نسبت محبوب یزدانی کلمات تحسین اور آفریں فرمائے اور آپ کے حق میں دعا کی کہ دولت اشرفی کا شہرہ اور شوکت سنگرفی کا آوازہ مشرق سے مغرب تک پہونچے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ شان ہر خرقہ پوش کی نہیں۔ مجھ جیسا لینے والا اور حضرت مخدومی سا دینے والا ہو۔ عموماً اگر کوئی شیخ سے خرقہ پائے تو بجان و دل اس کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ جب میں سفر کالنورا سے لوٹا تو راستہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہو گئی۔ بڑے صاحب جذب تھے۔ دیار ہندستان میں ان سے بڑھ کر درویش قوی جذبہ میں نے نہیں دیکھا۔ اس زمانہ میں قدم بقدم انبیاء کے چلنے والوں میں ان سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ اور شان مشائخ پوری ان میں دیکھی گئی حضرت محبوب یزدانی

کو اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور اپنی گدڑی جو اگلے بزرگوں سے آپ کو ملی تھی حضرت کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ آپ ہی ہیں جو خزانہ شیخ علاؤ الحق والدین آج لوٹ لائے اور ان کے بستان استعداد کو خشک کر دیا۔

حضرت محبوب یزدانی کا گذر ایک شہر اطراف سیلان میں ہوا وہاں کا بادشاہ بکمال نیازمندی پیش آیا اور عرض کیا کہ اس موسم برف میں حضور چندے یہاں قیام فرما دیں۔ حضرت نے درخواست بادشاہ قبول فرمائی۔ محل شاہی میں ٹھہرانا چاہتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ فقرار کے واسطے مسجد میں ٹھہرنا بہتر ہے۔ جامع مسجد جو مقام سردی سے محفوظ تھا اور صحن بھی اس کا وسیع تھا وہیں قیام فرمایا۔ اور جب مستقل ارادۂ قیام ہوا تو قصر توڑ دیا۔ فرمایا کہ جب چندے یہاں قیام کرنا ہے تو حجرۂ مسجد میں چلہ کی نیت سے بیٹھ جاؤں۔

اصحاب نے عرض کیا حضور مالک ہیں جو مرضی ہو۔

وقت افطار خدام حضرت ایک روٹی لاکر پیش کرتے یہاں تک کہ چلہ پورا ہو گیا۔ جب وہاں سے سفر کی تیاری کی اور اسباب سفر باندھنے لگے۔ لوگوں نے دیکھا کہ چالیس روٹیاں جو روزانہ پیش کرتے تھے بدستور رکھی ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ایک بار حضرت غوث الثقلین سیدی محی الدین عبدالقادر جیلانی نے عہد کیا تھا کہ کھانا خود نہ کھاؤں گا جب تک کوئی لقمہ میرے منہ میں نہ ڈالے گا اور پانی نہ پیوں گا جب تک کوئی دوسرا شخص نہ پلائے گا اور چالیس روز آپ بے آب و دانہ رہے۔ اس کے بعد ایک شخص آیا اور کھانا لاکر سامنے رکھ دیا اور چلا گیا۔ قریب تھا کہ تقاضائے نفس ہاتھ کھانے پر پڑتا۔ مگر دل میں خیال آیا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ بغیر کھلائے نہ کھاؤں گا بھوک کے غلبہ میں جو خدا سے عہد کیا ہے نہ توڑوں گا۔ میں نے سنا میرے باطن سے آواز فریاد آتی تھی الجوع الجوع۔ یکایک میرے مرشد شیخ ابو سعید مبارک المخذومی قدس سرہٗ میرے پاس تشریف لائے۔ آواز باطنی میری سن کر فرمایا:۔

عبدالقادر یہ کیا ہے

آپ نے عرض کیا کہ یہ آواز اضطراب نفس کی ہے لیکن روح میری برقرار ہے خدا کے

مشاہدہ میں۔

حضرت شیخ اٹھے اور غوث پاک سے فرمایا کہ میرے گھر چلو اور یہ کہہ کر چلے گئے۔
میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ باہر نہ جاؤں گا۔ یکایک حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اٹھو اور شیخ ابوسعید کے سامنے جاؤ۔ جب میں گیا دیکھا کہ حضرت شیخ دروازہ پر میرے انتظار میں کھڑے ہیں۔ فرمایا اے عبدالقادر جو میں نے کہا تھا کیا تمہارے لئے کافی نہ تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کے کہنے پر آئے۔

مجھ کو گھر کے اندر لے گئے اور جو کچھ کھانا منگوایا تھا لقمہ لقمہ میرے منہ میں رکھا۔ یہاں تک کہ میں آسودہ ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے مجھ کو اپنا خرقہ پہنایا اور اپنے فیض صحبت سے مشرف کر کے مجھ کو اجازت اور صداقت عطا فرمائی۔ جس طرح سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم حضرت غوث الثقلین قدس سرہ تھے۔ اور آپ کو روح پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ بغداد میں بزبان عربی وعظ کہا کرو۔ توجہ روحانیہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت غوث پاک اس فصاحت کے ساتھ زبان عربی میں وعظ فرماتے کہ ہر ایک اہل عرب عش عش کر جاتے۔ انہیں ولی العجمی کے اسمائے گرامی نو دو نہ نام حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز قدس سرہ سے بزبان عربی جمع کئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عبدالقادرؒ مریدؒ کریمؒ عظیمؒ شریفؒ ظریفؒ امامؒ ہمامؒ ناسکؒ مومنؒ موقنؒ منعمؒ مکرمؒ طبیبؒ مطیبؒ جوادؒ منقادؒ قائمؒ صائمؒ دائمؒ عابدؒ زاہدؒ ساجدؒ واجدؒ جلیؒ حنبلیؒ تقیؒ نقیؒ کاملؒ باذلؒ ذکیؒ صفیؒ جمیلؒ جلیلؒ تامؒ سعیدؒ رشیدؒ سخیؒ وحیؒ بارؒ ستارؒ نقیبؒ نجیبؒ خاضعؒ خاشعؒ صاحبؒ ثابتؒ وارثؒ حارثؒ وارعؒ بارعؒ فائقؒ لائقؒ راسخؒ شامخؒ ولیؒ حفیؒ طاہرؒ ظاہرؒ مطیعؒ منیعؒ لبیبؒ حبیبؒ شاہدؒ راشدؒ مرادؒ قائلؒ نصیرؒ منیرؒ سراجؒ تاجؒ فاتحؒ مقربؒ مہذبؒ خلیلؒ دلیلؒ صادقؒ حاذقؒ سلطانؒ برہانؒ حسنیؒ حسینیؒ عالمؒ عادلؒ حاکمؒ مبینؒ معینؒ متینؒ مصباحؒ مفتاحؒ شاکرؒ ذاکرؒ ملاذؒ معاذؒ صالحؒ ناصحؒ واضحؒ ولد رسول اللہؐ

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

یہ اسمائے پاک غلامان سلسلۂ عالیہ قادریہ بطور وظیفہ کے روزانہ پڑھنے میں عجیب و غریب برکات اور فیضان سے مشرف ہوتے ہیں اور محض آپ کے نام نامی کے ذریعہ سے جو التجائیں کرتے ہیں ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اس جامع رسالہ ھٰذا کو بعض بزرگوں سے اجازت ملی ہے کہ جو کوئی بعد نماز عشاء کسی حاجت اور مراد کے لیئے ہر شب ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ اول آخر درود قادریہ گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اس کے بعد بارگاہ الٰہی میں بوسیلہ حضرت غوث پاک دعا مانگے انشاء اللہ چلہ ختم ہونے سے پہلے مقصد حاصل ہوگا۔ اجازتِ شیخ سے پڑھنا با اثر ہوتا ہے۔ درود غوثیہ یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

حضرت محبوب یزدانی کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ نے خرقہ حضرت محبوب سبحانی کا پہنایا جو آپ کو حضرت خواجہ عبید غیثی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ ان کو حضرت شیخ فاضل بن عیسیٰ سے عطا ہوا اور ان کو حضرت قطب الیمن ابو الغیث ابن جمیل قدس سرہٗ سے اور ان کو حضرت شیخ علی افلح قدس سرہٗ ان کو حضرت شیخ علی حداد قدس سرہ اور ان کو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملا تھا۔ اور حضرت محبوب یزدانی بھی سراپا نشان حضرت محبوب سبحانی کی پائی تھی۔ چوں کہ محبوب سبحانی قدم بقدم نبی العربی کے تھے لہذا ان کو اسمائے پاک بھی عربی زبان میں حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے جمع کیا۔ چوں کہ مردان غوث کے نو دو نہ نام ہوتے ہیں۔ حضرت محبوب یزدانی اول تو آپ کی خواہر عفیفہ بی بی نصیبہ کی اولاد سے تھے، دوئم صورت اور شمائل اور خوارق وعادات سے بھی آپ ولی العجمی حضرت محبوب سبحانی کی شان میں پیدا کیئے گئے اور نشانی ولی العجمی سراپا ظاہر ہے ان کا نام زبان عجمی میں وظیفہ زبان مریدان خاندان رہتا ہے۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے بھی نو دو نہ نام ہیں جو سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کے مریدان کے ورد زبان رہتا ہے بزبان فارسی جمع کیا:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٰہی بحرمت سید اشرف، میر اشرف، جہانگیر اشرف، مخدوم اشرف، حاجی

اشرف، حاجی الحرمین اشرف، غازی اشرف، محبوب اشرف، محبوب یزدانی اشرف، تاج محبوبان اشرف، شیخ اشرف، شیخ الاسلام اشرف، قطب اشرف، قطب الاقطاب اشرف، غوث اشرف، غوث العالم اشرف، ہادی اشرف، شیخ الاسلام اشرف، ہادی اللہ اشرف، کریم الطرفین اشرف، فرزند فاطمۃ الزہرا اشرف، اولاد علی المرتضیٰ اشرف، نبیرہ احمد مجتبےٰ اشرف، نواسہ محمد مصطفےٰ اشرف، کلام کنندہ درگاہ یزداں اشرف، شنوندہ کلام سبحان اشرف، عاشق اشرف، عاشق عاشقاں اشرف، نہنگ اشرف، نہنگ ہفت دریا اشرف، شاہ اشرف، شاہ شاہانِ اشرف، فقیر اشرف، فقیر الفقراء اشرف، غریب اشرف، غریب الغرباء اشرف، مسکین اشرف، مسکین مسکینانِ اشرف، سلطان اشرف، سلطان سلطانانِ اشرف، مقبول اشرف، مقبول درگاہ اشرف، جہاں گشت اشرف، روشن ضمیر اشرف، رہنما اشرف، حضرت اشرف، حضرت قدوۃ الکبریٰ اشرف، عنایت اللہ اشرف، شکر اللہ اشرف، محبوب اللہ اشرف، اولیاء اللہ اشرف، نعمت اللہ اشرف، اسرار اللہ اشرف، عاشق اللہ اشرف، عالمگیر اشرف، برہان الدین اشرف، جمال اشرف، جمال اللہ اشرف، جلال اشرف، جلال اللہ اشرف، کمال اشرف، کمال اللہ اشرف، عابد اشرف، زاہد اشرف، ولی اشرف، بادشاہ اشرف، امیر اشرف، عالم حقانی اشرف، عارف ربانی اشرف، مرشد ثقلین اشرف، خادم الفقراء اشرف، مرشد اشرف، دستگیر اشرف، صاحب کونین اشرف، کامل اشرف، عالم اشرف، عامل الطریقت اشرف، سر حلقہ ذاکراں اشرف، تاج الدین اشرف، گنج اسرار اشرف، کبیر اشرف، امام الدین اشرف، فاضل اشرف، ذکر اللہ اشرف، فناء الحقیقت اشرف، فنافی اللہ اشرف، کریم اشرف، رحیم اشرف، بصیر اشرف، علیم اشرف، سمیع اشرف، ستّار اشرف، اوّل اشرف، آخر اشرف، ظاہر اشرف، باطن اشرف، غفار اشرف، کارساز اشرف، کارساز از ہمہ نیاز اشرف یا خدا ہم راز اشرف، اغثنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات بحق سیّدنا محمد والہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی خیر

خلقہ سیدنا محمد والہ اجمعین الی یوم الدین

اور اس خاندان اشرفیہ میں جس میں نسبتیں سلاسل چشتیہ اور قادریہ دونوں شامل ہیں۔ جس طرح حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے نام نامی کا وظیفہ کرنے سے مراد مندوں کی مراد حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ شعر حضرت حاجی عبدالرزاق نورالعین کا فرمودہ ہے کہ مواظبت سے طالبوں کی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ مجھ کو اپنے بزرگان خاندان سے اس کی اجازت دو سو مرتبہ بعد عشا پڑھنے کی ملی ہے۔

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نمائی　　　　درہائے بستہ راز کلید کرم کشائے

اول آخر اس کے درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ اس کے بعد اپنی حاجت مراد کی دعا مانگے۔ میں اس کی اجازت عام طور سے اپنے مریدان اور محبان برادران اسلام کو بخوشی بخش دیتا ہوں۔ اس میں کسی طرح کا پرہیز وغیرہ نہیں ہے صرف پابندی وقت عشا ر کی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی کے فضائل مخصوصہ کا بیان کچھ آسان نہیں۔ محض بغرض استفادہ طالبین خاص خاص فضائل لکھے گئے کہ ناظرین اس فیض سے محروم نہ رہیں اور جامع رسالہ ہٰذا فقیر اشرفی کے لئے دعائے آمرزش کریں کہ حق تعالےٰ بہ طفیل اپنے خاص بندوں کے انجام بخیر کرے اور دنیا سے باایمان لے جائے۔

آٹھواں صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کے عجائب و غرائب حالات سفر کے بیان میں

قال الاشرف ما رأیت من غرائب الموجودات و عجائب المخلوقات لوکشفتہا لا یصدق بعضہم۔

قطعہ

شاہ اشرف کے سفر کا واقعہ مختصر لفظوں میں آتا ہی نہیں
یاں نظر ہے اپنی سوئے اختصار بحر کوزہ میں سماتا ہی نہیں

ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ نے پورے تیس سال تک ساری دنیا کا سفر کیا اور جو حیرت انگیز واقعات آپ کے مشاہدوں میں آئے ان کا تحریر میں لانا اور بیان کرنا ممکن نہیں۔ اگر ان کو کامل طور پر لکھا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے۔ تاہم انتخاباً کتاب لطائف اشرفی یعنی ملفوظات اشرفی سے مختصر حالات عجیبہ کا عطر کھینچ کر ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے یقین ہے کہ اس کی عطر بیز خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو معطر فرمائیں گے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہم ایک دریا کے ٹاپوں میں پہونچے۔ تھوڑے آدمی ساتھ تھے۔ جزیرہ کے دامن کوہ میں ایک درخت تھا جس کو شجرۃ الوقواق کہتے ہیں اور اکثر لوگ عجائب الآفاق کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے پتے مثل خوان کے چوڑے تھے۔ وہ نہایت تناور درخت تھا اور اس کی شاخیں بہت دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ شاخوں کی نوکوں پر آدمی پھلے ہوئے تھے ان کی ناف سے شاخیں لگی ہوئی تھیں وہ حرکت

کر کے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر بیٹھ جاتے تھے اور وہ آپس میں ایسی باتیں کرتے تھے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ ایک دن اس درخت کے نیچے قیام کیا کہ دیکھیں یہ لوگ کیا کھاتے ہیں۔ جب شام کا وقت آیا عجیب وغریب صورت کے پرندوں نے اس درخت پر بسیرا کیا جو اپنی چونچوں میں کچھ میوے لئے ہوئے آئے اور درخت کے شاخوں پر بیٹھ کر کھانے لگے اور درخت کے بڑے بڑے پتے تھے جو میوہ ان کی چونچ سے گرتا وہ پتوں پر ٹھہر جاتا اور وہ آدمی جو درختوں پر پھیلے ہوئے تھے اٹھا اٹھا کر کھاتے۔ اس میں سے کچھ میوے درخت کے نیچے گرے۔ دیکھا تو وہ عمدہ قسم کے انگور تھے۔ سبحان اللہ! خداوند تعالےٰ کی کیا رزاقی ہے کہ ہر شخص کو ہر مقام پر روزی پہونچاتا ہے۔

قطعہ

زہے حکیم و رحیم و کریم آں قادر | کہ خلق کرد عجائب غرائبِ آفاق
بخوان برگ نہادہ زمیوہ رزق دہد | بہ پیشِ مردمِ اثمار شجرۂ الوقواق

اس دیار کے رہنے والوں سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کس طرح مرتے ہیں۔ تو انھوں نے بیان کیا کہ جب ان کی ناف سے شاخ علاحدہ ہو جاتی ہے تو وہ مردہ ہو کر گر پڑتے ہیں۔۔۔۔۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میں جزیرۂ صحف میں پہونچا جو بہت وسیع تھا۔ اور اس کا میدان طرح طرح کے ثمردار اشجار سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے وہاں ایک مکان پایا جو صاف ستھرا تھا لیکن متاعِ دنیا سے خالی تھا۔ ایک ساعت اس مکان میں بیٹھا۔ ایک گروہ سیاہ پوشوں کا پہونچا۔ ہر چند ان سے بات چیت کی مگر جواب نہ دیا۔ نہایت کوشش کے بعد یہ جواب دیا کہ سیاہ پوشوں کے اسرار شہر مدھوشان میں معلوم ہوں گے۔ بہ ارادہ سفر کمر باندھ کر شہر مدھوشان کی طرف روانہ ہوئے۔ دس منزل راہ طے کر کے اس شہر میں پہنچے دیکھا کہ اس شہر کے سب آدمی مثل چاند کے حسین تھے اور ان کے رخسار ایسے خوب صورت تھے جیسا کہ حضرت نظامی گنجوی نے کتاب ہفت پیکر میں شرح کی ہے۔ میں نے چاہا کہ اس

شہر میں کچھ قیام کروں مگر نورالعین نے نہیں جانے دیا۔ ان عجائب میں سے جو دیکھا وہ یہ ہے کہ جو کوئی وہاں کے لوگوں کی ملاقات سے مشرف ہوا وہ دولت عشق سے بہرہ مند ہو کر آیا۔

رُباعی

دیدن روئے دوست ہر کس را   اثرے دارد از کم و بسیار
ہم چوں آں نافۂ کہ نفحہ خوش   می دہد بر ہمہ یمین و یسار

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ میں نواحی ایلاق میں پہونچا تو اس شہر کے کنارے ایک دریا جاری ہے۔ دریا کے کنارے پر شہر آباد ہے۔ ایک عمدہ طور پر بنایا گیا ہے۔ جب ہم اس شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس شہر کے رہنے والی سب عورتیں تھیں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس شہر میں مرد کا وجود ہی نہیں۔ جس کی قسمت میں اولاد ہوتی ہے وہ عورت بعد ایام حیض دریا میں غسل کرتی ہے اور خدا کی قدرت سے حاملہ ہو جاتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے سوائے لڑکی کے لڑکا نہیں پیدا ہوتا۔

قطعہ

چہ خالقے کہ وجود از عدم ہویدا کرد   بیافرید بہر گونہ از اناث ذکور
اگرچہ واسطہ خلق مرد و زن آمد   ولے بجائے کہ جز زن نمی شود منظور

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سفر راہ سیلان میں ایک جگہ ٹھہرے جہاں تین دن تک کوئی آنے جانے والا دکھلائی نہ دیا جس سے کہ راشتہ کا پتہ دریافت کیا جائے جب ہمراہیان بھوک و پیاس سے بے حد پریشان ہوئے۔ درخت کش کے نیچے اترے اور یاروں نے اپنے اسباب اتارے۔ ایک ساعت بیٹھے تھے کہ ایک چیونٹی چوہے کے برابر آئی اور حضرت کے نزدیک بیٹھی اور اس کے اور حضرت کے درمیان کچھ باہمی اشارے ہوئے ہمراہیوں کو گمان ہوا کہ اشاروں میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد چیونٹی چلی گئی۔ حضرت محبوب یزدانی معمولی طور سے جلوس فرماتے تھے۔ ایک پہر کے بعد چیونٹی آئی اور

حضرت کی طرف اشارہ کیا۔ آپ مع ہمراہیان روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور چل کر جس درخت کے نیچے چیونٹ کا مسکن تھا، چالیس ڈھیر مٹھائی کے چنے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر بڑا تھا جس پر حضرت کو بٹھایا اور باقی سب ڈھیر برابر تھے۔ ہر ہمراہی کو ایک ایک ڈھیر پر بیٹھایا اور حضرت نے ہر شخص کو کھانے کی اجازت دی۔ سب لوگ شوق کے ساتھ کھانے لگے۔ جب کھا چکے چیونٹی نے التماس فاتحہ کیا۔ بعد پڑھنے فاتحہ کے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ چیونٹی حضرت کے ہمراہ آپ کی قیام گاہ تک پہونچانے آئی۔ حضرت نے اس کو قیام گاہ سے رخصت کیا جب چیونٹی چلی گئی حضرت نور العین نے پوچھا۔

حضرت نے فرمایا یہ چیونٹی چیونٹیوں پر بادشاہی کرتی ہے۔ ایک روز ایک امیر اس جنگل میں شکار کے لئے آیا اس کے پاس کھانے کا توشہ بہت تھا۔ اس مقام پر ٹھہر اکھانے کے بعد جو کچھ مٹھائی بچی تھی چیونٹیوں کے سوراخ پر ڈال دی۔ چیونٹیوں کے بادشاہ نے سب مٹھائی جمع کر رکھی اور دل میں یہ ارادہ کیا کہ یہ مٹھائی محفوظ رکھوں جب کوئی مہمان عظیم الشان یہاں آئے تو اس کی ضیافت مورانہ کروں۔ حق تعالےٰ نے جماعت فقرار کو یہاں پہونچایا چیونٹی نے ضیافتِ مورانہ کی جیسا کہ دیکھا گیا۔

شعر

دیکھئے لطف لطف یزداں کا　　　کام چیونٹی کرے سُلیماں کا

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب ہم جبل الفتح میں پہونچے ایک جماعت درویشوں کی پائی کہ متوکل رہتے تھے اور تیس برس سے متوکلانہ بسر کرتے تھے۔ ایک چلہ کرنے کا اتفاق ہوا جب خدا کے کرم سے چلہ پورا ہو گیا اس جماعت کے لوگ ملاقات کو آئے اور بہت کچھ بشارتیں دیں اور ان لوگوں کے درمیان شیخ ابو الغیث نے کہ اس جماعت کے پیشوا تھے حضرت کو ایک پتھر ہدیہ پیش کیا۔ اس کی صفائی ایسی تھی جو کسی جواہر میں نہ ہو گی اور اس پتھر کے خواص کا بیان حد سے زیادہ کیا۔ ایک یہ کہ اگر کوئی مسافر کمر میں باندھے ہرگز ہرگز ماندہ نہ ہو اور پیاس کی حالت میں اگر منھ میں رکھے تو تسکین ہو جائے۔ اور اسی طرح بھوک کی حالت میں منہ

میں رکھنے سے بھوک نہ رہے اور اسی طرح بہت سے خواص بیان کئے۔ حضرت نے بپاس خاطر ان کی لے لیا۔ جب آستانۂ روح آباد میں تشریف لائے وہ پتھر اپنے خلیفہ خاص حضرت ملک الامرا ملک محمود ساکن بھڈونڈہ کو عنایت فرمایا۔ بعض اصحاب نے اس پتھر کے واسطے حضرت سے التماس کیا حضرت نے فرمایا کہ جس کو عنایت کیا گیا اس کے مناسب تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے وہاں کے اور معائنات کا ذکر کیا کہ جبل الفتح کے دامن کوہ میں تین درویش رہتے تھے۔ وقت افطار دس روٹی ایک جام شربت غیب سے آتا تھا۔ اگر کوئی مہمان آگیا تو اسی روٹی میں سے ان کو بھی تقسیم کرتے۔ ایک آدمی ان میں سے حضرت کے ہمراہ آیا اور بہت کچھ خدمت کی۔ طرح طرح کے مقاماتِ فقر سے مشرف ہوا۔ وجہ التسمیہ جبل الفتح یہ ہے کہ جس درویش کو راہ فقر میں کامیابی نہیں ہوئی جبل الفتح میں چند مدّت اعتکاف کر کے کامیاب ہوا۔

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ایک جزیرہ کے جنگل میں جاتے تھے کہ ایک پیر والے آدمیوں کی جماعت دکھائی دی۔ نہایت تیزی کے ساتھ چلتے تھے ہماری جماعت کو نہایت تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کی زبان سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ آخر ان کے اشارے اور کنایہ سے معلوم ہوا کہ کمال تعجب سے یہ پوچھتے تھے کہ آپ لوگ دو پیر سے کیونکر چلتے ہیں۔ آخر ان کے دین و مذہب کے بابت دریافت کیا گیا کہنے لگے کہ ہم میں دین و مذہب نہیں ہے اور نہیں جانتے کہ دین و مذہب کیا چیز ہے لیکن اس قدر جانتے ہیں کہ ایک کاریگر زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ اکثر جنگل کے پھلوں پر بسر کیا کرتے تھے ان کی اولاد کی پیدائش ہم لوگوں کی طرح تھی۔ بعض لوگ اس گروہ کو نسناس کہتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت نسناس وہ لوگ ہیں جو خدا کو نہیں پہچانتے۔

رُباعی

اگرچہ ثمرۂ وقواق را خلق یعالم مردم نسناس گویند
ولیکن در حقیقت اے برادر زنہ شناسی خدا نسناس گویند

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ دکھن کے سفر میں جب شہر گلبرگہ میں گذر ہوا اس دیار کے دامن کوہ میں ایک عزیز گوشہ نشین تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سات سَو برس کی عمر رکھتے ہیں۔ اگلے زمانہ کی عجائب و غرائب باتیں کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ اس کا عجیب خاصہ تھا کہ جب اس کے نگینہ کو اپنی طرف کرتے لوگوں کی نظر سے غائب ہو جاتے اور جب نگینہ اس کا باہر کی طرف کرتے آپ ظاہر ہو جاتے۔ وقت رخصت ایک شغل کی تعلیم فرمائی کہ جس کے فوائد شرح و بیان سے باہر ہے۔ اور وہاں کے آدمی نہایت خوب صورت تھے۔ فرزند عبداللہ ان میں سے ایک خوب رو پر عاشق ہو گئے یہاں تک کہ چالیس روز تک ان سے کھانا پینا چھوٹ گیا۔ دوسرے سفر میں جب وہاں جانا ہوا' ان کو اس دام محبت و عشق سے خلاص کیا۔

رُباعی

ہر کہ دریں سلسلہ زنجیر شد — بر سر او رنگِ جہاں میر شد
شیر صفت یابد کوہ بگسلد — سلسلہ را کہ جہانگیر شد

اس دیار میں ہر جگہ عمدہ باغات اور نفیس کیاریاں بکثرت تھیں۔ حضرت محبوب یزدانی گلبرگہ کو گلبرکہ فرمایا کرتے تھے۔

★ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ بیت المقدس میں جب مقابر و مقامات متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہو چکا تو جو فیض کہ وہاں ارواح الانبیاء علیہم السلام سے پایا کہیں میسر نہ ہوا کیوں کہ اکثر انبیاء علیہم السّلام اس سرزمین میں مدفون ہیں۔ بالخصوص زیارت مقبرہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہٗ وہاں جاکر حاصل کی۔ آستانۂ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر لنگر جاری رہتا ہے جو فقراء کو تقسیم ہوتا ہے فائدہ۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا لکھتا ہے کہ ۱۳۳۰ھ میں جب میں بیت المقدس حاضر ہوا وہاں سے گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر معہ عزیزی حاجی سید نثار حسین صالح پوری دو پہر کے عرصہ میں مقام قصبہ خلیل الرحمان میں پہونچا۔ عجیب بابرکت بافیض جگہ تھی۔ علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور ان کی زوجۂ مقدسہ بی بی سارا اور ان کے فرزند حضرت اسحٰق

اور ان کی زوجۂ مقدسہ اور حضرت یعقوبؑ معہ زوجہ و حضرت یوسف علیہم السّلام کے مزارات ہیں یہ سب ایک ہی مسجد میں واقع ہوئی ہیں۔ اس مسجد میں ایک غار ہے جس کو غار انبیاء کہتے ہیں اس کے اندر بارہ ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ یہ غار ہر طرف سے بند ہے۔ ایک روزن میں ایک موم بتی کی لالٹین جلا کر لٹکاتے ہیں اس وقت مزارات کی زیارت ہوتی ہے۔ اس مسجد میں پہاڑ سے ایک چشمہ لا کر جاری کیا ہے۔ یہ قصبہ خلیل الرحمٰن ایک آباد اور پر فضا مقام ہے۔ بیرون قصبہ میوہ جات کے باغات بکثرت ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ طوافِ مسجد اقصیٰ میں ہزار مرتبہ نزول رحمت الٰہی ہوتا ہے۔ جو کوئی وہاں کے شرف طواف سے مشرف ہوا انسان ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ **فائدہ۔** وسط حرم میں صخرہ شریف جس کو سنگِ معلق کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک وہ پتھر بے لاگ زمین سے ڈھائی گز اونچا معلق تھا۔ سلطان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں شاہزادی زیارت کے لئے صخرہ شریف کے پاس نیچے گئیں اس خوف سے کہ میرے اوپر یہ پتھر نہ گر پڑے اس کا حمل ساقط ہو گیا۔ سلطان مذکورہ نے سنگ معلق کے گرد ایک پتلی سی دیوار چنوا دی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر اس دیوار پر رکھا ہوا ہے۔ جب میں نے بغور دیکھا تو دو تین انگل ہر طرف دیوار سے علٰحدہ ہے۔ اور یہ پتھر داہنی پشت ہے۔ اس کے بیچ میں ایک ایسا گول سوراخ ہے جس سے ایک آدمی نکل سکتا ہے۔ اس کو دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی دبازت قریب ڈیڑھ گز کی ہو گی اور صخرہ شریف کے نیچے محراب داؤد علیہ السلام کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے۔ اور مقام عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مقام عبادت حضرت خضر علیہ السّلام کی جگہ واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ صخرہ شریف کے نیچے جب واسطے نفل ادا کرنے کے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو جس وقت فرمایا السّلام علیک یا صخرۃ اللہ تو سنگ صخرہ شریف میں سے ایک زبان سنگ سفید مثل سنگ مرمر کے نکل آئی اور جواب دیا وعلیک السّلام یا حبیب اللہ اب تک وہ زبان سنگ مرمر کی ظاہر ہے اور بعد ادائے نوافل اسی راستہ سے جو صخرہ شریف کے بیچ میں مدوّر سوراخ ہے بطرف آسمان عروج فرمایا۔ اور اس سوراخ کے سامنے بیچ

زمین میں بیرالارواح کے نام سے ایک مدوّر سوراخ ہے پشت صخرہ شریف پر نشان قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نشان سم براق اب تک موجود ہے۔ صخرہ شریف کے شمال کو اندر احاطہ حرم مزار سلیمان علیہ السلام ہے اور مسجد اقصیٰ صخرۃ اللہ سے سمت جنوب تہہ خانہ میں واقع ہے۔ اس میں زیارت مہد عیسیٰ علیہ السلام کی ہوتی ہے اور اکثر انبیاء علیہم السلام کی عبادت کی محراب اس میں بنی ہیں۔ ایک ستون اس مسجد کا میں نے دیکھا ہے جو چار آدمیوں کے حلقہ میں نہ آسکے اوپر ایک ڈال پتھر دس گز کا لانبا تھا۔ خدام حرم نے بتلایا کہ اس پتھر کو ایک دیونی اٹھا لائی تھی اور سلیمان علیہ السلام سے عذر کیا کہ میں اس وقت بوجہ حاملہ ہونے کے کمزور ہوں ورنہ اس سے بھاری پتھر لاتی۔

اس مسجد کے اندر ایک محراب سمت کعبہ شریف جس کو قبلتین کہتے ہیں بنی ہوئی ہے اس محراب میں کعبۃ اللہ شریف کی طرف شب معراج میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور تمام انبیاء نے اقتدا کی

صخرہ شریف کے اوپر سلطان عمر بن عبدالعزیز نے ایک قبہ عالیشان بنوا دیا ہے اس قبہ کے اندر حنفیوں کی اوقات خمسہ میں جماعت ہوتی ہے۔ وسط صحن حرم میں بالائے کوہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ اب تک لوگ اس کا پانی پیتے ہیں۔ شہر کے اندر ایک مسجد کے بغلی کمرہ میں داؤد علیہ السلام کے مزار کی زیارت ہوتی ہے۔ بالائے کوہ جو طور کے نام سے مشہور ہے۔

اسی شہر کے کنارے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصائے مبارک کا نشان زیارت گاہ ہے اور ایک جانب قمیر علیہ السلام نبی کا مع ان کی ذرّیت کے مزار ہے۔ اس مسجد اقصیٰ کی چھت پر بزمانہ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسجد سمت کعبہ شریف بنائی گئی ہے اور اسی مسجد میں مذہب شافعی والوں کی جماعت اوقات خمسہ میں ہوتی ہے۔ اور نماز جمعہ کی امامت امام مذہب حنفی کرتا ہے۔

نشان عصائے موسیٰ علیہ السلام کے قریب نشانِ قدم عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت بھی ہے اور اسی مقام پر بی بی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا مزار ہے۔ اور اسی مقام پر مزار سیّد محمد علی

حسینی ولی اللہ کا مزار ہے۔ اسی جگہ حضرت مریم علیہا السلام کی زیارت ہوتی ہے جو احاطہ حرم کے دروازہ میں ہے اور اسی قبہ کے متصل ایک طلائی گرجا شاہ روس کا بنایا ہوا ہے۔ حرم شریف سے جنوب کی طرف اندرون شہر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمہ کا تکیہ ہے۔ اہل بخارا اور سمرقند اس تکیہ میں آ کر ٹھہرتے تھے۔ سلطان روم کی طرف سے یہاں لنگر جاری رہتا ہے۔ اس تکیہ سے سمت مغرب و جنوب تکیہ فریدی حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ صحن تکیہ میں ایک مسجد ہے اور حجرہ کے تہہ خانہ میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے چلہ کشی کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ یہاں بھی مساکین و غربار کے لئے سلطان کی طرف سے لنگر جاری رہتا ہے۔ کچھ جائداد اس تکیہ کے لئے وقف ہے۔ متولی تکیہ ہمیشہ ایک ہندی آدمی مقرر کرتا ہے۔ جب یہ فقیر جامع رسالہ ہٰذا معہ برادرم سید حاجی نثار حسین صاحب پوری وہاں جا کر قیام پذیر ہوا۔ ایک دن متولی کی جانب سے پر تکلف دعوت ہوئی اور اسی شہر میں مقام صلیب عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہے۔ دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی عیسیٰ علیہ السلام کی فرضی قبر بنی ہے اور احاطہ کے اندر ایک کوٹھری ہے جس کو بیت النور کہتے ہیں۔ اس مقام پر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے تو آسمان سے نزول انوار ہوا تھا۔ اس سے آگے بڑھ کر ایک عالیشان بلند دالان ہے جس میں تصویر عیسیٰ علیہ السلام کی اس صورت سے بنائی ہے کہ ایک یہودی سر کے بال پکڑے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا رہا ہے اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام سر پر ہاتھ رکھے ہوئے حسرت کی نگاہوں سے آنکھیں پھاڑ کر کھڑی دیکھ رہی ہیں اس مقام پر کیسا ہی کوئی سنگدل جائے بے اختیار اس کو رقت آ جاتی ہے۔ **فائدہ۔** قصبہ خلیل الرحمٰن سے دوپہر کے راستہ پر حضرت نوح علیہ السلام کا مزار ہے لیکن فقیر جامع رسالہ ہٰذا وہاں نہ جا سکا اور بیت المقدس سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ بیت لحم ہے۔ یہاں نصاریٰ بکثرت آباد ہیں۔ وسط قصبہ میں زیارت مقام پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ یہ مقام بھی عجیب با برکت پایا گیا۔

بیت المقدس سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر مزار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقع ہے آپ کا مزار تقریباً چار گز لمبا ہے اور اس پر سبز غلاف ریشمی پڑا رہتا ہے اور اس پر بخط عربی

سنہرے حروف میں لکھا ہے ھٰذا قبر موسیٰ علیہ السلام۔

حسن اتفاق سے فقیر جامع رسالہ ہٰذا جس روز وہاں پہونچا وہی دن حضرت کے عرس کی تاریخ کا تھا۔ صدہا دنبوں کا گوشت اور سیکڑوں من چاول کی بریانی پکوا کر عام طور پر سلطان روم کی طرف سے حاضرین دربارِ موسیٰ علیہ السلام کو تقسیم کرتے تھے۔

آپ کے مزار کے ملحق ایک مسجد ہے اور صحن روضہ کی ایک عمارت ہے جس کے نیچے تہہ خانہ میں بارش کا پانی جمع رہتا ہے۔ زمانہ عرس میں وہی پانی صرف ہوتا ہے۔ مبارک مزار کے قرب جوار میں ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہوتا ہے جو لکڑی کی طرح جلتا ہے لیکن اگر اس کو وہاں سے کسی دوسری جگہ لے جایا جائے تو نہیں جلتا۔

آپ کے مزار سے ایک میل کے فاصلہ پر حسن راعی کا مزار ہے مگر بوجہ کوہستان اور سنگلاخ زمین ہونے کے وہاں حاضر نہ ہو سکا۔ غالباً یہ حسن راعی وہی بزرگ ہیں جن کا قصہ مولانا رومی نے اپنی مثنوی میں لکھا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ مسجد جامع دمشق تعمیر اس کی عبداللہ امیہ نے کی۔ ستر اونٹ مال لا کر عمارت مسجد مذکور میں صرف کیا۔ بارہ سو محراب اس مسجد میں واقع ہیں ہر محراب میں ایک ایک قندیل روشن ہوتی ہے۔ تین محرابوں میں نماز ہوتی ہے۔ ہر طرف اور صحنِ مسجد میں چشمے رواں جاری ہیں۔ یہ مسجد بے نظیر ہے۔ **فائدہ۔** فقیر غلام درگاہ اشرفی جامع رسالہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین ۱۳۳۰ھ میں جب جامع دمشق میں حاضر ہوا متصل محراب حنفی ایک ضریح مزار سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا ظاہر دیکھا اور دیگر مزاراتِ انبیا علیہم السلام اب مخفی ہیں۔ اس مسجد کے باب شمالی پر مقبرہ سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ فاتح بیت المقدس مع ان کے وزیر کے زیارت گاہِ انام ہے۔ سلطان روم کی طرف سے ہمیشہ لنگر جاری رہتا ہے۔

بالائے کوہ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا قبہ ہے۔ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام میں اختلاف ہے۔

فقیر نے جب عراق کا سفر کیا تھا تو درمیانِ کربلا معلیٰ نجف اشرف کے ایک موضع جو کفل

نام سے موسوم ہے دیکھا وہاں آپ کا قبہ مزار مبارک ہے۔ وہاں یہود بکثرت آباد ہیں العلم عند اللہ۔

محلہ صالحیہ دمشق دامنِ کوہ میں مزار حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ کا واقع ہے یہاں بھی سلطان کی طرف سے لنگر جاری رہتا ہے۔ ایک محلہ کردیہ میں قبہ مزار حضرت سید محمد ایوب کردی ہے جو سات سو برس کے شہید ہیں۔ بایاں قدم آپ کا قبر سے باہر نکلا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ قبر زمین کے اوپر سے نقش مبارک کے گرد ایک گز اونچی دیوار ہے۔ اس مزار میں تختہ نہیں ہے ڈھنکی ہوئی روئی اوپر تک بھری ہے۔ فقیر نے بچشم خود دیکھا ہے۔ پائے مبارک معہ انگشتان ظاہر ہے جیسے کسی لاغر آدمی کا پیر ہوتا ہے۔ اس مزار کے گرد اکثر اہل حاجت کی عرضیاں مختلف زبانوں میں لکھی ہوئی لٹکی ہیں۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ۔ الآیۃ — کے مصداق یہ قدم مبارک مثل زندہ آدمیوں کے پیر کی طرح ظاہر ہے۔ آپ کے مزار کے قریب مزار حضرت سید صالح کردی آپ کے بھائی کا ہے اسی طرح بلا تختہ روئی کے پردہ میں ہے۔ ان کے اعضا ظاہر نہیں ہوتے۔

اسی پہاڑ پر چہل ابدال کا مقام ہے اور محلہ میدان میں زیارت مزار حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوا۔ جن کے حق میں حضرت نے فرمایا تھا: صُهَيْبٌ مِنَّا وَإِنْ كَانَ رُومِيًا وَبِلَالٌ مِنَّا وَإِنْ كَانَ حَبَشِيًا

دمشق کے قبرستان قدیم میں مزار حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ معہ مزار حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک قبہ میں ہے اور مزار حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم مؤذن صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قبہ بھی ہے اور بہتّر سر شہدائے کربلا کا مدفن بھی اسی قبرستان میں ایک احاطے کے اندر ہے۔ اسی احاطے میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن سیدنا زین العابدین علی جدہٖ وعلیہ السلام کا مزار ہے۔ اور حضرت بی بی کلثوم خواہر امام حسین علی جدہٖ وعلیہ السلام کا مزار اسی قبرستان میں ایک خانہ کے اندر معہ مزار حضرت بی بی سکینہ بنت امام علی جدہٖ وعلیہ السلام ہے۔ اور ایک مختصر احاطہ کے اندر مزار سلاطین بنی امیہ بھی اسی قبرستان میں ہے۔ مگر فقیر جامع رسالہ ہٰذا کو ان مزارات کی زیارت کی فرصت نہیں ملی۔

بنی ہاشم اور وہ بنی امیہ پھر مجھ کو ان مزارات سے کیا نسبت خصوصیت حاصل تھی۔ اور مزار حضرت ام المومنین ام حبیبہ وام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا بھی اسی قبرستان میں ہے۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت میمونہ کا قبہ مزار بھی اسی قبرستان میں ہے۔

دمشق سے چار کوس کے فاصلے پر قریہ زینب ہے۔ وہاں روضۂ مبارک معہ مسجد و حمام حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا خواہر امام علی جدہ وعلیہ السّلام ہے۔ فقیر جب وہاں حاضر ہوا عجیب برکات اور فیضان سے مشرف ہوا۔ شہر دمشق کو درحقیقت دنیا میں نمونہ جنّت کا کہنا چاہیئے۔ سات چشمے پانی کے پہاڑ سے جاری ہیں۔ سکنائے شہر سے کسی کا گھر ایسا نہیں جس کے اندر نہر نہ ہو۔ شہر کی صفائی ایسی کہ دنیا میں اور کہیں کم ہوگی۔ جس طرف نکلئے ایک نیا بازار اور نئی قسم کی عمارت نظر آئی۔ اس شہر میں حضرت مولانا بدرالدّین محدّث جن کو حدیث بالمواجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی تشریف فرما ہیں۔ آپ کی زیارت سے جب فقیر مشرف ہوا کمال اخلاق سے ملے اور دعوت ماحضر چائے وبسکٹ مع دیگر تفکہات پیش کئے۔ آپ کے سامنے جنگ طرابلس کا قصّہ بیان ہو رہا تھا کہ ایک شخص بول اٹھا میں جنگ طرابلس میں جاکر شریک ہونا چاہتا ہوں۔

فرمایا کہ زمانہ ظہور مہدی علیہ السّلام قریب ہے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا: کب تک ظہور ہوگا؟

آپ نے فرمایا: الغیب عنداللہ۔

آپ کی خدمت میں دیار عرب وشام کے طلبا رواسطے تکمیل حدیث کے بکثرت رہتے ہیں۔ جامع مسجد بنی امیہ میں ہر جمعہ کو آپ وعظ حدیث فرماتے تھے۔ صحاح ستّہ کے حافظ تھے۔ وعظ میں یہ خوبی کہ ائمۂ اربعہ کے مسائل معہ دلائل بیان فرماتے تھے جس میں ہر مذہب اربعہ والے استفادہ حاصل کرتے تھے۔ اس شہر کے اندر تین سو (۳۰۰) جامع مسجدیں ہیں مگر سب میں بڑی مسجد جامع بنی امیہ ہے جس کو جامع یحیٰی بھی کہتے ہیں۔ آپ عیسیٰ علیہ السّلام کے حواریئن میں سے ایک نبی تھے جن کو یوحنا کہتے ہیں۔ یہود نے حضرت یحیٰی علیہ السّلام کو

شہید کیا۔ آپ کا سر دمشق میں آیا جس کا مدفن اندر مسجد جامع متصل مصلےٰ حنفی ہے۔ اور ہاتھ آپ کا جامع مسجد بیروت میں مدفون ہے اور دھڑ آپ کا بیروت کے کسی گاؤں میں ہے اس کا نام صیدا ہے۔ وہاں فقیر نہیں پہونچا۔

صحن مسجد سے مشرق کی جانب مکان خزانۂ یزید پلید کا تھا اور اس کے متصل سمت جنوب دربار یزید تھا اور اسی مکان میں سمت شمال کو ایک کوٹھری ہے جس کا طول و عرض تین گز سے زیادہ نہ ہوگا اسی میں اسیران اہل بیت رسالت کو مقید کیا تھا۔ زمین سے آدھ گز اونچا ایک خوب صورت مینار بنا ہوا ہے اس پر غلاف زردوزی پڑا رہتا ہے۔ وہاں کے خدّام سے معلوم ہوا کہ یزید نے اسی مقام مینار پر سر مبارک امام علی جدّہ وعلیہ السّلام کا دربار۔ یزید میں سونے کے طشت میں رکھا گیا تھا۔ اس لئے یہ مینار بنا دیا گیا کہ کوئی اس مقام پر قدم نہ رکھنے پائے۔ بنی عباس کے زمانہ میں کسی بادشاہ نے وہ سر مقدس یزید کے خزانہ سے اٹھا کر دار السلطنت مصر یعنی شہر قاہرہ میں جاکر دفن کیا اور وہاں ایک عمارت عالیشان تیار کی اس لئے شہر دمشق اور مصر دونوں مقام پر مدفن سر امام علی جدّہ وعلیہ السّلام کی زیارت ہوتی ہے۔ اس مکان میں ایک طاق بنا ہوا ہے جس پر زردوزی کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شب سر امام علی جدّہ وعلیہ السّلام اس طاق پر رکھا گیا تھا۔ اس لئے یہ بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اس مسجد کے جنوب و مشرق کے گوشہ پر ایک بلند مینار ہے جس کو مینار بعینہ کہتے ہیں صحیح خبروں سے معلوم ہوا کہ بزمانہ ظہور امام آخرالزماں علیہ السّلام اسی مینار پر نزول حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا ہوگا۔ مسجد کے اندر جابجا پہاڑ سے چشمہ جاری نکالا ہے۔ ہیں کہیں حوض بھی ہے صحن مسجد میں بھی چشمہ جاری ہے۔ یہ مسجد اتنی وسیع ہے کہ مع صحن قریب پچاس ہزار آدمیوں کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور بیرون شہر قبرستان جاتے ہوئے کسی شخص کے مکان کی دیوار کے نیچے اینٹ اور پتھر کا ڈھیر ہے۔ جو کوئی ادھر سے جاتا ہے اس ڈھیر پر پتھر مارتا ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اس مقام پر یزید پلید کی قبر ہے جو آنے جانے والے ہمیشہ اس کو سنگسار کیا کرتے ہیں۔

ایک ہمارے مرید نے پتھر نہیں مارا تو ایک عرب شامی نے اس خیال سے کہ شاید یہ

مذہب خارجی رکھتا ہے گھور کر غصہ سے دیکھا۔ فی الفور ہمارے مُرید نے پانچ پتھر مارے۔ اور اس فقیر نے بھی چند پتھر سے مزار کو سنگسار کیا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کوہ لبنان بہشت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ اکثر دریاؤں کا منبع یہی پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ میں چالیس محرابوں سے چشمے جاری ہیں۔ پانی کی روانی سے اکثر آواز تلاوت قرآن سننے میں آتی ہے۔ اس پہاڑ میں اکثر اولیاء اللہ جا کر چلہ کش ہوتے ہیں تو ان کا کشود کار ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے مشائخ نے اس پہاڑ پر تکملہ سلوک کیا ہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے اس پہاڑ پر دس روز اعتکاف فرمایا ہے۔ فائدہ۔ جامع رسالہ ہٰذا جب حاما اور حلب سے معاودت کر کے زیر دامن کوہ لبنان شہر بیروت میں ٹھہرا اور جامع مسجد بیروت میں بروز جمعہ بعد ادائے نماز زیارت مدفن دست مبارک حضرت یحییٰ علیہ السّلام سے مشرف ہوا۔ اس شہر میں مولانا اسماعیل نبہانی جن کا لقب حسانؒ ثانی ہے، فضائل اور محامد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں آپ کی تصانیف کثیرہ مصر، عرب اور شام میں شائقین با خلاص پڑھتے ہیں۔ یہ شہر کوہ لبنان کے نیچے آباد ہے۔ بالائے کوہ اس زمانے میں قوم نصاریٰ بکثرت آباد ہیں۔ گھوڑے کی ٹرام گاڑی بیروت سے بالائے کوہ لبنان تک جاتی ہے۔ یہاں کے رہنے والے نہایت حسین اور صاحب جمال ہوتے ہیں۔ عوام اس پہاڑ کو پرستان کہتے ہیں۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ مردان چہل ابدال کا مقام بعد گشت دنیا کے یہاں ہی ہوا کرتا ہے۔

دمشق سے رباق ہو کر حمص میں جانا ہوتا ہے۔ یہاں جامع مسجد میں حضرت سیف اللہ وسیف الرسول خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ضریح مبارک ہے۔ آپ کے سرہانے تلوار اور ڈھال لٹکی رہتی ہے۔ آپ کے مزار کے پاس حضرت عبدالرحمٰن ابن خالد رضی اللہ عنہما کی ضریح مبارک ہے اور اسی مسجد کے گوشہ شمال و مشرق میں مزار حضرت عبید اللہ ابن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کا واقع ہے۔ اور اندر شہر کے زیارت مزار حضرت سیدنا سعد بن وقاص من العشرۃ المبشرہ صحابی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت وحشی اور حضرت ثوبان اور حضرت ذوالکلع اور حضرت عمر بن معدی کرب اور سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ

تعالیٰ عنہم کے مزار مقدسہ کی زیارت ہے اور بیرون شہر زیارت قبہ مزارات حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتی ہے۔ مشہور ہے کہ حمص میں قریب تین سو صحابی شہداء کے مزارات ہیں۔ اس شہر کی آبادی مدوّر ہے اسی ہزار آدمیوں سے آباد ہے۔ بیس ہزار نصاریٰ دس ہزار نورباف ریشمی کپڑے بننے والے ہیں اور پچاس ہزار مختلف قوم مسلمانوں کی ہیں۔

اس شہر میں شیخ مصطفےٰ صافی صاحب طریقۂ نقشبندیہ کردیہ خالدیہ کے ایک مرد عالم صاحب طریقت ہیں ان کے پاس شیخ مولانا صالح صافی شافی نقشبندی اشرفی نے شام سے ایک خط روانہ کر دیا تھا اور مولانا صالح صافی نے فقیر علی حسین اشرفی سے اجازت و خلافت حاصل کی۔

حمص کے آگے چند منزل شہر حامہ شریف ہے جس میں حضرت حام بن نوح علیہما السلام کا مزار ہے۔ حامہ شریف میں زیارت مزار شریف سید سیف الدین یحییٰ کی ہے جو اول بغداد شریف سے ہجرت کر کے حامہ شریف تشریف لائے اور زیارت حضرت سیّد شمس الدین محمد الگیلانی الحموی اور زیارت سید علاؤالدین علی اور زیارت سیّد بدرالدین حسن اور زیارت سیّد ابوالعباس احمد جیلانی الحموی کی ہے جن کے بیٹے سیّد عبدالغفور حسن جیلانی تھے اور ان کے بیٹے سیّد عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ جانشین سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ ہوئے۔

یہ شجرہ کتب قدیم حماۃ شریف میں لکھا تھا۔ فقیر نے جا کر اپنا نسب نامہ ملایا اور سیّد عبدالجبار صاحب طریقت خاندان قادریہ کی زبانی معلوم ہوا کہ سیّد عبدالغفور حسن جیلانی کی اولاد حیدرآباد دکن میں بھی موجود ہے نہیں معلوم کہ وہ حضرت نورالعین کی اولاد ہیں یا ان کے کسی بھائی کی اولاد سے ہیں اور اس شہر کے سمت شمال ایک پہاڑ پر قبہ مقام امام زین العابدین علیہ السلام کا بنا ہوا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں قیدیان اہل بیت و سر شہدائے کربلا نے شام کے راستہ میں ایک شب مقام کیا تھا۔ اول سیّد صالح آفندی ابن حضرت سیّد مرتضیٰ آفندی نقیب الاشراف رزاقی القادری کی ملازمت سے جب فقیر مشرف ہوا۔ قبل ملازمت دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر حضرت صالح آفندی مجھ کو خرقۂ خلافت اور شجرۂ ارشاد سے مشرف فرماتے

توخوب تھا ملاقات کے بعد بلا استفسار شجرہ بیعت ارشاد میں میرا نام لکھ کر عنایت کیا اور شب کو خلوت میں بعد تلقین خاندان قادریہ ایک تاج خرقۂ خلافت میرے سر پر رکھا اور فرمایا کہ وقت حلقۂ ذکر اس کو سر پر رکھ لیا کرنا اور ہنس کر فرمایا قلب کے اندر ایک باریک سوراخ ہوتا ہے اس سے سب کچھ نظر آتا ہے اور اس کے بعد حضرت سید عبدالجبار شیخ طریقت حامہ شریف نے فقیر کو شجرہ ارشاد آبائی عنایت کیا جس میں آپ کے نام سے امام حسن علی جدہ علیہ السلام تک برابر عن ابیہ سب کو اپنے باپ سے سلسلہ پہونچا۔ اس سلسلہ کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیئے علاوہ ان دونوں حضرات کے آستانۂ حامہ شریف میں کئی بزرگوار صاحب سلسلہ اور صاحب طریقت پائے گئے ان حضرات کے قصر ایوان ایسے آراستہ ہیں جیسے والیان ملک کے مکان ہوتے ہیں۔ ایک نہر پہاڑ سے ان حضرات کے مکانوں کے درمیان سے جاری ہے جس کی شاخیں ہر صاحبزادوں کے مکانوں پر پہونچی ہوئی ہیں کہ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ کی کیفیت نظر آتی ہے۔

حلب ایک عظیم الشان شہر ہے۔ قوم نصاریٰ اور یہود بکثرت آباد ہیں اور آبادی مسلمانوں کی بھی بہت زیادہ ہے۔ جامع مسجد حلب میں زیارت مزار زکریا علیہ السلام کی ہے۔ اور بروایت قوم یہود بیرون شہر اور چند انبیاء بنی اسرائیل کے مزارات ہیں۔ بصرہ یہاں کے نخلستان میں عمدہ کھجوریں ہوتی ہیں۔ اور مزار طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت حسن بصری اور شیخ زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہما اسی مقام پر ہے۔ **فائدہ** فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا ۱۳۲۳ھ میں جب بشوق زیارات عتبات عالیات حضرات اکابرین عراق بمبئی سے کراچی بندر اور مسقط و بوشہر اور بحرین و بندر فوہ اور بندر محمرہ کے سامنے گزرتا ہوا دریائے دجلہ کے کنارے اتر کر مقام علی میں فروکش ہوا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں جنگ جمل میں حضرت مولا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ خیمہ زن تھے۔ یہاں ایک مسجد نمازیوں سے آباد دیکھی۔ پشت مسجد پر ایک مکان زیارت خانہ جہاں حضرت کا خیمہ نصب ہوا تھا بنا ہے زائرین وہاں جا کر اس زمین کو بوسہ دیتے ہیں اور یہاں سے دو تین کوس کے فاصلہ پر بصرہ جدید آباد ہے اور بصرہ قدیم بالکل ویرانہ پڑا ہے۔ صرف جامع علی جس میں بزمانۂ سابق سات منار اذان کے تھے اب اس مسجد شکستہ میں صرف

ایک منار باقی رہ گیا ہے۔ اس مسجد سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک احاطہ ہے اس کے اندر مسقف قبر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے۔ بصرہ جدید سے یہ بصرہ دو تین کوس کے فاصلہ پر ہوگا اور بصرہ ویرانہ سے دو کوس کے فاصلہ پر سمت جنوب ایک قریہ زبیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ایک جامع مسجد کے گوشہ مغرب میں مزار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جمعہ کی نماز فقیر نے اس مسجد میں پڑھی۔ سکنائے قصبہ قریب دو تین سو کے آدمی مجتمع تھے۔ اول اذان کے بعد سب کے سب سورۂ کہف اور سورۂ مریم کی تلاوت باآواز بلند بصری لہجہ میں کرتے تھے۔ یہ لہجہ بھی ایسا سادہ اور دل پسند تھا کہ قلب کو عجیب لطف حاصل ہوتا تھا بیرون قریہ مزار حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک قبہ میں واقع ہے۔ آپ کے مزار کے پائیں مزار ابن سیرین امام المعبرین کا ہے اور اس قبرستان میں مزار حضرت شیخ زین العابدین رضی اللہ عنہ کا قبہ ہے اور یہاں سے دو کوس کے فاصلہ پر مزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور نقیب اشراف بصرہ سیّد رجب آفندی ہیں جو سیّد احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے اکثر اجداد کرام اسی قریہ زبیریہ میں آسودہ ہیں۔ بعد زیارت مزار حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کی شان میں بطور غزل فقیر نے یہ اشعار لکھے تھے۔

غزل

شاہ باعز و شاں حسن بصری — آسمان آستاں حسن بصری
مرشدِ مرشداں حسن بصری — قبلۂ انس و جاں حسن بصری
خاک بصرہ نہ کیوں ہو کحل بصر — جلوہ گر ہے یہاں حسن بصری
ابن سیریں ہے تیرے زیرِ قدم — کیا شرف ہو بیاں حسن بصری
مرشدِ سالکانِ راہِ خدا — ہادیٔ گمرہاں حسن بصری
ان میں ظاہر ہے شان مرتضوی — ہیں علی کے نشاں حسن بصری
شاہد خلوت جمال ازل — دلبرِ عاشقاں حسن بصری
نائب خاص مرتضیٰ ہیں یہی — مقتدائے جہاں حسن بصری

کشتی پہونچے گی اس کی ساحل پر   جس کے ہوں بادباں حسن بصری
کیوں نہ ہو سر حق عیاں مجھ پر   دل میں ہیں جب نہاں حسن بصری
اشرفی کے لئے ہر عالم میں   بحر فیض رواں حسن بصری

بندر فوہ سے بندر بصرہ تک دورویہ دریائے دجلہ کے کنارے باغات نخلستان ہیں اس قدر کثرت سے کھجوریں پیدا ہوتی ہیں کہ ملک یورپ اور امریکہ کے جہازات یہاں سے کھجوریں لاد کر لے جاتے ہیں۔

بغداد۔ یہاں مزار حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت معروف کرخی اور حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ اور حضرت سری سقطی قدس سرہ رضی اللہ عنہ اور مثل ان بزرگوں کے بہت مزارات واقع ہیں۔ **فائدہ**۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب بصرہ سے چھوٹے جہاز پر سوار ہو کر بغداد شریف روانہ ہوا۔ راستہ میں لب دریا قبہ مزار حضرت عزیر نبی علیہ السلام کی زیارت کی۔ قبہ شریف کے گرد دومنزلہ بالاخانہ میں قوم یہود مع اہل وعیال کے بکثرت رہتے ہیں اور کچھ دور آگے بڑھ کر بندر عمارہ ملتا ہے۔ یہاں سے دس کوس کے فاصلہ پر زیارت مزار سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور بغداد شریف سے سات کوس کے قریب بندر سیرہ ملتا ہے۔ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر شہر مدائن نظر آتا ہے جہاں نوشیرواں کا تخت گاہ تھا۔ وہ دیوار محل نوشیرواں جو زمین سے سوگز اونچی تھی اور معجزہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے شق ہو گئی تھی اب تک موجود ہے۔ اور مزار حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت بھی اسی مقام پر ہے۔ شہر بغداد میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار مبارک مثل مدینہ منورہ آپ کا قبہ سبز گوشہ مسجد میں زیارت گاہ انام ہے۔ پشت مسجد پر سمت جنوب ایک مختصر قبرستان جنت البقیع کے نام سے مشہور ہے۔ صحن روضہ مبارک کے گرد ہر طرف عمارت عالیشان ہیں۔ نیچے درویشوں کے قیام کے واسطے حجرے ہیں اور ان کے اوپر صاحبزادگان اولاد حضرت محبوب سبحانی کی نشستگاہ کے واسطے بالاخانہ بکمال خوبی آراستہ ہیں۔ بیرون شہر بغداد سمت شمال قبہ زیارت امام غزالی آپ کے روضۂ مبارک کے صحن میں کنواں ہے۔ اس کے پانی سے غسل کرنے سے بیمار اچھے ہوجاتے

ہیں اور مزار شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے جو قریات و دیہات حضرت غوث پاک نے بزمانہ حیات اپنی خرید کیے تھے اب تک آپ کی اولاد کے قبضہ میں ہیں اور عموماً حضرت کے خاندان میں سب عالم اور مفتی دیکھے گئے۔ مخصوص سید عبدالرحمٰن نقیب الاشرف علوم ظاہری و باطنی میں عدیم النظیر دیکھے گئے اور آپ کے بھائی سید سلیمان کے پوتے سید ابراہیم ہیں جن کی قصر میں ایک قطعہ میں لکھا تھا۔ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ یہ فقیر چالیس روز تک آپ ہی کا مہمان تھا۔ آپ کی ذات بھی زیور علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ پائی گئی۔ یہ سب حضرات حضرت سید عبدالعزیز ابن حضرت غوث پاک کی اولاد سے ہیں۔ اولاد سید عبدالرزاق ابن حضرت غوث پاک سے صرف ایک صاحب سید مصطفٰے ملے تھے جن کے قبضہ میں کنجی قبہ مبارک حضرت غوث پاک کی ہمیشہ رہتی ہے آپ بھی علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و مالا مال دیکھے گئے۔ میرے فرزندان مولوی محمد یوسف فقیہ شافعی اور عبدالرزاق فقیہ ساکنان قصبہ بھیمڑی، ضلع تھانہ (   ) ہمراہ تھے۔ اس فقیر نے ایام حاضری آستانہ مبارک حضرت محبوب سبحانی میں یہ قصیدۂ التجائیہ لکھ کر مزار فائض الانوار پر عرض کیا تھا:۔

اے نورِ نظر سلطانِ امم غوث اعظم شاہ جیلاں
سرچشمۂ فیض و بحر کرم غوثِ اعظم شاہ جیلاں

اے حیدر شیر نر کے پسر اے بنتِ رسولؐ کے لختِ جگر
واقف ہے شرف سے تیرے عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے راحتِ جانِ حسین و حسن تازہ ہے تجھی سے علی کا چمن
دنیا میں ہے جنت تیرا حرم غوث اعظم شاہ جیلاں

ہر فضل و کمال میں ہو یکتا اور بذل و نوال میں بے ہمتا
کیا کوئی کرے اوصاف رقم غوث اعظم شاہ جیلاں

بغداد میں ہند سے آیا ہوں اور بار گنہ لئے آیا ہوں
اس عاجز پر ہو نگاہ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

دامانِ مُراد مرا بھر دو انجام بخیر مرا کر دو
آسان ہو منزلِ ملکِ عدم غوث اعظم شاہ جیلاں

دم میں رہزن ابدال بنا اس عاجز و مسکیں کو بھی شہا
کر دیجئے عطا عرفانِ اتم غوثِ اعظم شاہ جیلاں

کہلاتا ہوں میں تیرا خادم ہوں اپنے گناہوں سے نادِم
حاضر ہوں حضور میں سر کیے خم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

روضہ میں ترے اگر ہر دم ہر شام و سحر گلگشتِ حرم
دکھلاتا ہے لطفِ باغِ ارم غوث اعظم شاہِ جیلاں

میں بن کے گلِ باغ جیلاں رخصت ہوں ترے در سے شاداں
خوشبو سے مری مہکے عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

ترا نام ہو ایسا وِردِ زباں کھل جائیں سارے رازِ نہاں
بن جائے مرا دل جام جم غوث اعظم شاہ جیلاں

سارے دشمن پامال رہیں سب دوست مرے خوشحال رہیں
ہو عمر بسر بے رنج و غم غوث اعظم شاہ جیلاں

کسی اہلِ دنیا سے نہ کبھی کروں کوئی حاجت پیش اپنی
نہ سنوں میں کسی کا لَا و نعَم غوث اعظم شاہ جیلاں

نہیں عالم میں اپنا ماویٰ بڑھ کر اس در سے ترے شاہا
تیرے ہی درِ دولت کی قسم غوث اعظم شاہ جیلاں

یا غوث مری امداد کرو غمگیں ہوں مرا دل شاد کرو
یہ عرض ہے باچشمِ پُرنم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے محبوب سبحانی گر ڈال دو مجھ پر اپنی نظر
کافور ہوں سارے دردو الم غوث اعظم شاہ جیلاں

جب نسل مری رزاقی ہے کیوں فکرِ معیشت باقی ہے
کر دیجئے عالم سے بے غم غوث اعظم شاہ جیلاں
میں غریب مسافر ہوں تیرا مرا حامی دہر میں تیرے سوا
نہ تو مونس ہے نہ کوئی ہمدم غوث اعظم شاہ جیلاں
حاضر ہوں در دولت پر مرا حال نہیں مخفی تجھ پر
شیئاً للہ قطبِ عالم غوث اعظم شاہِ جیلاں
یا غوث کرو میری تسکیں تشویش میں میری جان حزیں
مسرور ہو مرا دل پُرغم غوث اعظم شاہ جیلاں
تری ذات مقدس ہے یکتا اے نور نگاہ حبیب خدا
تو فخرِ نسلِ بنی آدم غوث اعظم شاہ جیلاں
شیئاً للہ شیئاً للہ ہے اشرفیؔ مسکیں کی صدا
دے دیجئے کچھ از راہ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

شہر بغداد کے بیچ میں دریائے دجلہ رواں ہے۔ آدھا شہر سمت شمال ہے۔ جہاں حضور غوث پاک کا آستانہ ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمت مغرب مزار شیخ الفی کی زیارت ہوتی ہے۔ آپ ہر شب میں ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے اور حضور غوث پاکؓ کے روضہ کے جنوب کچھ فاصلہ پر امام مرجان کا قبہ زیارت ہے اور دریا کے اس پار دوسرے حصہ شہر بغداد میں زیارت مزار حضرت یوشع پیغمبر علیہ السلام اور مزار حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ہے۔ آپ کے قبہ کے سامنے لکھا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُفْتِيَ الثَّقَلَيْنِ۔ اور حضرت ابوبکر شبلی اور حضرت معروف کرخی اور حضرت بہلول دانا۔ اور حضرت حسین ابن منصور حلاج اور حضرت بی بی زبیدہ خاتون وغیرہا کے مزاراتِ کثیرہ ہیں۔

شہر بغداد سے دو کوس کے فاصلہ پر مغرب کی طرف جہاں مزار حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے قصبہ معظم کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے آستانہ پر

ایک مدرسہ ہے جہاں دور دور کے طلبار فیوض علمی حاصل کرتے ہیں۔ اسی قصبہ میں مزار حضرت حبیب عجمی اور حضرت حسن نوری اور حضرت شیخ حماد دیاس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مع دیگر مزارات متبرکہ واقع ہیں۔

قصبہ معظم سے دریائے دجلہ کشتیوں کے پل سے عبور کرکے ایک کوس کے فاصلہ پر کاظمین شریفین کی زیارت ہے بالکل گنبد مع کلس تانبہ پر سونا چڑھا ہوا سنہرا مغرق نظر آتا ہے۔ دو گنبد اسی طرح کے ہیں۔ ایک میں مزار حضرت امام موسیٰ کاظم علی جدہ وعلیہ السلام کا ہے اور دوسرے قبہ میں آپ کے پوتے حضرت امام محمد تقی علیٰ جدہ وعلیہ السّلام کا مزار ہے۔ صحن روضہ میں دو چھوٹے قبہ بنے ہیں۔ ایک میں مزار سیّد ابراہیم ابن موسیٰ کاظم علی جدہ وعلیہ السّلام ہے۔ اور دوسرے میں مزار سیّد اسماعیل ابن موسیٰ کاظم علی جدہ وعلیہ السّلام ہے۔ یہ دونوں صاحبزادے شاگرد امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ہیں۔ بوجہ تلمذ اعظمی اہل تشیع آپ کے مزار کی زیارت نہیں کرتے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا مزار حرم شریف سے بالکل باہر نکل کر ایک قبہ میں مع مسجد کے واقع ہے۔ آپ کے قبہ کے دروازہ پر لکھا ہے

اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ

فقیر نے بعد زیاراتِ مزارت متبرکہ کاظمین شریفین کے جو اشعار التجائیہ عرض کئے تھے وہ یہ ہیں :-

ایہا الموسیٰ ابن جعفر تقی ابن الرضا
اے امام ابن الامام الا تقیار

از جہاں رفتی بحالِ بے کسی و رنج وغم
لیک عالم را رہانیدی ز قید رنجہا

عرض حاجت می کنم در پیش شاہ کاظمین
جملہ حاجاتم شود از حضرت پاکت روا

جبہ سائے آستانت جن و انسان و ملک
ز اتباع انبیا ء ذات تو فخر الانبیار

خاک روبی جنابت ہر کہ کرد از صدق دل
درج شد نامش بدفترہائے نام اولیار

حد امکان من مسکین نباشد وصفِ تو
وصف تو داند خدا یا خاص خاصان خدا

آرزوہائے دل ایں اشرفی خاکسار
جملہ برآور طفیل حیدر مشکل کشا

کاظمین شریفین سے سُرّمن رّا جاتے ہوئے ایک شہر ویرانہ ہے جس کا نام اروا تھا۔ قریب راستہ قبہ مع احاطہ مزار شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ اکثر عتبات عالیات پر حاضر ہوتے تھے۔ اسی مقام پر آپ نے انتقال فرمایا۔ یہیں آپ کا مزار بنا۔ مقام سامرّہ میں ایک قبہ کے اندر مزار امام علی نقی اور امام حسن عسکری علی جدّہ وعلیہ السلام کی زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کے احاطۂ حرم روضہ کے باہر سمت مغرب جامع عسکریہ کے نام سے ایک مسجد مشہور ہے اس مسجد کی بیچ کی دیوار پانچ گز سے کم چوڑی نہ ہوگی۔ اس دیوار کے نیچے تہہ خانہ ہے۔ زینہ سے اتر کر ایک کوٹھری ہشت پہل ملتی ہے۔ اس کے اندر شرقاً غرباً قریب سات گز کے ایک لانبا دالان ہے اس دالان کی دیوار میں عمدہ عمدہ اشعار فارسی مناقب ائمہ اہل بیت میں لکھے ہوئے ہیں اسی دالان کے شرقی حصہ میں ایک مربع کوٹھری ہے اس کے بیچ میں ایک تنگ و تاریک غار ہے جس کا منہ تنور سے کچھ بڑا ہے۔ کہتے ہیں کہ امام مہدی آخرالزماں علی جدّہ وعلیہ السلام اسی غار سے غائب ہو گئے۔ مشائخ نے یہ فرمایا کہ سیّد محمد مہدی جن پر امام مہدی آخرالزماں کا گمان کرتے ہیں، مرتبۂ ابدال کو پہونچ کر جسم خلائق سے مخفی ہو گئے اور امام موعود مہدی آخرالزماں علی جدّہ وعلیہ السلام امام حسن علی جدّہ وعلیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔

شہر پناہ سامرّہ سے باہر جامع مسجد سمت شمال بنی عباس کے زمانے کی شکستہ ویران پڑی ہے سیّد طٰہٰ مزور جب فقیر کو لے گئے اس مسجد کے مینار پر میرے ساتھ خود بھی چڑھے اس قدر بلند تھا کہ میرے پیر کانپنے لگے میں اسی مقام پر بیٹھ گیا اور سیّد طٰہٰ سے کہنے لگا کہ اب آگے جانے کی میری ہمّت نہیں ہے اور یہ مینار اس قدر بلند ہے کہ کئی کوس سے دکھائی دیتا ہے۔ وہاں سے شہر سُرّمن رّا جس میں چودہ شاہان بنی عباس کا تخت گاہ تھا نظر آتا ہے۔ دریائے فرات سے اس شہر کے نیچے ایک نہر لائے تھے جس سے اہل شہر سیراب ہوتے تھے۔ مگر امیر تیمور نے اس نہر میں سیسہ پلوا کر بند کرا دیا تاکہ یہ شہر ویران ہو جائے۔ جس شہر کے سلاطین، ائمۂ اہل بیت کے مخالف تھے ایسے شہر کا آباد رہنا بادشاہ کو پسند نہیں آیا۔ چنانچہ اس شہر میں انسان تو کیا حیوان بھی بوجہ قحط آب نہیں رہتے۔

سیّد طٰہٰ نے بالائے مینار سے قصر ہارون دکھلایا اور ایک بلند مکان جس کا نام قصر عاشق

تھا بیان کیا کہ ہارون رشید کی لڑکی کسی شخص پر عاشق تھی اس لیے یہ بلند مکان بنایا تھا اپنے گھر سے نظارۂ جمال معشوق کیا کرے۔ اور ایک ڈھیر مٹی کا زمین سے سو گز کے قریب بلند دکھائی دیا سید صاحب نے بتلایا کہ ایک دن ہارون رشید نے اپنے سواران لشکر کو حکم دیا کہ جس کا گھوڑا جس قدر دانہ کھاتا ہو اسی قدر تول کر مٹی ہر سوار لشکر اس جگہ پر ڈال دے۔ سیکڑوں برس ائیں اس پر گذر چکیں اب بھی اتنا بلند ہے کہ خدا جانے کس قدر اس کے سواران لشکر تھے کہ جس کے گھوڑوں کی ایک دن کی خوراک کے ہم وزن مٹی کا اتنا بڑا ڈھیر موجود ہے۔ اسی مینار کی بلندی کی سرمن را کی جانب جنوب ایک پہاڑ کو بتلایا جس کا نام گوئیر ہے کہا کہ یہی مقام اصحاب کہف ہے جو نظر عوام سے پوشیدہ ہے اور وہاں جانے میں اس قدر خوف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہیں جاتا فقیر نے بعد زیارت سامرہ شریف یہ اشعار التجائیہ عرض کئے تھے۔

اے نقی و عسکری ابن بتول پارسا — حاجت ایں بندہ را ز لطف خود فرما روا
اے امامین غریب و بیکس و مسکیں نواز — علم و عرفان خدارا کن بایں مسکیں عطا
از پئے آں حجۃ اللہ مہدی آخر زماں — سینہ ام روشن شود از نور ذات کبریا
با صد جانم فدائے قبۂ ہر دو امام — ایں دلم قرباں و چشم فرش راہ ایں دو تا
در جناب ایں کریمے کے رسیدے اشرفی — گر نبودے لطف شاں ہر لحظہ پیشش رہنما

بغداد شریف سے گھوڑا گاڑی پر کربلائے معلیٰ جانا ہوتا ہے۔ راستہ میں لب دریائے فرات ایک بستی پڑتی ہے جس کا نام مصیبب ہے۔ اسی بستی کے ایک میل فاصلہ پر دو سبز قبوں میں تن بے سر فرزندان مسلم علی جدہ وعلیہ السلام کے مزار کی زیارت ہے۔ کربلائے معلی سے تین فرسخ پورب حضرت عون شہید کربلا کا مزار ہے۔ آپ کربلائے معلےٰ سے لڑتے لڑتے تین فرسخ پورب چلے آئے تھے یہاں آکر شہادت پائی تھی۔ کربلائے معلیٰ ایک بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی وسیع ہے۔ وسط شہر میں قبہ مزار حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام ہے جو بالکل مغرق سنہرا ہے۔ آپ کی ضریح مبارک کے پائیں دو چھوٹی ضریحوں میں آپ کے صاحبزادگان حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر کے مزار ہیں۔ قبہ کے اندر سمت گوشۂ مشرق و جنوب ایک کوٹھری کے اندر گنج شہیداں ہے جس میں اٹھارہ بنی ہاشم مدفون ہیں۔ کوٹھری کا دروازہ مقفل رہتا ہے بوقت زیارت خاص

کھلتا ہے۔ سمت جنوب دالان میں جس کو رواق کہتے ہیں مزار صحابی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حبیب ابن مظاہر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت ہے جو حضرت امام حسین علی جدّہ وعلیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ اس مقام پر ایک منبر رکھا رہتا ہے۔ اکثر اہل ایران بزبان فارسی ذکر شہادت امام حسین علی جدّہ وعلیہ السّلام بیان کرتے ہیں۔ اسی رواق کے گوشۂ مغرب وجنوب میں ایک گنبد کے اندر چند زینہ اتر کر زیارت مشہد امام علیٰ جدّہ وعلیہ السلام ہے جہاں آپ کا سر مبارک شمر ملعون نے تنِ اقدس سے جدا کیا تھا۔ مقام مشہد امام علیٰ جدّہ وعلیہ السّلام سے تین سو قدم کے فاصلے پر مقام خیمہ گاہ اہل بیت کی زیارت ہے۔

کربلائے معلّیٰ سے تین فرسخ پچھم حضرت حر کے مزار مبارک کی زیارت ہے جو لڑتے لڑتے دشمنوں کو بھگاتے وہاں جاکر شہید ہوگئے۔ حضرت امام حسین علےٰ جدہ وعلیہ السلام کے قبۂ مبارک سے سمت مشرق نصف میل کے فاصلہ پر لب نہر علقمہ حضرت عباس جرار علم بردارِ لشکر امام حسین علی جدّہٖ وعلیہ السّلام کا مزار چینی کے قبہ میں ہے۔ یہیں آپ نے شہادت پائی تھی اب اس نہر کا پتہ بھی نہیں۔ پٹ گئی اور اس پر شہر آباد ہوگیا۔ ایک کسی بادشاہ نے بیرون شہر کربلائے معلےٰ دریائے فرات سے ایک نہر کھود کر جاری کی ہے جس سے اہل شہر پانی پیتے ہیں۔ عموماً ہر شخص کے مکان میں کنواں ہے۔ مگر پانی کھاری ہے۔

فقیر نے بماہ شعبان ۱۳۲۳ھ کربلائے معلیٰ میں بعد زیارت مزار امام حسین علیٰ جدّہ وعلیہ السّلام یہ اشعار حسرت آمیز عرض کئے تھے۔

اشعار

رہبر سالکان نگاہِ حسین — راہ دین است شاہراہ حسین
شامیان جفا شعار بظلم — نہ نمودند عزّ و جاہ حسین
وائے آں جاہلاں ندانستند — کہ بلند است پائیگاہ حسین
تشنہ لب داشتند تا سہ روز — بیں چہ شد حالت تباہ حسین
آفرینہا کہ پیش سرورِ دیں — فدیہ کردند جاں سپاہ حسین

چوں ہمہ ہمرہاں شہید شدند | بے کسی بود خود گواہ حسین
پسر نوجواں چو گشت شہید | رفت سوئے فلک نگاہ حسین
آں زماں گشت عالمے تاریک | قتل گر دید خود چو شاہ حسین
روح سلطان انبیاء بگریست | در غم قتل بے گناہ حسین
دیدہ از خود بگریہ می آید | چوں بیائی بقتل گاہ حسین
غیر حرؓ جری بہ لشکر شمر | نہ کسے بود خیر خواہ حسین
یا بہم از مثل جان خود صد جان | فدیہ اش می کنم براہ حسین
اے خدا حب اہل بیت بدل | کالحجر نقش کن بجاہ حسین
اشرفی جملہ مدعا یابی | بر تو افتد اگر نگاہِ حسین
سیّد و شاہ دیں پناہ حسین | بیکساں ست را دستگاہ حسین
بود شاہے بعز و جاہ حسین | مظہر قوتِ اللہ حسین

رُباعی

شاہ شہداء کے کربلا میں پہونچا | تسلیم کو مرکز رضا میں پہونچا
دربار حسینی میں ملا بار مجھے | صد شکر کہ درگاہ خدا میں پہونچا

کربلائے معلّےٰ سے ایک دن میں گھوڑا گاڑی نجف اشرف پہونچاتی ہے۔ اثنار راہ میں ایک موضع کفل کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں بکثرت یہود آباد ہیں۔ وسط موضع میں قبہ مزار حضرت ذوالکفل علیہ السلام معہ مسجد اور مینار نظر آتا ہے۔ نصف راہ نجف اشرف گذرنے پر راستہ سے کچھ فاصلہ پر علاحدہ تل نمرود ایک اونچا مینار ہے۔ اس کے اندر سے اوپر چڑھنے کے واسطے ایک زینہ بنا ہے۔ نمرود مردود جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا یہ ظاہر کیا کہ میں اس راستہ سے آسمان پر جاتا ہوں اور خدائی کرتا ہوں۔ حق تعالےٰ کے حکم سے ایک مچھرؔ نے اس کا کام تمام کیا۔ اس کی نشانی اب تک تل نمرود موجود ہے۔

کربلائے معلےٰ سے شاہ نجف تک اکثر ریگستان اور میدان ہے۔ دو چار کوس جب

نجف اشرف باقی رہتا ہے اور حضرت مولا کا قبہ معہ مینار سنہرا نظر آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک آفتاب آسماں پر طالع ہے اور ایک خورشید زمین پر لامع ہے۔ آستانہ نجف اشرف کے گرد شہر پناہ ہے اور شہر پناہ کے متعدد دروازے ہیں۔ وسط شہر میں حضرت مولا کا حرم قبہ شریف، وسط صحن میں حضور کا گنبد ہے مع رواق۔ یعنی چہار طرف کے گنبد کے دالان وسیع بنا ہوا ہے۔ مزار مبارک پر ضریح فولادی رکھی ہوئی ہے۔ قبر شریف پر ایک ڈھال اور تلوار رکھی رہتی ہے۔ اور ایک قندیل کے اندر قبہ شریف میں ایک تاج مکلّل بجواہرات شاہ عباس صفوی کا نذر کیا ہوا رکھا ہے۔ اور جناب مولا کی ضریح مبارک کے اوپر ایک قندیل جواہرات سے جڑی ہوئی ہے جس کی قیمت کا تخمینہ بڑے بڑے جوہریوں سے نہ ہو سکا..... ضریح مبارک میں ایک چھوٹا سا دروازہ بنا ہوا ہے۔ وقت زیارت مخصوص وہ دروازہ کھلتا ہے۔ عموماً زائرین ضریح شریف کی جالی سے روزانہ زیارت کرتے ہیں۔ یہ قبہ اور مینار شاہ عالی جاہ امیر تیمور کا بنایا ہوا ہے۔ تمام قبہ شریف کے اوپر سونے کی اینٹیں لگائی گئی ہیں۔ اور دونوں مینار بھی سنہرے ہیں۔ ایک مسجد جامع علویہ کے نام سے احاطۂ روضۂ مبارک سے ملی ہوئی ہے جس کا دروازہ حرم کے اندر کی طرف کا مقفل رہتا ہے۔ جمعہ کے روز کھلتا ہے۔

بقول بہود جہاں حضرت کا مزار ہے سابق سے نوح علیہ السّلام اور دیگر انبیاء کرام کا مدفن ہے۔ اور وادیٔ نجف میں ایک قبہ کے اندر مزار حضرت صالح و ہود علیہما السّلام زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ فقیر نے عرض حال اپنا سرکار حیدر کرار کی جناب میں بطور غزل نظم میں اس طرح کہا تھا۔

غزل

کھڑا ہوں مشکل کشا کے در پر کہ میری مشکل کشائی کیجیے
اسیر ہوں دام نفس بد میں حضور جلدی رہائی کیجیے
مسیح مُردوں کو تھے جلاتے مگر دلِ مردہ کو ہمارے
حضور فرما کے قُم جِلا کر ظہور شانِ خدائی کیجیے

ہوا ہوں جس آرزو سے حاضر جناب پر ہے وہ بات ظاہر
یہی ہے مقصود عرض شاہا کہ میری حاجت روائی کیجئے

غبار سے زنگ سے بھرا ہے مجھے نہیں کچھ بھی سوجھتا ہے
شہا مرے دل کے آئینہ کی کرم سے اپنے صفائی کیجئے

حضور باب علوم نبوی عطا کریں مجھ کو علم عرفاں
اٹھا کے پردہ دوئی کا دل سے مری خدا تک رسائی کیجئے

غلام ہندی ہوں بے سلیقہ کروں میں کس طرح عرض حاجت
ادب یہ کہتا ہے ہاں سمجھ کر کبھی نہ ہرزہ درائی کیجئے

پھرے زمانہ میں چار سو ہم نہ پایا مقصود دل تو آخر
کہا یہ دل نے درِ علی پر تو چل کے مدحت سرائی کیجئے

جناب آقا جناب مولا جناب عالی جناب اعلیٰ
نگاہِ لطف و کرم سے اپنی ہماری عقدہ کشائی کیجئے

نصیب سے مشہد مقدس خدا نے ان آنکھوں سے دکھایا
جھکاؤ سر ہے یہ باب حیدر یہیں پہ اب جبہ سائی کیجئے

بغیر حبّ علی ہے مشکل کہ ہو کسی کو کمال حاصل
ہزار ہو تجھ میں زہد و تقویٰ ہمیشہ گر پارسائی کیجئے

کہوں میں کیا اشرفی کہ مجھ سا نہ ہوگا کوئی ذلیل و رسوا
درِ علی پہ یہ جوش آیا کہ آج کچھ خود ستائی کیجئے

دیگر غزل

ہوں مبتلائے رنج و الم یا علی مدد — آیا ہے غم سے ناک میں دم یا علی مدد
فکر وصال و بیم نصیب و ہجوم یاس — ایک میں ہوں اور جہان کا غم یا علی مدد
پابند انتہا نہیں سب دل کی کلفتیں — باہر ہے سب کا حد سے قدم یا علی مدد

مرہون وقت کیوں نہیں اب میرے کل امور ۔ کب تک سہوں یہ جور وستم یا علی مدد
آمادۂ جفا ہیں فلک ۔بن کے مُدّعی ۔ پہونچاتے ہیں الم پہ الم یا علی مدد
دنیا کی دشمنی میں مخالف ہیں دین کے ۔ ہے کشمکش میں حق کا بھرم یا علی مدد
خارج ہیں کار خیر کے سب بانیان شر ۔ تیغ حسد کئی ہیں علم یا علی مدد
کرتا ہوں پیش پیشِ خدا ساتھ دیجئے ۔ رہ جائے شرم دیدۂ نم یا علی مدد
بے فکر یاد حق میں رہوں محو رات دن ۔ آئے نہ پیش کوئی بھی غم یا علی مدد
مامون ہر جفا سے رہے تا حیات دل ۔ مشکل پڑے نہ کوئی اہم یا علی مدد
بہرِ حسن برائے حسین پئے بتول ۔ ہو جائے اشرفی پہ کرم یا علی مدد

نجف اشرف سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مسجد کوفہ ہے۔ راستہ میں قبر حضرت کمیل ابن زیاد خلیفہ حضرت مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ شہر کوفہ کو امیر تیمور بادشاہ نے کھدواکر پھینکوا دیا اور بالکل ویران کر دیا۔ امیر تیمور کا کہنا تھا کہ جہاں خاندان نبوت کا خون بہایا گیا ہے۔ میں ایسے شہر کو آباد دیکھنا نہیں چاہتا۔

کوفہ میں صرف مکان خلافت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ قائم ہے اور پشت مسجد پر ایک فیہ نیل گوں جائے غسل میت جناب امیر علیٰ نبیہ وعلیہ السلام قائم ہے۔ اس مسجد کے اندر بارہ زیارتیں ہیں۔ اول محراب مسجد میں زیارت مقام مشہد علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے اس محراب کے اوپر جالی آہنی لگادی ہے۔ جالی کے اندر لوگ ہاتھ ڈال کر بوسہ دیتے ہیں اور اس محراب کے پچھم مقام عبادت حضرت نوح علیہ السلام کی زیارت ہے اور زیارت مقام امام زین العابدین علی جدّہ وعلیہ السلام ہے اور اس کے پورب زیارت مقام جبرئیل علیہ السلام ہے۔ اس کے پورب زیارت مقام حضرت آدم علیہ السلام ہے۔ اس کے پورب زیارت مقام حضرت امام جعفر صادق علےٰ جدّہ وعلیہ السلام ہے۔ اور مقام جبرئیل علیہ السلام کے سمت شمال ایک چبوترہ مع محراب کے بنا ہے۔ اس پر ایک ستون مدوّر قد آدم سنگ مرمر کا کھڑا ہے اس پر یہ کندہ ہے مقام محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ اس ستون سے جانب شمال اس صحن میں ایک غار مدور ہے۔ وہاں ایک پتھر پر یہ کندہ ہے مقام سفینہ،

نوح علیہ السّلام۔ شاید اس مقام پر حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی تیار کی گئی ہوگی۔ اس غار کے پورب مقام حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہے اور اس کے شمال مقام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی زیارت ہے۔ اس کے پورب مقام زیارت حضرات حسنین علی جدّہما و علیہما السّلام ہے۔ اس مسجد کے صحن میں ایک دروازہ ہے۔ شرق رویہ اس دروازہ سے باہر نکل کر سمت جنوب قبہ زیارت حضرت مسلم بن عقیل علی جدّہما و علیہما السّلام ہے۔ اور سمت شمال زیارت قبہ ہانی ابن عروہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔ اور یہاں سے سمت مشرق ایک میل کے فاصلے پر دریائے فرات ہے اور لب دریا کچھ آبادی بھی ہے۔

مصر ایک عظیم الشان شہر ہے۔ شہر کے اہل پیشہ کے غوغا کی صدا دس کوس تک پہونچتی ہے۔ کوہ بے ستون جس کو فرہاد نے شیریں کے عشق میں کھودا تھا اس کے آلۂ کوہ کنی کا دستہ انار کی لکڑی کا تھا۔ کہتے ہیں کہ فرہاد تو پہاڑ کھودتے کھودتے مرگیا مگر اس کے آلۂ کوہ کنی کے دستہ سے انار کا درخت پیدا ہوا۔ بعض پھل میں انار کے دانے خون آلودہ ہوتے ہیں بعض پھل معمولی انار کی طرح ہوتے ہیں۔ **فائدہ**۔ نقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا بعد سفر حلب و حمص و دمشق و بیت المقدس وغیرہ کے بندر بو سعید جس کو اب پورٹ سعید کہتے ہیں، پہونچا۔ وہاں سے بسواری ریل دار السلطنت مصر شہر قاہرہ میں پہونچے۔ ڈاکٹر نور محمدؐ ہمارے فرزند در نجف حاجی بیت الشرف مولانا ابو المحمود سید احمد اشرف کے مرید پنجابی سے ملاقات ہوگئی۔ انھوں نے موٹر کرایہ کر کے عجائب مقامات مصر اور زیارت مزار صحابہ و اولیاء اللہ سے مشرف کرایا۔

بیچ شہر میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر سلاطینِ مصر کا پرانا قلعہ تھا اس کے وسط میں ایک رفیع الشان جامع مسجد بنی ہے۔ مسجد کے ایک گوشہ میں محمد علی پاشا کا مزار ہے۔ اس مسجد کی فصیل کے اوپر سے سارا شہر نظر آتا ہے۔ اتنا بڑا شہر ہے کہ شہر کے کنارے تک نگاہ نہیں پہونچتی۔ اس قلعہ کے اندر عالیشان شاہی مکانات ٹوٹے پھوٹے نظر آتے ہیں۔ سمت مشرق اسی قلعہ میں وہ کنواں ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السّلام قید تھے۔ اس میں اتنی وسعت ہے کہ سو آدمی رہ سکتے ہیں۔ اس کنویں کی صورت یہ ہے کہ اس کی گولائی میں مدوّر زینہ پانی

تک بنا ہوا ہے۔ اس کے وسط میں ایک مدور دالان ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید کئے گئے تھے۔ اس دالان میں ایک قبر بھی ہے کہتے ہیں کہ یہ مزار حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہی کا ہے۔ پہاڑ پر یہ کنواں اتنا گہرا ہے کہ اگر اوپر سے پانی کی طرف جھک کر دیکھا جائے تو ایک سفید نگینہ کی طرح پانی چمکتا نظر آتا ہے۔ منتہائے آبِ چاہ تک ان زینوں سے پہونچنا کمزور آدمی کا کام نہیں۔

وسط شہر میں زمانۂ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک وسیع جامع مسجد ہر مگر غیر آباد ہے۔ اس مسجد کے گوشہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مزار ہے۔ دریائے نیل کے قریب زیارت مزار سیدنا عبدالرحمٰن یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اور آپ کے صاحبزادہ سیدنا یحیےٰ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اور محلہ سیدنا حسین علےٰ جدہ وعلیہ السلام میں ایک عالیشان عمارت کے اندر مدفن سر امام علی جدہ وعلیہ السلام کی زیارت ہے۔ فقیر نے جب شرف زیارت حاصل کیا تو دیکھا کہ مثل کربلا معلّیٰ کے شبانہ روز زائرین طواف کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ کتب سیر اور تواریخ سے ثابت نہیں ہے مگر بروایت عام مشہور ہے کہ خلفاء بنی عباس میں سے ایک خلیفہ نے جب یزید کے خزانہ پر قبضہ پالیا تو وہاں یہ سر مقدس اس کو ملا۔ شاہ مصر کی طرف سے اس آستانہ پر شبانہ روز لنگر جاری رہتا ہے۔

ایک محلہ بنام ستی زینب مشہور ہے۔ وہاں مزار حضرت بی بی زینب کی عمارت سنگ مرمر کی ہے اور فرش قالین استنبولی و شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ یہ بی بی شائد ائمہ اثنا عشرہ میں سے کسی امام کی صاحبزادی ہوں گی۔ کیوں کہ بی بی حضرت زینب خواہر امام حسین علےٰ جدہ وعلیہ السلام کے مزار کی زیارت دمشق سے چار کوس کے فاصلہ پر قریہ زینب میں حاصل کی تھی۔

شہر مصر میں اکثر امام زادوں اور امام زادیوں کے مزارات کی زیارت ہوتی ہے چنانچہ محلہ کرکول میں زیارت مزار امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مشہور ہے اور آپ کا مزار شہر مدینہ قبۂ اہل بیت میں ہے۔ شاید آپ کے کسی صاحبزادے کا مزار ہو اور اس مزار کے پاس سیدنا زید شہید کا بھی مزار ہے۔ اور عمارت مزار بی بی سکینہ بنت حضرت امام حسین علی جدہ

وعلیہما السّلام مصر میں بھی ہے۔ اور فقیر نے دمشق کے تہہ خانۂ قبرستان میں حضرت بی بی کلثوم خواہر حضرت امام حسین علی جدہما وعلیہما السّلام کے پاس آ کے زیارت کی ہے۔ مصر میں زیارت قبہ حضرت سیدتنا رقیہ بنت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اور زیارت قبہ سیّدنا محمد مرتضیٰ ابن حضرت علی جعفر بن سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی اور زیارت قبہ مزار مبارک حضرت بی بی سیّدتنا عاتقہ بنت عبدالمطّلب عمّہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اور زیارت سیدتنا بی بی نفیسہ بنت سیّد حسن الانوار ابن سیّدنا زید بن سیّدنا امام حسن علےٰ جدّہم وعلیہم السّلام کی کی۔ یہاں ایک یہودی اندھا آیا تھا اس کی آنکھ روشن ہو گئی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ مقام فیض ہے اکثر اندھے یہاں آ کر اچھے ہو جاتے ہیں اور زیارت قبہ مزار امام لیث ابن سعد یافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ اور ان کے فرزند سیّدنا شعیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کی۔ اور قبہ مزار حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت کی۔ اور اسی قبہ مزار میں ملکۂ شمس بنت سلطان العادل اور محمّد الکامل خلف سلطان العادل اور سلطان عبدالحکیم کے مزارات کی زیارت کی اور اسی قبہ کے قریب قبۂ مزار اولاد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہم واقع ہے۔ اور حضرت بی بی عائشہ بنت حضرت امام جعفر صادق علیٰ جدہما وعلیہما السّلام کے مزار کی زیارت واقع ہے۔

ایک پہاڑ میں قریب چار سو گز اندر ایک تہہ خانہ ہے جس میں مزار حضرت کنکوس سلطان ترکی عرف عبداللہ مغاوربے کا ہے۔

اس شہر میں ایک مدرسہ جامع ازہر کے نام سے مشہور ہے جس میں دس ہزار طلبہ کو تعلیم دی جاتی ہے۔ علاوہ علوم دینیات مخصوص علم قرأت کی ایسی تعلیم دی جاتی ہے کہ جس کی نظیر روئے زمین پر نہیں ہے۔ سات سو سے زائد علمار جیّد علوم فنون مختلفہ کا درس دیتے ہیں اس مدرسہ کا قدیم کتب خانہ ہر علم کی کتابوں سے بھرا ہوا ہے تعلیم دینیات میں یہ مدرسہ دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

شہر کے کنارے دریائے نیل رواں ہے۔ دریا پر پل بندھا ہوا ہے۔ دریا کے پار دامن کوہ میں سات اہرام مصری تھے ان میں سے دو اہرام کو انگریزوں نے کھدوایا۔ اس کے اندر

سیکڑوں سنگ سماق کے تابوت میں نعشیں نکلیں وہ نعشیں مع تابوت سنگی عجائب خانہ میں لاکر رکھی ہیں اور بہت سی نعشیں انگریزوں نے فروخت کر دیں جو عجائب خانہ جرمن فرانس وغیرہ میں رکھی گئی ہیں۔ انھیں میں سے ایک عورت کی نعش جے پور کے عجائب خانہ میں آئی ہے۔ مگر فقیر کو عجائب خانۂ مصر میں اس فرعون کی نعش تک نہیں پہونچا یا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ یہ شہر نہایت وسیع اور خوش قطع آباد ہے۔ بارہ ہزار روپیہ یومیہ کا صرف سگریٹ یہاں بکتا ہے اور بارہ ہزار روپیہ ٹرام گاڑی کا کرایہ آتا ہے۔

یہاں سے تین گھنٹے کے راستہ پر بسواری ریل شہدائے بہنسا کی زیارت ہے اس مقام پر حاضر ہو کر اکثر اولیاء اللہ نے فیض حاصل کیا ہے۔ شہر سے دو شاخیں ریل کی گئی ہیں۔ ایک مقام سوئز نہر کو گئی ہے اور دوسری پورٹ سعید کو۔ یہاں اکثر مشائخ صاحب خانقاہ سلسلۂ شاذلیہ اور سلسلہ رفاعیہ اور سلسلۂ سمانیہ کے پائے گئے ہیں۔ اسکندریہ جہاں آئینہ سکندری ہے شرح اس کی یہ ہے کہ سکندر نے تیس گز کا آئینہ بنایا تھا اور ایک بلند منارہ پر اس کو لگایا تھا قوم فرنگی راتوں کو اور دن میں کشتی پر سوار ہو کر دریا کے راستے سے آکر شہر میں ڈاکہ مارتے تھے۔ اس آئینہ کے لگانے سے ان کی کشتیوں کا عکس اس آئینہ میں نمودار ہوتا تھا اور اہل شہر مع اسلحہ کے پہلے سے جنگ کے واسطے تیار ہو جاتے تھے اور فرنگیوں کو مار کر بھگا دیتے تھے۔

حجاز

طائف: یہاں کی آب و ہوا نہایت خوش گوار ہے۔ ہر سمت بیرون شہر باغات کی کثرت ہے اور ایک باغ سے دوسرے باغ میں چشمہ جاری ہے۔ اس وقت یہاں سات نہریں جاری ہیں جن کا پانی سب باغوں میں پہونچتا ہے اور اہل شہر اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ بازار مثل قصبات کے مختصر ہے۔ انگور، انار، نیز ہر فصل میں میوہ جات بکثرت ملتے ہیں۔ اوّل زیارت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی ایک مسجد کے گوشہ

شمال میں واقع ہے اور اس قبہ کے اندر مزار حضرت طیّب اور حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرزندان نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سمت شمال واقع ہے اور اسی قبہ کے اندر مزار حضرت امام محمد حنیف ابن حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور مزار حضرت عبد الرحمٰن اور حضرت عیسیٰ ابن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہیں اور قبر زبیدہ خاتون کے بھائی کی اور اس کے برابر شریف عون کی قبر جو مسموم شہید ہوئے واقع ہے۔ اور سید رشید پاشا کی قبر اور ایک قبر کسی درویش عالم طریقہ نقشبندیہ کی ہے ان کا نام مولانا سید ملک بخاری نقشبندی ہے۔ عرض وطول قبہ شریف کا دس گز حسب فرمائش مولوی مقصود علی ابن مولوی سید یعقوب علی مرحوم میرٹھی متحقق ہوا ہے۔

دوسری زیارت مزار سید نا عکرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے جو طائف سے چھ میل کے فاصلہ پر موضع وحط جو دامن کوہ میں واقع ہے اسی موضع کے کنارے یہ زیارت ہے یہ صحابی رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بڑے عاشقوں میں تھے۔ بعد اس زیارت کے مسجد زیر دامن جبل کوع کی زیارت کی جس کے جنوب کے گوشہ میں نشان کہنی مبارک حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ہے۔ اس پہاڑ کے نیچے ایک پتھر معلق کھڑا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سر اقدس کا نشان ہے۔ اس مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز تھے کفار بنی ثقیف کے کئی سو آدمی پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور ایک بڑے بھاری پتھر کو بغرض ایذارسانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑھکایا۔ جب وہ پتھر سر مبارک کے قریب پہونچا معلق ٹھہر گیا۔ اب تک وہ پتھر مثل سائبان بے ستون کے کھڑا ہے۔ جہانتک سر مبارک سے مس ہوا تھا وہ پتھر مثل موم کے نرم ہو گیا اور نشان سر مبارک اب تک قائم ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے اس نشان مقدس سے اپنے سر کو مس کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ھٰذَا النِّعْمَۃِ الشَّرِیْفَۃِ۔

اس کے بعد زیارت مسجد عداس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کی جس کے سامنے ایک چشمہ جاری ہے جو کہ ایک باغ میں ہے۔ یہ وہ صحابی رسولؐ ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو وقت غلبہ کفار اپنی باغ میں امن دی۔ یہ حضرت عداس ایک نصاریٰ کے غلام

تھے جس کا نام ربیعہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیاس سے نہایت پریشان حال ہیں۔ عرق انار و انگور نچوڑ کر پلایا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ اے عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو۔؟

انھوں نے عرض کیا کہ نینوا بستی کا رہنے والا ہوں۔

حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بستی حضرت یونس علیہ السلام کے پیدائش کی جگہ ہے۔

عداس کہنے لگے کہ یہ حال حضور کو کیوں کر معلوم ہوا۔

آپؐ نے فرمایا کہ وہ بھی نبی تھے۔ اور میں بھی نبی ہوں۔

عداس نے کہا کہ بجز نبی کے کوئی نہیں جان سکتا بے شک آپ نبی ہیں۔ اور وہ آپ پر ایمان لائے۔

اس کے بعد زیارت بیر نفلہ کی ہے۔ یہ مقام طائف سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں ایک مسجد بنی ہے۔ اس کنویں کا پانی اول شور تھا حضرت نے اپنا لعاب دہن مبارک اس کنویں میں ڈال دیا شیریں ہو گیا جواب تک بدستور شیریں ہے۔ اس کنویں کے گرد مختصر سی آبادی بھی ہو گئی ہے۔

بیرون شہر طائف ایک پہاڑ جبل مجر الشاشہ کے نام سے مشہور ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کے اوپر چڑھ گئے تو عمامہ شریف کھل گیا۔ دور سے کفار طائف دیکھ کر اس پہاڑ پر چڑھ گئے کہ حضرت اس پہاڑ پر موجود ہیں۔ جوں جوں اوپر چڑھتے تھے حضرت کے معجزے سے جہاں آپ بیٹھے تھے وہ پہاڑ شق ہوتا جاتا تھا جب کفار اوپر پہونچ گئے آپ پہاڑ شق شدہ سے نیچے اتر آئے چوں کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، اللہ تبارک و تعالےٰ کی نگہبانی میں تھے کون آپ کو تکلیف پہونچا سکتا تھا۔

مسجد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت عرفطہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ابی امیہ ابن مغیرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور حضرت عبداللہ ابن حارث ابن ربیعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور حضرت سائب رضی اللہ عنہ اور حضرت ثابت بن الجزع رضی اللہ عنہما اور جلیبہ ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت

حارث ابن سہیل ابن ابی صعصیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اور حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت منذر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت زقیم ابن ثابت ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہم اور حضرت ابن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مزارات کی زیارت کی۔ اور بیرون شہر طائف زیارت مزار حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی کی جنہوں نے حضرت امام المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن شریف پڑھایا تھا۔

تاریخ طائف میں لکھا ہے کہ حق تعالےٰ نے آپ کو وہ تصرف عطا فرمایا ہے کہ آپ کی مزار پر اکثر بیماروں کو چارپائی پر اٹھا کر لائے اور آپ کے تصرّف سے وہ ایسے اچھے ہو گئے کہ اپنے پیروں سے چلے گئے۔ مکہ معظمہ کعبہ شریف کے حرم محترم میں سات مینار مختلف اطراف میں اذان کے لیئے بنے ہیں۔ بیچ میں خانہ کعبہ شریف ہے۔ گرد صحن دو دو تین درجے کے دالان بنے ہوئے ہیں۔ چودہ سو قندیل ہر محراب میں ایک ایک قندیل روشن ہوتی ہے۔ حطیم کے اندر میزاب رحمت کے نیچے مزار حضرت بی بی ہاجرہ امّ اسماعیل علیہما السّلام کا بے نشان بتلایا جاتا ہے۔ گوشۂ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان موافق مضمون رسالہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ڈھائی سو انبیاء بنی اسرائیل کی قبریں ہیں۔ مصلّائے حنفی کے سامنے دالان حرم میں ایک سرخ ستون ہے۔ کہتے ہیں کہ اس ستون سے مل کر بارہ برس کامل حضرت غوث پاک سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس مقام پر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے یہیں مسجد بنائی تھی جو طوفانِ نوح علیہ السّلام میں بے نشان ہو گئی تھی۔ حجر اسود جو بہشت کا پتھر کعبہ شریف کے گوشہ میں لگا ہوا تھا اس کو جبل ابو قبیس میں اٹھا کر امانتاً رکھ لیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو مسجد آدم یعنی کعبہ شریف تعمیر کرنے کا حکم بارگاہِ الٰہی سے ملا تو آپ نے عرض کیا کہ خداوندا مسجد آدم علیہ السّلام طوفان نوح علیہ السلام میں ایسی منہدم ہو گئی کہ اب اس کا نشان نہیں۔ میں کہاں مسجد بناؤں غیب سے ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہو کر سایہ فگن ہوا۔ حکم ہوا کہ جہاں تک اس کا سایہ ہے وہیں تک عمارت کعبہ کی بناؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام معماری کا کام کرتے تھے۔ دیوار چنتے اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اور مصالحہ پہونچاتے۔ ایک پتھر پیش دروازۂ کعبہ شریف

مقام ابراہیم (علیہ السّلام) میں رکھا ہوا ہے جس پر آپ کے قدم مبارک کا نشان ہے۔ اسی پتھر پر کھڑے ہو کر دیوار کعبہ شریف کے پتھر چنتے جاتے تھے۔ جب بلندی کا کام ہوتا تو وہ پتھر جس پر آپ کھڑے رہتے خود بخود بلند ہو جاتا اور پستی کے کام میں وہی پتھر نیچا ہو جاتا۔

جبل ابو قبیس پر اندر مسجد میں وہ نشان جہاں سے حجر اسود نکالا گیا اب تک موجود ہے جبل ابو قبیس کے آدھے راستہ میں ایک مسجد عبادت گاہ حضرت غوث پاک محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی اب تک موجود ہے۔ کعبہ شریف میں داخل ہونے کے چالیس دروازے ہیں۔ صحن کعبہ میں یہ وسعت ہے کہ لاکھوں آدمی وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایک دروازہ باب الصفا ہے۔ وہاں سے نکل کر زیر جبل صفا نیت سعی کر کے جبل مروہ تک سات مرتبہ کلمات طیبات پڑھتے ہوئے آتے اور جاتے ہیں۔ اور درمیان میلین اخضرین دوڑ کر چلتے ہیں۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان چار سو قدم سے کم فاصلہ نہ ہوگا۔

حق تعالیٰ نے حجر اسود میں قوتِ سلب گناہ بخشی ہے۔ جو کوئی اس کے سامنے سے گذر جاتا ہے ایسا ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پاک پیدا ہوا۔

اس مقدس مکان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۔ جو اس میں داخل ہوا امن میں ہو گیا۔

صحیح خبر سے ثابت ہے کہ جو کوئی سات مرتبہ طواف کعبہ شریف کا کرتا ہے اس کو دو رکعت نفل کا ثواب ملتا ہے۔ مگر یہ دو رکعت نفل ایسی ہے کہ طواف کرنے والے کے نامۂ اعمال میں دو لاکھ رکعت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جو کوئی ایک روپیہ خیرات کرے وہ لاکھ روپے کا ثواب پائے۔ جو کوئی ایک نیکی کرے لاکھ نیکی اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوں۔ اور اسی طرح جو کوئی ایک گناہ کرے اس کے نامۂ اعمال میں لاکھ گناہ لکھا جاتا ہے۔

باب کعبہ کے سامنے چاہ زمزم ہے اس کا پانی اگر بھوک کی حالت میں پیوے تو بھوک جاتی رہتی ہے اور پیاس کی حالت میں پیوے تو پیاس بجھ جاتی ہے اور جس حاجت اور جس مراد کی غرض سے چاہ زمزم پر کھڑا ہو کر پانی پیوے اور نظر کعبہ شریف پر رکھے اللہ تعالیٰ وہ مراد پوری کرتا ہے۔

اندر شہر مقام مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولد مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور مولد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور چکی جناب سیدہ کی زیارت ہوتی ہے۔

مولا علی تو خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے لیکن آپ کی والدہ ماجدہ نے خانۂ کعبہ سے ان کو اٹھا کر جس جگہ لا کر ان کو رکھا اور ان کی ناف کاٹی اور غسل دیا وہ جگہ مولد علی رضی اللہ عنہ کہلاتی ہے۔ اور مکان ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے وہاں زیارت کے لئے جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف رکھے تھے اور ابھی کہیں اٹھ کر چلے گئے ہیں۔

ایک گلی میں نشان معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ظاہر ہے کہ آپ اپنے دولت خانہ فیض کاشانہ سے حرم شریف میں نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تھے۔ راستہ میں ابلیس لعین ملا اس نے کہا آپ حرم میں نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ سب لوگ انتظار کرتے کرتے نماز پڑھکر چلے گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیرت سے دیوار میں کہنی ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔ حکم خدا سے دوسری مقابل کی دیوار میں پتھر سے ایک زبان نکلی اور بزبانِ فصیح عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں سب لوگ آپ کا انتظار کرتے ہیں تشریف لے جائیے۔ یہ شیطان ہے دھوکا دیتا ہے۔

اب تک حضرت کی کہنی مبارک کا نشان دیوار میں موجود ہے اور اس کے سامنے کی دیوار میں جو پتھر نے کلام کیا تھا اس میں گائے کی زبان سی اب تک موجود ہے۔

اور جبل ابو قبیس پر معجزہ شق القمر کی زیارت ہوتی ہے اور جبل نور پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گاہ کی زیارت ہے۔ اور جبل ثور پر اس غار کی زیارت ہوتی ہے جہاں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ وقت ہجرت تشریف فرما ہوئے تھے۔

بیرون شہر مکہ معظمہ قبرستان جنت المعلیٰ میں قبہ زیارت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور قبہ زیارت بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اور بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور قبہ

حضرت عبدالمطلب اور ابوطالب اور حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور بہت سے مقابر متبرکہ کی زیارت ہے اور منیٰ میں زیارت مقام قربانی حضرت اسماعیل علیہ السّلام ہے جو ایک پتھریلی زمین ہے۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی چھری نے اسماعیل علیہ السّلام کی گردن نہ کاٹی تو آپ نے جھنجلا کر ایک پتھر پر چھری ماری جو ایک گز سے زیادہ موٹا تھا وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور چھری نے بحکم ربّ العالمین ابراہیم علیہ السّلام سے کلام کیا کہ جب میں نے اتنے بڑے پتھر کو کاٹ ڈالا تو آپ کے صاحبزادے کی گردن کاٹنا کیا مشکل تھا مگر کیا کروں حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی گردن کاٹنے کو خدا کا حکم نہ تھا۔ ان کی پیشانی میں نور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم چمکتا ہے اور ان کی ذرّیت میں خاتم الانبیأ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدالانبیا ر پیدا ہوں گے۔

حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی والدہ بی بی ہاجرہ اس مقام سے قریب ایک پہاڑ کے درّہ میں بیٹھی ہوئی دعا مانگ رہی تھیں کہ اے خدا میرے بیٹے اسماعیل کو ثابت قدم رکھنا نہایت خوشی سے تیری راہ میں قربان ہو جائیں اور یہ قربانی تیری درگاہ میں قبول ہو جائے اس مقام کی بھی زیارت ہوتی ہے اور مسجد کوثر منیٰ میں ہے جہاں سورۂ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ نازل ہوئی ہے۔ یہاں حجاج کرام حاضر ہو کر دوگانہ نفل ادا کرتے ہیں، اور زیارت مقام نزول سورۃ وَالْمُرْسَلٰتِ متصل منیٰ دامن کوہ میں واقع ہے اور ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور مقام منیٰ میں ایک مسجد عظیم الشان مسجد خیف سے موسوم ہے۔ جہاں سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔ اور حجاج کرام وقت قیام منیٰ عرفات جاتے ہوئے اور عرفات سے واپسی میں جو تین دن ٹھہرتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں، پانچوں وقت اسی مسجد میں سب لوگ نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔

آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو تمام قافلہ حاجیوں کا منیٰ میں آکر ٹھہرتا ہے۔ نویں ذی الحجہ کو بعد نماز فجر وادی عرفات کو روانہ ہوتے ہیں جہاں بہشت سے نکلنے کے بعد حضرت بابا آدم اور اماں حوّا علیہما السّلام کی ملاقات ہوئی۔ اس میدان عرفات میں مسجد آدم علیہ السّلام ہے جو مسجد نمرہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں ایک اذان دو اقامت کے ساتھ

جمع تقدیم ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ یکے بعد دیگرے باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد قاضی خطیب منبر پر کھڑے ہو کر خطبۂ حمد الٰہی اور نعت رسالت کے بعد فضائل اور مسائلِ حج بیان کرتے ہیں۔ بعد اختتام خطبہ قاضی اونٹنی پر سوار ہو کر وسط جبل عرفات تک چڑھ کر ایک مقام مسطح پر بجائے خطبہ حزب الاعظم کی ساتوں منزلیں پڑھتے ہیں۔ جب ایک منزل ختم ہو جاتی ہے اور قاضی صاحب لبیک کہتے ہیں تو ایک شخص اونٹنی کے سامنے جھنڈی ہلا دیتا ہے۔ تمام حجاج وادی عرفات نے سب لبیک کہتے ہیں اور اپنا اپنا رومال ہلا دیتے ہیں اس میدان عرفات میں جو کوئی ۹ر ذی الحجہ کو قبل غروب آفتاب پہونچ جاتا ہے حاجی ہو جاتا ہے۔ بعد غروب آفتاب قاضی صاحب اونٹنی پر سوار پہاڑ کے نیچے اترتے ہیں اور فرماتے ہیں :۔ فرقوا یاجماعت المسلمین

اسی وقت تمام قافلہ حاجیوں کا مقام مشعر الحرام میں جس کو مزدلفہ کہتے ہیں جو مابین منیٰ اور عرفات تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں جمع تاخیر یعنی نماز مغرب وعشار ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ یکے بعد دیگرے ایک ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں۔ صبح کو بعد نماز فجر کے خطیب پشت مسجد الحرام یعنی روبقبلہ ہو کر خطبہ منبر پر چڑھ کر پڑھتے ہیں۔ حمد اور نعت کے بعد فضائل و مسائل حج بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں :۔

فرقوا یاجماعت المسلمین۔

اور تمام حجاج پشت مسجد پر اونٹوں پر سوار تیار رہتے ہیں۔ اسی وقت منیٰ کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ رات کو تمام حجاج ہر شخص اونچاس ۴۹ کنکریاں اپنی اپنی چادر احرام کے گوشہ میں باندھ لیتے ہیں اور جو مقام منیٰ میں پہونچکر تین دن دسویں، گیارہویں اور بارہویں تک جمرۃ الاولیٰ جمرۃ الوسطیٰ جمرۃ الاخریٰ تینوں مقام پر شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں اور مشعر الحرام اور منیٰ کے درمیان وادی فیل آتی ہے جہاں اصحاب فیل بارادہ انہدام کعبہ شریف آرہے تھے اور وہیں بحکم ربّ جلیل ابابیلوں نے کنکریاں لے کر اوپر سے ان پر پھینکنا شروع کیا سب کے سب غارت ہو گئے۔

دسویں تاریخ منیٰ میں جب حجاج کرام پہونچتے ہیں قربانی کرتے ہیں۔ سر منڈاتے

اور احرام کھولتے ہیں اور غسل کر کے اپنے معمولی کپڑے پہنتے ہیں۔ تیسرے روز کعبہ شریف میں آتے ہیں اور تین دن کے درمیان کعبہ شریف حاضر ہو کر طواف الزیارت کر کے منیٰ واپس چلے جاتے ہیں۔ بعد تین روز کے جملہ حجاج منیٰ سے مکہ معظمہ کو آتے ہیں۔

سفر مدینہ منوّرہ

مکّہ معظمہ سے اثنار راہ منزل اول میں حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا قبہ مزار ہے کہتے ہیں کہ اسی مقام پر جہاں کہ آپ کا مزار ہے رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح بھی ہوا تھا۔ اور جب مدینہ منورہ تین منزل رہ جاتا ہے مقام جدیدہ میں زیر دامن کوہ ایک چھوٹا سا سبز قبہ ہے اس میں زیارت مزار حضرت عبدالرحیم برعی عاشق رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ہوتی ہے۔

جب مدینہ منورہ سات کوس باقی رہ جاتا ہے راستہ میں کوہ مفرح کے اوپر سے روضۂ مبارک نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا گنبد خضرا نظر آتا ہے۔ فقیر جامع رسالہ ہذا جب اس مقام پر پہونچا تھا اپنے جوش قلبی سے یہ غزل لکھی تھی۔

غزل

جب کوہ مفرح سے وہ روضہ نظر آیا — تسکین دلِ زار کا نقشہ نظر آیا
وہ روضۂ شاہنشہ طیبہ نظر آیا — یا جنّت ماویٰ کا بھی ماویٰ نظر آیا
عشاق چلو روضۂ محبوب خدا میں — لو دور سے وہ قبۂ خضرا نظر آیا
آنکھوں میں چکا چوند ہے کیوں نائرہ کھدو — کیا سب کی نگاہوں سے مدینہ نظر آیا
یہ قبۂ خضرا ہے سرِ راہ مدینہ — وہ مسجد عالی کا منارہ نظر آیا

آنکھوں نے کسی کی نہیں جو خواب میں دیکھا　　وہ قدرتِ خالق کا تماشہ نظر آیا
اے اشرفی زار کہوں تجھ سے میں کیوں کر　　ان آنکھوں سے اس دم مجھے کیا کیا نظر آیا

جب تین کوس کے قریب مدینہ منورہ رہ جاتا ہے تو مقام مسجد علی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی زیارت ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب ایک میل مدینہ منوّرہ رہ جاتا ہے تو ایک قبہ "قبۂ خضرا" کے نام سے ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب زائرینِ دربار رسالت کا گذر اس راستے سے ہوتا ہے تو مردان صاحب جذب اور صاحب کرامت کی حالت کو حضرت خضر علیہ السّلام اسی مقام پر سلب کر لیتے ہیں۔ جس میں ارباب جذب اور صاحب کرامت سے عالم بے خودی میں کسی قسم کی بے ادبی دربار رسالت میں واقع نہ ہو اور جب وہ لوگ رخصت ہوتے ہیں تو حضرت خضر علیہ السّلام دو چند نعمتیں ان کو عطا کر کے رخصت کرتے ہیں۔

بیرون شہر پناہ مدینہ کے قریب مسجد غمامہ ایک وسیع میدان میں ہے جہاں زائرین کے قافلے اونٹوں سے اتر کر دروازہ شہر پناہ سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شمالی دروازہ باب مجیدی کے نام سے مشہور ہے۔ اور سمت مشرق دو دروازے ایک باب النساء دوسرا باب جبرئیل علیہ السّلام واقع ہے اور سمت مغرب ایک دروازہ عالیشان باب السلام جس میں سے پہلے زائرین دربار عالی کی زیارت کے واسطے داخل ہوتے ہیں ایک دوسرا دروازہ باب الرحمۃ نامی بابُ السّلام سے کچھ شمال کو ہٹ کر غرب رویہ واقع ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بارہ درجہ کی بنی ہوئی ہے۔ محرابُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈیڑھ گز سمت مغرب ستون حنانہ کے دفن کا مقام ہے محرابُ النبی اور منبر شریف سے سمت مشرق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گنبد خضرا ہے۔ اس میں اول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار ہے اور حضورؐ کے دوش مبارک کے مقابلہ پر مزار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے اور ان کے دوش مبارک کے مقابل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے۔ ان تینوں مزاروں پہ صندل کی ضریح رکھی ہوئی ہے۔ اس پر سبز غلاف ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو ایک اسماء مبارک مع درود شریف سفید حروف میں بنے ہوئے ہیں۔

اس قبہ اقدس میں ایک کھڑکی سمت شمالی حجرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے ملی ہوئی لگی ہے۔ اس حجرہ میں آپ کے مزار فائز الانوار کی زیارت ہوتی ہے۔

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے ایک دیوار درمیان محراب تہجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہے۔ صحن روضہ میں ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ جناب سیدہ کے نام سے ہے اور کنواں بیئر کوثر کے نام سے متصل باغیچہ مشہور ہے۔ صحن مسجد سے سمت مشرق ایک حصہ مسجد شریف میں لکڑی کی جالی لگی ہوئی ہے۔ جس میں عورتیں آکر نماز پڑھا کرتی ہیں اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے مغرب کی طرف اندر شہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیدنا عبداللہ ابن عبدالمطلب کے مزار کی زیارت ہے اور مدینہ منورہ سے سمت شمال بیرون شہر زیر دامن کوہ احد ایک مسجد میں زیارت مزار سیدالشہدار حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے۔ حضرت سیدالشہدار کی مزار پر یہ حالت نظر آتی ہے جیسے ایک دولہا نوشاہ آرام فرماتا ہو اور اس قدر روحی فیض کی بوچھار ہوتی ہے جیسے بارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اس مقام سے سمت شمال کچھ دور آگے بڑھ کر مقام شہادت دندانِ مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور قریب نصف میل سمت شمال پہاڑ کے اوپر جہاں جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاکر جلوس فرمایا تھا اس مقام کی زیارت ہے اور اسی صحرا میں گنج شہدائے احد کی زیارت ہے۔ اور اس مقام سے سمت مغرب زیارت مزار سیدنا حضرت علی عریضی ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کی ہے۔

مدینہ منورہ سے گوشۂ شمال و مشرق میں زیارت مسجد عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ اور زیارت بیئر روما ہے جس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے خرید فرما کر واسطے اہل اسلام وقف کر دیا تھا اور اس خدمت کے صلے میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوش خبری اس طرح سنائی ہے کہ تم نے اس کنوئیں کو نہیں خریدا بلکہ جنت کو مول لے لیا ہے اور اس مقام سے سمت جنوب تھوڑے فاصلے پر مسجد قبلتین کی زیارت ہے۔ اور مدینہ منورہ سے دکھن کی طرف مسجد قبا کی زیارت ہے جہاں اوّل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ اس مسجد سے حضرت کو کعبۃ اللہ شریف بے حجاب نظر آتا تھا۔ اس مسجد

میں جو کوئی دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کو بموجب حدیث عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اسی مسجد کے متصل مقام چکی حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے۔ اور مقام قیام حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت ہے اور بیر تفلہ کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ڈال دیا جس سے اس کا کھاری پانی میٹھا ہو گیا' کی زیارت ہے اور مسجد بنی نجار کی زیارت ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور پشت مسجد نبوی پر زیارت محل نشست گاہ حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہے جس کو دار الشوریٰ کہتے ہیں اور مسجد عالی سے سمت مشرق وجنوب مکان پشت مسجد نبوی مشہد عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی زیارت ہے اور قریب باب البقیع اندرون شہر متصل دیوار فصیل یعنی شہر پناہ کے قبہ مزار سیدنا اسماعیل عارج ابن سیدنا امام جعفر صادق علیہما السلام ہے جو حضرت محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مورثِ اعلیٰ ہیں جن کو قوم بوہرہ اور خوجہ اپنا ساتواں امام مانتے ہیں۔ اور امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کو اپنا امام نہیں مانتے۔

باب البقیع کے باہر بیرون شہر پناہ درمیان قبہ مزار صفیہ بنت عبدالمطلب عمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ احاطہ جنت البقیع میں اکثر مزارات صحابہ اور اہل بیت کے ہیں۔

کنارہ جنت البقیع پر قبہ مزار حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

منقول ہے کہ جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے غسل میت دے کر کفن پہنا کر بعد ادائے نماز جنازہ بیرون شہر دفن کیا۔

ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اور عثمانؓ کے درمیان جنت ہے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر پہلے سے مجھ کو اس حدیث کی اطلاع ہوتی تو اور زیادہ دور لے جا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرتا جس میں جنت کی اور زیادہ وسعت ہوتی۔

مابین قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جو احاطہ قبرستان ہے وہی جنت البقیع مانا جاتا ہے۔ اسی احاطہ کے اندر قبۂ اہل بیت میں مزار سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ عمّ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مزار حضرت امام حسن علےٰ جدّہ وعلیہ السّلام، اور مزار امام زین العابدین اور مزار امام محمّد باقر علےٰ جدّہما و علیہما السّلام اور مزار حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین ہے۔ یہ پانچوں مزار بروایت صحیحہ ثابت ہے۔

اور ایک روایت میں اس قبہ کے اندر سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا مزار اور سر اقدس امام حسین علےٰ جدّہ وعلیہ السّلام کا مدفن بھی آیا ہے۔

قبۂ اہل بیت کے پائیں ایک بادشاہ کا مزار ہے۔ اس قبر پر ایک پتھر پر یہ کندہ ہی

وَیَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ

لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے۔

اس قبہ شریف کے دکھن کی طرف قبۂ بیت الحزن ہے جہاں جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بعد رحلت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی مفارقت میں جاکر رویا کرتی تھیں۔ اسی احاطہ کے اندر قبۂ اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبۂ بنات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قبۂ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبہ حضرت عقیل برادر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی زیارت ہے اور زیارت قبۂ مزار سیدنا نافع شیخ القرار اور امام مالک رضی اللہ عنہ اور مزارات بارہ صحابی اور شہدار بقیع رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کی ہیں۔

متصل مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار حضرت قطب الدین شیخ یحییٰ مدنی شیخ الطریقۃ چشتیہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا ہے اور مزار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جانب شرق ایک شاہراہ کے بعد ایک نخلستان ہے اس میں مزار حضرت ابا سعید خدری رض راوئ حدیث صحابی کا ہے۔

مدائن صالح : مدینہ منورہ سے چل کر ریل کے راستہ میں ایک اسٹیشن مدائن صالح ملتا ہے جہاں کافروں نے ناقہ صالح علیہ السّلام کو قتل کیا تھا۔ ان لوگوں نے مکان اپنے پہاڑوں

یں کھود کھود کر بنائے تھے۔ جب اس قوم پر بوجہ قتل ناقۃ اللہ خدا کا قہر نازل ہوا۔ اور ملائکہ نے اونچی چوٹی کے پہاڑوں کو کفار پر گرایا۔ نہ مکان ان کا باقی رہا نہ مکین رہے۔ اب تک ریل جو اس راستہ سے ہو کر جاتی ہے تو کچھ کچھ علامتیں در و دیوار زمین مغضوبہ پر نظر آتی ہیں۔

ریل مقامات تبوک و باغ فدک ہوتی ہوئی معان جنکشن کو جاتی ہے۔ ایک ریل دمشق تک اور دوسری بندر حیفا تک جاتی ہے۔

محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ مدینۃ الاولیاء نواحی عراق میں ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ سوائے اولیاء اللہ کے کوئی دوسرا یہاں سکونت نہیں کرتا۔ جب حضرت علی ثانی میر سید علی ہمدانی مدینۃ الاولیاء میں تشریف لے گئے۔ فقیر اشرف بھی ایک جماعت فقراء کے ساتھ گیا ان کی تمام جماعت میں سے صرف چالیس اولیاء سزاوار اس شہر میں جانے کے تھے باقی باہر ٹھہر گئے۔ فقیر مع سید ہمدانی داخل مدینۃ الاولیاء ہوا۔ اور ان کے اکابر کی ملاقات سے مشرف ہوئے جس میں دو سو مشائخ ولی اللہ رہتے تھے جنہوں نے وہاں کی سکونت اختیار کی تھی۔ حق تعالیٰ نے اس سرزمین کو یہ شرف بخشا ہے کہ سوائے اولیاء اللہ وہاں کوئی دوسرا نہیں رہتا۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک چلہ تک وہاں قیام کیا تھا۔ اور حضرت شیخ عبداللہ جو سرحلقہ اس جماعت کے تھے حضرت کے حال پر کمال نوازش فرماتے تھے اور ایک عجیب تحفہ عنایت کیا کہ اس کی شرح عجیب تھی۔

گاذرون اس مقام پر اولیاء اللہ کا مدفن بکثرت ہے۔ یہاں کے عجائبات سے یہ ہے کہ حضرت خواجہ ابو اسحاق گاذرونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنے حجرۂ تاریک میں جو چراغ کہ روشن کیا تھا تا حیات آپ کے روشن رہا اور بعد رحلت اس حجرہ میں آپ کا مزار ہوا۔ اس چراغ کو حضرت محبوب یزدانی نے جب زیارت مزار کو تشریف لے گئے بچشم خود روشن دیکھا اور فرماتے تھے کہ یہ چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔ بموجب شعر:-

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　　چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

منقول ہے کہ جب شاہ شیراز آپ کے مزار پر آیا اور چراغ کو منہ سے پھونک دیا۔ بقدرتِ الٰہی خود بخود چراغ روشن ہو گیا۔ چند روز نہ گذرے تھے کہ اس کا بیٹا جان سے،

مارا گیا۔

سچ ہے کہ جس نے اولیاء اللہ کے دربار میں گستاخی کی وہ کسی نہ کسی عذاب میں ضرور مبتلا ہوتا ہے کیوں کہ یہ لوگ مظہر شان جمال و جلال الٰہی ہوتے ہیں جس نے آداب و حفظ مراتب اولیاء ملحوظ رکھا۔ شان جمالی سے فیض یاب ہوا اور جس نے ذرا بھی گستاخی اور بے ادبی کی اس پر باثر شان جلالی بلا نازل ہوتی ہے۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں :۔

پیش ایں الماس بے اسپر میا　　کز بریدن تیغ را نبود حیا

کوہ قاف

یہ پہاڑ زبرجد کا ہے جو ساری دنیا کے گرد ہے۔ آسمان مصفا مثل آئینہ کے ہے اسی پہاڑ کے عکس سے نیلگوں نظر آتا ہے۔ جب حضرت محبوب یزدانی سدِ سکندری پر پہونچے دیکھا کہ سات سو کوس تک دیوار ہشت دھات کی بنائی ہوئی ہے۔ اور لوگ لکھتے ہیں کہ قوم یاجوج ماجوج صبح سے شام تک اس دیوار کو چاٹتے ہیں تو دیوار باریک رہ جاتی ہے مگر صبح تک پھر بدستور ہو جاتی ہے۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ حالہ)

مقام خصلان میں حضرت اسماعیل عطار رہتے تھے۔ بڑے صاحب جذبۂ قویہ تھے۔ جب حالتِ پر جوشش پیدا ہوتی دو تین روز تک قوالی سنتے۔ بڑی وسیع خانقاہ بنائی تھی جس کے دونوں گوشوں میں بیس حجرے بنے تھے۔ جب کوئی مسافر آتا تھا انھیں حجروں میں ٹھہرتا تھا۔

اس شہر کے آدمی نہایت خلیق تھے۔ حسین لونڈیاں مہمانوں کی خدمت کو بھیجتے تھے۔ اگر مسافر نے از راہ تقوی ان کی طرف توجہ نہ کی تو اس کے بڑے معتقد ہوتے اور اسکی خدمت جان سے کرتے۔ اگر بہ نیت بد دست درازی کرتا تو وہ لونڈی اپنے آقا کو خبر کرتی۔ لونڈی کا

مالک صبح کو بیس گز کپڑا لے کر مسافر کے پاس آتا تو وہ مسافر فوراً مر جاتا۔ اسی کپڑے میں کفن دے کر دفن کر دیتے۔ ان مسافروں کے لئے ایک قبرستان الگ بنا رکھا ہے۔

جبلُ الابوابُ

اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ ہے جس میں ڈاکوؤں کا مسکن تھا۔ اس قلعہ کو سوائے سکندر ذوالقرنین کے کسی نے فتح نہیں کیا۔ اس پہاڑ کے گوشہ میں ایک بزرگ گوشہ نشین تھے جس کی دعا سے سکندر کی فتح ہوئی تھی۔ اسی درہ کے حجرہ میں ان بزرگ کا مرقد منورہ ہے۔ جو کوئی مسافر درویش وہاں جاکر معتکف ہوتے ہیں بے فیض نہیں جاتے۔

جزیرہ طلسم

ایک عجائب یہ دیکھا گیا کہ جب کشتی سکندر ذوالقرنین اس مقام میں پہونچی، ہر چند کوشش کرتے تھے مگر کشتی اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتی تھی۔ بالآخر حکیم دانا بلیناس کشتی سے اترا اور جزیرہ میں آیا اور سکندر سے کچھ سامان طلب کیا اور چند روز میں ایک طلسمانی صورت آدمی کی بنائی اور نقارہ اس کے سامنے رکھ دیا اور تصویر طلسمی کے ہاتھ میں چوب دے دی اور اس صورت نے نقارہ بجانا شروع کر دیا اور بلیناس حکیم جلدی کشتی پر سوار ہو گیا۔ اسی وقت کشتی روانہ ہو گئی خدا نے اس مہلکہ سے نجات بخشی۔

حکیم بلیناس سے لوگوں نے پوچھا کہ سبب خلاصی کیا ہوا؟

حکیم نے کہا بجز عنایت الٰہی اور کیا کہوں لیکن ظاہری سبب یہ ہوا کہ بحر محیط میں ایک مچھلی ہے جو ساری سمندر کی مچھلیوں سے بڑی ہے جب نقارہ کی مہیب آواز سنی اپنی جگہ سے اچھل پڑی اور زور سے چلی۔ اس کی حرکت سے پانی میں جنبش ہوئی۔ اس کی تیزی سے کشتی بھی چل نکلی۔

بعض کہتے ہیں کہ کشتی سکندر ذوالقرنین ایک تیز پر مرغ کی ہوا سے روانہ ہو گئی۔ مگر اول صحیح ہے۔

جزیرہ بحرِ محیط

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ہماری کشتی بھی جب بحر محیط میں پہونچی محض بہ عنایت الہٰی نکل گئی۔ اگرچہ وہ طلسمی نقارہ بھی کام کرتا تھا۔ جب جزیرہ بحر محیط کے کنارے اترے ایک چڑیا عجیب و غریب شکل کی دیکھنے میں آئی۔ اس کی صفت اس طرح فرماتے تھے کہ دونوں بازو اس کے زمرّدی تھے اور دونوں پیر اس کے ایسی وضع کے تھے جیسے جڑاؤ تھے اس کی چونچ کا رنگ چمکدار طلائی تھا۔ سینہ بھی ایسا ہی تھا۔ اس قسم کی چڑیا تمام عمر میں نے نہیں دیکھی تھی۔

اس جزیرہ میں تین بزرگوار نظر آئے۔ سفید داڑھی والے بدن ایسا چمکدار معلوم ہوتا تھا کہ گویا مثل آئینہ صافی کے ہے۔ آدمیوں کا سا ان کا لباس نہ تھا۔ فقیر کی حالت پر نہایت عنایت فرمائی اور اجازت عمل نادِ علی عطا فرمائی اور بعض حقائق معرفت اور فوائد راہ سلوک عارفانہ طور سے فرمایا۔ جو اس طائفہ صوفیہ کے لئے مفید ہو۔

جب بحر محیط سے تھوڑے راستے طے کئے تھے مقام یدجا عل سکندری نظر آیا۔ اور بعنایت الہٰی اس سے آگے بڑھے۔ اگرچہ اس سفر بحری میں سخت پریشانی حاصل ہوئی مگر فائدہ بھی حاصل ہوا۔

ولایت جھنکر : حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ نواحی دکن میں ایک ولایت ہے جس کو جھنکر کہتے ہیں۔ جب ہم وہاں پہونچے عموماً وہاں کے آدمی حسین نظر آئے مخصوص عورتیں وہاں کی نہایت صاحب جمال تھیں مگر وہاں کی ایک رسم بد ایسی تھی کہ کہیں نہ ہوگی۔ یعنی شام کے وقت تمام عورتیں اپنا محرم یعنی انگیا اتار کر بیرون شہر ایک مقام پر لٹکا دیتیں اس کے بعد مردوں کا مجمع وہاں جاتا جس کے ہاتھ جو محرم آتا اسی محرم والی عورت کے ساتھ شب باش ہوتا۔ چاہے وہ اس کی ماں ہو یا بہن ہو۔

اس رسم بد سے حضرت محبوب یزدانی کے خاطر مبارک بے حد منغص ہوئے وہاں کا راجہ حضرت کی زیارت کے لئے آیا اور کمال ادب و تعظیم سے ملا۔ جب اس کی آمد و فت

زیادہ ہوئی تو حضرت محبوب یزدانی نے اس کو نصیحت کرنا شروع کیا۔

اس نے عرض کیا کہ اے حضرت کیا کروں یہاں یہ رسم ہوگئی ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے۔ آخر ایک پچھلا قصہ عرض کیا کہ ہمارے بزرگوں میں ایک صاحب نے چاہا تھا کہ یہ رسم بند کردیں اور حکم کردیا کہ کوئی عورت شام کو نہ نکلے۔

ایک مہینہ کے قریب اس حکم کو گذرا کہ بلائے وبا آئی اور سب لوگ ہلاک ہوئے۔ ارا کین ریاست آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے اس رسم کے بند کرنے کی رائے نہ دی تھی۔ آخر ایک بلا آئی۔ القصہ حکم دے دیا گیا کہ برسم قدیم شام کو سب عورتیں نکلیں اور جیسا کرتی تھیں کریں۔ جب وہ رسم بد جاری ہوئی اسی روز وبا دفع ہو گئی۔

جب حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا فرمایا :۔

سچ ہے کوئی تقدیر الٰہی پر مطلع نہیں ہے اور اسباب قدرتِ الٰہی نہیں سمجھ سکتا۔ خدا جانے اس میں کیا حکمت رکھی تھی۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ دشت قفچاق میں قوم ترک آباد ہیں۔ اس قوم کو قفچاق کہتے ہیں۔ یہاں کے مرد اور عورتیں نہایت حسین ہوتے ہیں۔ ان میں یہ رسم ہے کہ ان کی عورتیں منہ کھول کر چلتی پھرتی ہیں۔ جب سکندر ذوالقرنین کا لشکر یہاں پہونچا تو سکندر کو یہ خیال آیا کہ ان عورتوں کی بے پردگی رفع کرنا چاہیئے۔ آخر الامر سکندر ذوالقرنین نے وہاں کے بزرگوں کو بلایا اور نصیحت کی کہ تمہاری عورتیں منہ نہیں ڈھانکتی ہیں۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو خلاف رسمِ قدیمانہ کرنا جان دینے سے بدتر ہے۔

ہر چند بہت کچھ فہمائش کی مگر ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔

جب سکندر ذوالقرنین نے دیکھا کہ یہ ہمارا حکم نہیں مانتے تو عقلائے ہمراہی کی طرف متوجہ ہو کر یہ خواہش کی کہ ایسی ترکیب کرو کہ عورتیں اپنا منہ چھپائیں۔

ہمراہیوں نے عرض کیا کہ چند روز حضور یہاں قیام فرمائیں۔ بعض سامان اور آلات ہم کو بہم پہونچائیں۔

اس نے یہ حکم کر دیا کہ جو کچھ ہمارے عقلاء طلب کریں ہم پہونچاؤ۔

ایک مہینہ کے عرصہ میں ایک طلسمی تصویر سنگ سیاہ کی بنائی اور اس پر ایک چادر سفید رخام سے پہنائی اور جس راہ سے عورتیں گذرتی تھیں وہاں اس تصویر کو لٹکا دیا جو عورت اس راستے سے آتی اور اس صورت طلسمی کو دیکھتی اپنا منہ چھپا لیتی۔ اسی طرح تمام عورتیں اس راستے سے گذر کر سب منہ چھپانے لگیں۔

جب مرد عاقل وزیر سے سکندر نے استفسار کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اس میں ایک حکمت ہے۔ دوسرے جب عورتوں نے صورت سنگین کو روپوش دیکھا تو ان کے دل میں اثر پیدا ہوا جب کہ سنگین صورت منہ چھپاتی ہے تو ہم کیوں نہ چھپائیں۔ پتھر کی نصیحت ان سنگین دلوں پر اثر کر گئی۔

ولایت قفچاق میں ایک بزرگ تھے خواجہ احمد یسوی کے خلفاء میں سے اور جب حضرت محبوب یزدانی رخصت ہونے لگے آپ سے خرقہ طلب کیا۔ آپ نے حسب خواہش ان کو خرقہ عطا کر کے سرفراز فرمایا۔

تھوڑی راہ وہاں سے طے کر کے آگے بڑھے۔ دامن کوہ میں ایک درویش بڑی عمر والے رہتے تھے۔ لوگ ان کی عمر پانچ سو برس بیان کرتے تھے اور بعضے تین سو برس کی عمر کہتے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو دیکھا بہ تعظیم تمام پیشوائی کو آئے اور اپنے مقام پر لے گئے۔ تین روز تک آپ کی ضیافت کی تیسرے روز فرمایا کہ اے فرزند اشرف! تمہاری ایک امانت میرے پاس ہے جس کے لئے حکم کیا گیا ہے اور بھائی خضر علیہ السلام خوش خبری لائے ہیں کہ وہ تم کو سپرد کروں۔

حضرت نے کہا کہ نہایت مہربانی ہوگی۔

گوشۂ حجرہ میں گئے اور ایک تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس تاج کو اپنے سر سے اتار کر کہا کہ یہ تاج مجھ کو اپنے اگلے بزرگوں سے سلسلہ بہ سلسلہ ملا ہے اور یہ تاج شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اب مجھ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ تم کو دوں، قبول کرو۔ اور یہ فرمایا کہ رباعی جو ابوسعید ابوالخیر سے منسوب ہے جو کوئی ہمیشہ اس

کو پڑھا کرے البتہ نام اس کا دفتر اولیاء اللہ میں لکھا جائے گا۔ خبردار خبردار! اس رباعی کا وظیفہ اپنا کرنا اور اپنے اصحاب کو بھی اس کے پڑھنے کی رغبت دلانا اور جس پر کمال مہربانی رکھتے ہو اس کو یہ رباعی تلقین کرنا۔ اس رباعی کے فوائد اس درجہ ہیں کہ شرح اس کی نہیں ہو سکتی

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد   احسان ترا شمار نتوانم کرد

گر برتن من زبان شود ہر موئے   اک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اور یہ دوسری رباعی بھی تلقین کی اور نہایت تعریف اس کی فرمائی۔ بیان فرمائے کہ جس بیمار کو یہ دوسری رباعی لکھ کر تعویذ بنا کر پہنائیں یا طشتری پر لکھ کر دھو کر پلائیں انشاء اللہ تعالےٰ اس کو صحت ہو جائے گی۔ یہ رباعی بھی حضرت ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے

حورا بنظارۂ نگارم صف زد   رضواں زتعجب کف خود برکف زد

یکے خال سیہ بر رخ آں مطرف زد   ابدال زبیم چنگ در مصحف زد

یہ دونوں رباعیاں حضرت محبوب یزدانی کو تلقین فرما کر بہت خوش خبری فرمائی۔

جبلُ القرونُ

یہ پہاڑ نواحی ملک عراق میں ہے۔ اس پہاڑ میں حضرت شیخ عبداللہ رہتے تھے پچاس برس سے اسی دامنِ کوہ میں گوشہ نشین تھے۔ خوارق اور کرامات آپ کے اس دیار میں مشہور تھے جو مسافر وہاں جاتا تھا آپ سے استفادہ حاصل کرتا تھا آپ کی ملاقات میں وہ اثر تھا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

جب حضرت محبوب یزدانی نے آپ کی ملازمت کا شرف حاصل کیا تو بہت کچھ باتیں درمیان میں آئیں۔ وقت رخصت فرمایا کہ رباعی حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی البتہ یاد رکھنا کہ حضرت شیخ فرماتے تھے کہ جو کوئی اس رباعی کو کسی مریض کی عیادت میں جا کر پڑھے گا اور وقت عیادت یہ رباعی یاد آجائے تو مریض کو صحت کی امید ہے

وہ یہ ہے :۔

فتنہ انگیزی و دامن در کشی تیر اندازی کماں پنہاں کنی
با تو نتواں گفت ایں کن واں مکن بادشاہی ہر چہ خواہی آں کنی

اس پہاڑ میں حضرت شیخ جمیل الدین قیام پذیر تھے۔ تین سو برس کی عمر رکھتے تھے۔ بہت کچھ اسرار حقائق اور معارف سے حضرت محبوب یزدانی کو بہرہ مند کیا۔

ان کے یہاں ایک بندر پلا تھا اس کی عجیب کرامات نقل کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ کے پاس جوگیوں کی ایک جماعت پہونچی۔ تھوڑی دیر تک آپ ان سے ہم کلام رہے۔ ان میں ایک مسلمان، جوگیوں کے لباس میں تھا۔ بندر آیا اور تمام جوگیوں پر ہگتا ہوا چلا گیا۔ مگر ایک شخص پر نہیں ہگا۔ حضرت شیخ نے فرمایا غالباً یہ شخص مسلمان ہے۔

شعر

بہت جیواں بزرگوں کے کرم سے سمجھ لیتے ہیں رنگ کفر و ایماں

جبل البہ

اس پہاڑ میں ایک بزرگ معتکف تھے نہایت صالح اور عابد۔ جب حضرت محبوب یزدانی کو دیکھا آپ کو ٹھہرایا اور نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کرتے۔ جب عرصہ تک حضرت نے وہاں قیام فرمایا وہ درویش آپ سے فیضیاب ہوئے جب آرزوئے خلافت کی۔ حضرت نے بہ عطائے خرقہ شرف خلافت سے مشرف کیا اور خلافت نامہ لکھ کر عطا فرمایا۔

وہ درویش نقل کرتے تھے کہ اس ولایت کا راجہ فقیروں سے محبت رکھتا ہے اور مسافر نواز ہے۔ اس بات کی آرزو رکھتا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کی زیارت کرے۔

حضرت محبوب یزدانی نے انکار فرمایا۔

جب نہایت الحاح خوشامد اس درویش نے کی اجازت حاضری کی پائی۔ فرمایا:۔

اچھا حاضر ہووے۔

جب راجہ حاضر ہوا اور حضرت کی زیارت کی۔ حد سے زیادہ ضیافت اور خدمت گذاری میں مشغول ہوا۔ جب کسی قدر حضرت کو اپنے طرف مخاطب پایا' حضرت سے دعا کی درخواست کی

فرمایا کہ تو منکر خدا ہے تیرے لئے کیا دعا کروں۔

عرض کیا کہ بادشاہان دہلی میرے ملک کے لینے کا میل رکھتے ہیں۔

فرمایا کہ جب تو شرائط خدمت شاہانِ دہلی کرے گا تجھ کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ امید ہے کہ بادشاہوں کا قدم تیری سلطنت لینے کے لئے اس زمین پر نہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

نواں صحیفہ

حضرت محبوب یزدانی کی بعض کرامتوں کے بیان میں

قال الاشرف التصرف فی الحقیقۃ من اللہ تعالےٰ لان الکمال فی ان یصدر الافعال کلہ بارادتہ واختیارہ اذا صدر ورہ بلا اختیارۃ وارادۃ نقص والکمال فی ان یکون سمیعاً بصیراً متکلماً موجداً الی سائر صفاتہ الذاتیۃ والفعلیۃ والکمال فی ان یکون جمیع صفاتہ دائمۃ الثبوت ازلاً وابداً اذا تخلف عن واحدۃ منہا وقت ما نقص

حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ تصرف درحقیقت اللہ تبارک وتعالےٰ کی طرف سے ہے اس واسطے کہ کمال اس میں ہے کہ تمام کام صادر ہوں ساتھ ارادت اور اختیار اس کے واسطے ظہور افعال بلا اختیار اور ارادہ کے نقصان ہے۔ اور کمال اس میں ہے کہ ہو سننے والا دیکھنے والا بولنے والا پیدا کرنے والا مع تمام صفات ذاتی اور فعلی کے۔ اور کمال اس میں ہے کہ ہوں تمام صفات اس کے ہمیشہ قائم بے ابتدا اور بے انتہا کے جس وقت کہ باز رہے ان میں سے کسی ایک سے کسی وقت یہ نقصان ہے

وقال الاشرف الکرامۃ ھی خارق العادۃ تصدر عن ھذہ الطائفۃ علی حسب المراد والغیر۔

فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کرامت خلاف عادت ہے کہ ظاہر ہوتی ہے اس گروہ سے اوپر موافق ارادہ اور غیر ارادہ کے۔

حضرت محبوب یزدانی کی کرامات اور خوارق عادات اس قدر ہیں کہ شمہ اس سے بیان ہو سکے۔ سن شریف حضرت کا سو برس سے زیادہ ہوا تھا۔ تین بار ساری دنیا کا سفر کیا۔ پھر اگر غور کیا جائے تو اس مدت میں بحالت سفر و حضر آپ سے کس قدر کرامتیں ظاہر ہوئی ہوں گی۔ کتاب لطائف اشرفی سے بعض کرامتیں انتخاب کر کے اس غرض سے لکھتا ہوں کہ ناظرین باتمکین اس نعمت سے بے بہرہ نہ رہیں۔ بر سبیل تیمن و تبرک بعض کرامات مخصوصہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مثنوی

ان کے فضل و کمال کی حالت | کوئی کیا لکھے یہ محال ہے بات
تھے وہ غوث جہاں بحد کمال | پیشوا اولیاء با اجلال
خاندان حسینی الحسنی | ہر صفت میں کیا خدا نے غنی
خواہر پاک شاہ گیلاں سے | نسب مادری بھی جن کا ملے
کیا کوئی ان کی کر سکے تعریف | کیا کوئی ان کی لکھ سکے توصیف
دہر میں جتنے تھے ولی اللہ | سب کے سردار تھے وہ حق آگاہ
اشرفی خاص ہے انہیں کا غلام | جن کو ان سے ملا ہے فیض تمام

کرامت نمبر ۱: کتاب سنوات الاتقیا جو تصنیف شیخ ابراہیم سرہندی ہے اس کو جناب حاجی مولانا سید اسماعیل حسن صاحب قادری، مارہروی نے فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کو دکھلایا۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک دن قاضی شہاب الدین ملک العلماء خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں اس خیال سے حاضر ہوئے کہ حضور مجھ کو میرے لائق خطاب عطا فرمائیں اور وہ چیز کھلائیں جو میں نے کبھی نہ کھائی ہو۔ جیسے ہی خیمہ مبارک کے قریب آئے طناب خیمہ سے الجھ کر قاضی صاحب کی پگڑی گر پڑی۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: ملک العلماء دستار سر پر رکھو۔

جب خدمت عالی میں بعد شرف پابوس مؤدب دو زانو ہو بیٹھے حضرت نے باورچی

سے فرمایا کہ طعام ما حضر قاضی صاحب کے لئے لاؤ۔

باورچی نے ایک پیالہ کھیر کا قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا۔

قاضی صاحب دل میں سوچنے لگے کہ کھیر کوئی نایاب کھانا نہیں۔ میں نے بارہا کھیر کھائی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فقیر کے ساتھ گائے بھینس نہیں رہتی ہیں جہاں فقیر جاتا ہے جنگل کے ہرن، نیل گاؤ آکر دودھ دے جاتے ہیں۔ بھلا ایسی کھیر آپ کو کب میسّر ہوئی ہوگی۔

یہ سن کر قاضی صاحب دل ہی دل میں پشیمان ہوئے۔

شعر

کشف ہوتا ہے ولی پر حال غیب　　منکر ولاؤ نہ اس میں شک و ریب

کرامت ۲: لطائف اشرفی میں مذکور ہے کہ حضرت محبوب یزدانی مقام پنڈوہ شریف سے جب رخصت ہو کر چلے اور خطۂ جونپور میں قیام فرمایا۔ قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی خدمت عالی میں تین باتوں کا خیال کر کے حاضر ہوئے۔ ایک تو یہ کہ اپنا جوٹھا عنایت فرمائیں۔ دوسرے ایسا تحفہ دیں جو کہ نادر العصر ہو۔ تیسری وہ بات کریں کہ آپ کی طرف سے گمان شیعت کا میرے دل سے اٹھ جائے۔

جس وقت حاضر خدمت ہوئے محبوب یزدانی وضو کر رہے تھے جیسا کہ طریقہ اہل سنّت کا ہوتا ہے۔ جب قدم مبارک دھوئے قاضی صاحب کی طرف ہنس کر فرمایا:

ظن المؤمنین خیرا۔ مسلمانوں کی طرف نیک گمان کرنا چاہیئے۔

ہندستان کے آدمی عجیب قسم کے شبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ بقیہ آب وضو اوّل حضرت نے خود پیا۔ تھوڑا سا بچا ہوا پانی قاضی صاحب کو عنایت فرمایا کہ پی جاؤ اور اس میں آب زمزم ہے۔

جب حضرت نے رخصت کیا تو کتاب ہدایہ جو ولایت سے تصحیح کر کے ہمراہ لائے تھے

اور اس پر حاشیہ قلم مبارک مولانا برہان الدین مرغینانی ہروی کا تھا اور بعض حاشیہ حضرت محبوب یزدانی نے اپنی طرف سے اس پر لکھا تھا قاضی صاحب کو عنایت کیا' اور فرمایا کہ اس راہ کا علم مشکل ہے۔ کم سے کم برادر شہاب الدین کے علم کے برابر ہونا چاہیئے....

شعر

کشف ہو تجھ پر کسی کامل سے مل
آئینہ ہوتا ہے اہل دل کا دل

کرامت ۳: جب حضرت محبوب یزدانی کے مرشد نے فرمایا کہ فرزند اشرف تم کو معلوم ہے کہ تمہارے قبر کی جگہ کہاں ہے تم ولایت جونپور کی طرف جاؤ وہاں ہی اسی جوار میں تمہارا مقام اور جائے قبر ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو خطۂ جونپور کی طرف بھیجتے ہیں اور مجھ کو اپنے کشف سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں ایک شیر رہتا ہے۔

آپ کے مرشد نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ کی بات نہیں۔ وہاں ایک شیر بچہ تم کو ملے گا وہی اس شیر کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ جب حضرت محبوب یزدانی نے مقام پنڈوہ شریف خانقاہ مرشد سے رخصت ہو کر مع حشم و خدم شاہانہ قصبہ ظفر آباد متصل شہر جونپور میں نزول فرمایا اور مسجد ظفر خاں میں اترے۔ اسباب سفر وہاں ہی رکھا گیا۔ حضرت کے ہمراہ اونٹ گھوڑے خچر جو تھے۔ ان کو قلندران ہمراہی اندر صحن مسجد کے باندھنا شروع کیا۔ اس خبر کو سن کر چند علماء اور طلباء بغرض استفسار حاضر خدمتِ عالی ہوئے۔ چاہتے تھے کہ کچھ عرض کریں اسی اثنا میں ایک گھوڑے نے گردن سے اشارہ کیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ گھوڑا لید کرے گا۔ اشارہ کرتا ہے اس کو مسجد کے باہر لے جاؤ۔ پھر ایک اونٹ نے اشارہ کیا۔ فرمایا کہ یہ پیشاب کرے گا اس کو بھی باہر لے جاؤ۔ غرض کہ اسی طرح چند جانوروں نے اشارے کئے۔

حضرت محبوب یزدانی نے ان لوگوں کی طرف جو حاضر ہوئے تھے متوجہ ہو کر فرمایا یہ جانور پاک ہیں۔ صحنِ مسجد میں ان کا لانا ممنوع نہیں۔ چوں کہ ہمارے جانوران ہمراہی با ادب ہیں اپنی حوائج سے خبر کر دیتے ہیں تو ایسے جانوروں کا مسجد میں لانا کیا قباحت ہے۔ ہاں مقتضائے ادب یہ ہے

کہ یہ جانور مسجد میں نہ لائے جائیں۔

معترضین نادم اور پشیمان ہو کر چلے گئے۔ جامع رسالہ ہٰذا نے اس مقام پر ایک غزل لکھی ہے۔

غزل

دلِ اہلِ دل مرآۃ حق نما ہے جمال ان کا عکس جمال خدا ہے
ادھر دل میں گذرا ادھر لب پہ آیا انھیں مخبر دل کہیں تو بجا ہے
بھلا نارِ قصو کیا سمجھ سکتے ہو تم یہاں عقل و دانش بھی بے دست و پا ہے
نظر صاف آتا ہے نورِ الٰہی یہ دل ہے کہ آئینۂ کبریا ہے
دلی پر ہے مکشوف اسرارِ غیبی جو کچھ ہم پہ مخفی ہے ان پر کھلا ہے
نظر ان کے چہرے پہ کرنا عبادت کہ ذات ولی مظہرِ کبریا ہے
فدا اشرفی ان پہ سو جاں سے رہنا اگر طالبِ قربِ ربُّ العلیٰ ہے

کرامت ۴۲: اسی مسجد میں حضرت محبوب یزدانی مع خلفا مریدان کلمات سرِّ معرفت الٰہی بیان فرما رہے تھے کہ دس پانچ آدمی ایک زندہ آدمی کو چارپائی پر لٹائے ہوئے اوپر سے چادر اڑھائے لائے اور رو کر عرض کرنے لگے کہ حضرت اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیجئے۔

یہ لوگ نقال تھے جس کو ہندی میں بھانڈ کہتے ہیں۔ اس غرض سے زندہ آدمی کو مردہ بنا کر لائے تھے کہ جب حضرت اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں تو آدمی چارپائی پر سے اٹھ کر بھاگے جس سے مضحکہ ہو۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک خلیفہ سے فرمایا کہ ادائے نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے تم جا کر اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دو سب کو جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک نقال نے میت کا وارث بن کر نمازِ جنازہ پڑھانے کی اجازت دی۔

جب حضرت کے خلیفہ نے نمازِ جنازہ کے لئے تکبیر اولیٰ اللہ اکبر کہکر کان تک ادھر ہاتھ اٹھائے اور اس کی روح قالب خاکی سے چار تکبیر پڑھ کر پرواز کر گئی۔

بعد ادائے نماز جنازہ حضرت کے خلیفہ نے فرمایا کہ میت کو اٹھاؤ اور قبر میں لے جاکر دفن کردو۔

وہ نقال تو اس کے اٹھ کر بھاگنے کے منتظر تھے یہاں اس کی روح پرواز کر گئی۔ سب لوگ اپنی اس حماقت پر پشیمان تھے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ لیجاؤ اور اسکو سپردِ خاک کردو۔

اشعار

جو ہوا مردانِ حق سے بے ادب — مبتلا ہوتا ہے یا رنج و تعب
سامنے خاصانِ حق کے اے خدا — رکھیو ہم کو با ادب اور باصفا
مولوئ معنوی نے ہے کہا — بے ادب محروم رہتا ہے سدا
پیش مرداں باش اے دل با ادب — بے ادب محروم ماندہ از فضل رب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
بے ادب ہوتا ہے دنیا میں ذلیل — با ادب کرتا نہیں کچھ قال و قیل
بے ادب کو مت کہو ہرگز عقیل — با ادب پاتا ہے راہ سلسبیل
با ادب درگاہِ حق میں تھے خلیل — ہو گئے مقبول درگاہ جلیل
اے خدا بحرِ محمد مصطفٰے — با ادب رکھنا مجھے با اتقا
اشرفی مردانِ حق کا تم مدام — رکھنا اپنے دل میں کامل احترام

واللہ اعلم۔ نقالوں کی اس حرکت بد کا باعث کون تھا جس کے سبب سے ان پر غضب الٰہی آیا۔ ایک زندہ آدمی کو حلاوت زندگی سے محرومی ہوئی موت کا زہر قاتل چکھنا پڑا۔

کرامت نمبر ۵ حضرت مولانا شیخ محمد کبیر عباسی سرور پوری جو ایک خواب کی بنا پر سرور پور سے ظفر آباد میں حضرت حاجی چراغ ہند کی خدمت میں آئے۔ خواب یہ تھا کہ جس کا سبب یہ پیدا ہوا۔ یعنی جب حضرت مولانا محمد کبیر تحصیل علوم سے فارغ ہوئے آپ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ کسی مرد کامل اور درویش صاحب دل سے

بیعت حاصل کرکے تکمیل سُلوک حاصل کریں۔ شب کو یہ خواب دیکھا کہ ایک صاحب نورانی صورت، میانہ قد، ریش مبارک کے بال سرخ تشریف لائے ہیں اور مجھ کو مرید کیا۔ شربت پلایا اور روٹی کھلائی۔ جب خواب سے بیدار ہوئے۔ شوقِ دِل طلب سلوک میں حد کر زیادہ بڑھا۔ دل میں سوچنے لگے کہ اس دیار میں صاحب ولایت حضرت حاجی چراغ ہند ہیں... غالباً یہ انجذاب خواب میں انھیں کی طرف سے ہوا ہوگا۔ اسی خیال سے رواں دواں ظفرآباد پہونچے۔ آپ کے ہمراہ شاگردوں کی بھی ایک جماعت تھی اور وہ سب آپ کے ساتھ بیعت کرنا چاہتے تھے۔ جب حضرت حاجی چراغ ہند کی صورت دیکھی۔ جو شکل خواب میں نظر آئی تھی وہ نہ پائی۔

قطعہ

بدولت دیدہ چوں دیدار دریافت — خیال صورتے کاں دیدہ دریافت
نظر چوں کرد از راہِ بصیرت — بمعنی صورتے از غیر دریافت

جناب شیخ کبیر کو بیعت کرنے میں تامل ہوا اس لئے چند روز متفکر اور متامل وہیں ٹھہرے۔ اسی اثنا میں نسیم ولایتِ جہانگیری عالم میں چلنے لگی اور تجلی خورشید ہدایت چارسمت میں پھیل گئی۔

حضرت محبوب یزدانی مسجد ظفرخاں میں مع اصحاب رونق افروز تھے اور فرماتے تھے کہ میرے دماغ میں ایک دوست کی خوشبو آتی ہے اور تعجب ہے کہ وہ چلا کیوں نہیں آتا۔ جب حضرت کی شہرت عام طور سے ادنیٰ و اعلیٰ کو پہونچی حضرت شیخ کبیر کو بھی اشتیاق قدم بوسی ہوا کہ شرف دیدار حاصل کروں۔

حضرت محبوب یزدانی بعد ادائے وظائف صبح اشراق کی نماز پڑھ کر مجمع یاراں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت شیخ کبیر حاضر ہوئے۔ دور سے جیسے ہی ان پر نظر پڑی حضرت نے فرمایا کہ وہ یار کہ جس کو میں یاد کر رہا تھا آگیا۔ شیخ کبیر کے آنے سے پہلے خادم کو روٹی اور شربت تیار کرنے کا حکم دے چکے تھے۔

جب شیخ کبیر نے دور سے جمال مبارک دیکھا جو صورت خواب میں دیکھی تھی وہی نظر

آئی۔ آیۂ کریمہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ پڑھتے ہوئے سر قدم مبارک پر رکھ دیا اور یہ شعر پڑھا۔

یار در خانۂ ما گرد جہاں می گردم　　آب در کوزۂ ما تشنہ لباں می گردم

اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے روٹی اور شربت اپنے ہاتھ سے ان کو کھلایا پلایا۔ بعد شرف ادراک ارادت اور تحصیل سعادتِ بیعت حضرت کے اصحاب سے مصافحہ کیا۔ سب نے مبارکباد دی۔

قطعہ

شرف چوں یافت از راہِ ارادت　　ہمہ یاراں مبارکباد کردند

بساط از آمدن نادر حریفے　　دل از شاہ و پیادہ شاد کردند

آپ کے مرید ہونے کی خبر جب عام طور سے مشہور ہوئی حضرت حاجی چراغ ہند نے بھی ان کے مرید ہونے کا قصہ سنا یہ بات آپ کے مزاج کے موافق نہ ہوئی کہ ایک آدمی کل میرے پاس ارادت کے داعیہ کا آیا اور وہاں جاکر مرید ہوگیا اس لئے ہر چند کہ آپ کے مناسب حال نہ تھا لیکن بمقتضائے بشریت قدرے مزاج عالی میں تعصب پیدا ہوا اور تجلی اسم الجلال شیخ کے سر میں متجلی ہوئی۔ فرمایا کہ کبیر جوان مرجائے کہ یہاں سے جاکر وہاں مُرید ہوگیا۔

چوں کہ حضرت کبیر فیض نظر کیمیا اثر سے کامل ہو چکے تھے حضرت حاجی چراغ ہند کا کہنا آپ پر ظاہر ہوگیا اور حضرت محبوب یزدانی بھی اس حال سے متاثر ہوئے فرمایا کہ اے فرزند کبیر تم غم نہ کھاؤ کہ کبیر تو بوڑھا ہوگا۔ لیکن جنہوں نے تم کو بد دعا دی ہے تو بھی ان کو کچھ کہہ۔ جو تم کہوگے وہی ہوگا۔

کمال عاجزی سے عرض کیا کہ اب میں ان کو کیا کہوں جو کچھ کہ ان کی طرف سے صادر ہوا ہے انھیں کی طرف لوٹ جائے۔

حضرت محبوب یزدانی نے جب یہ معائنہ کیا تو فرمایا کہ درویشوں سے یہ بات آسان

ہے۔ مشیت الٰہی یہی تھی۔ دونوں بزرگوں کی بات اپنی اپنی جگہ پر رہی۔ حضرت کبیرؒ پچیس ۲۵ برس کی عمر میں ایسے بڈھے ہوگئے کہ جیسے پیر صد سالہ ہوتا ہے اور حضرت شیخ حاجی چراغ ہند کا شمع ہدایت۔ شیخ کبیر کے انتقال سے پانچ سال قبل گل ہوگیا۔

اس مقام پر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ولی کی زبان سے جو کچھ نکل جائے دوسرا ولی اس کو ٹال سکتا ہے۔ مگر حالات مشائخ دیکھنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سوائے غوث کے دوسرا ولی کسی ولی کی زبان کو ٹال نہیں سکتا۔ چوں کہ غوث العالم حضرت محبوب یزدانی اولیائے روئے زمین کے سردار تھے اس لئے آپ کے فرمانے سے حضرت کبیرؒ پچیس ۲۵ برس کی عمر میں بوڑھے ہوگئے۔ اب اگر جوان ہوتے تو اسی وقت مرجاتے۔ اسی لئے آپ کی حیات میں اسقدر خدا نے برکت دی کہ حضرت حاجی چراغ ہند ظفرآبادی کے انتقال کے بعد پانچ برس اور زندہ رہے۔

حضرت محبوب یزدانی جناب غوث پاک قدس سرہٗ کے حالات تقریباً نقل فرماتے تھے کہ ابوالمظفر حسن ابن تمیم بغدادی سوداگر حضرت شیخ حماد دباس قدس سرہٗ کی خدمت میں گیا اور عرض کرنے لگا کہ اے حضرت ایک قافلہ شام کو جاتا ہے اور میں بھی سات سو اشرفی کا مال تجارت خرید کر اسی قافلہ کے ساتھ جاتا ہوں۔

شیخ نے فرمایا کہ اگر اس سال تو سفر کرے گا جان سے مارا جائے گا اور مال بھی تلف ہوگا۔

سوداگر شیخ کی خدمت سے نہایت اندوہگیں واپس آیا۔ راستہ میں سیدی اور مولائی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ملے۔ یہ جناب غوث پاک کا شروع زمانہ تھا۔ سوداگر نے عرض کیا کہ شیخ سے میں نے یہ گذارش کی انھوں نے یہ جواب دیا۔ مجھ کو سخت رنج ہے کہ کیا کروں آپ نے فرمایا جا مسافرت کر۔ جان بسلامت آئے گا اور مال میں نفع آئے گا۔

وَالضمان فی ذالک علی۔

سوداگر بموجب ارشاد شام میں گیا اور بڑے منافع سے مال فروخت کیا اور کچھ جواہر اور سونا خرید کر ہمیانی میں رکھ کر کمر سے باندھا۔ راستہ میں قضائے حاجت انسانی کے واسطے

ایک سقاوہ ملک شام میں گیا جو حلب میں تھا۔ ہمیانی زر و جواہر کمر سے کھول کر سقاوہ کے طاق پر رکھی جب حاجت سے فارغ ہوا ہمیانی وہیں بھول کر اپنی قیام گاہ پر چلا آیا۔ نیند کا غلبہ ہوا سو گیا۔ خواب میں یہ دیکھا کہ میں راستہ میں جا رہا ہوں اور ڈاکوؤں نے ہمارے قافلہ میں لوٹ مچا دی اور مجھ کو پکڑ لے گئے اور میری گردن پر چھری پھیر دی۔ اس خواب کو دیکھتے ہی چونک گیا۔ کچھ زخم خفیف کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ جب اپنے مال کو تلاش کیا تو کمر میں نہ پایا۔ سقاوہ میں جا کر جستجو کی تو بدستور طاق پر رکھا پایا۔ اس وقت ابن تمیم کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ بغداد شریف میں پہلے شیخ حضرت حماد کی قدم بوسی کروں یا حضرت غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوؤں۔

جب بغداد شریف کے بازار میں پہونچا حضرت شیخ حماد دباس کو دیکھا۔ ان کے قدم چومنے لگا۔

فرمایا مجھ کو کیا دیکھتا ہے۔ جا اور شیخ عبدالقادر جیلانی پر قربان ہو کہ ان کی دعا سے تو بچ گیا۔ انھوں نے ستّر بار خدا کی بارگاہ میں تیرے واسطے دعا کی کہ تیرا خون بیداری سے خواب میں بدل گیا۔ اور تیرا تلف شدہ مال سقاوہ کے نسیان میں بدل گیا۔

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ ستّر بار حق تعالےٰ کے دربار میں حضرت غوث پاک نے اس شخص کے لیے دعا کی تھی۔

دعائے غوث میں حق نے اثر بخشا ہے یارو دعا سے ان کی تقدیر الٰہی بدل جاتی ہے
وہ راز نہاں ہے جس کو بد مذہب نہ سمجھے گا دعا سے ان کے تقدیر الٰہی بدل جاتی ہے

جب اس قسم کے آثار اور انوار حضرت محبوب یزدانی کے مشہور ہوئے شیخ حاجی چراغ ہند کو اور زیادہ تعصب بڑھا۔

کرامت ۶ ایک دن حضرت محبوب یزدانی مسجد ظفر خاں میں بیٹھے ہوئے تھے اور اصحاب حضرت کے حلقہ میں شامل تھے۔ ایک بار حاضرین کو ایسی سخت گرمی معلوم ہوئی کہ جیسے مسجد میں آگ برس رہی ہو۔ ایک دم سب نے سکوت کیا تخ تاب نہ لا سکے۔ سب نے باری باری مسجد سے باہر نکلنا شروع کیا۔ سامنے کوئی باقی نہ رہا

حضرت محبوب یزدانی نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ آتش چراغ سے ہے اس کا بجھا دینا آسان ہے۔ تھوڑی ہوا میں سرد ہو جاتا ہے۔ ایک خادم سے فرمایا کہ پانی کا لوٹا لاؤ کہ تم لوگوں کی زحمت جاتی رہے۔

بموجب فرمان، خادم نے زمین پر پانی گرایا۔ حضرت حاجی صاحب پانی میں غرق ہونے لگے۔ اپنے پیر کو یاد کیا اور انھوں نے اپنے پیر کو۔ درجہ بدرجہ یہاں تک نوبت پہونچی کہ رُوحانیت پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے یہ فرمان صادر ہوا کہ:۔

"تم کو مناسب نہ تھا کہ مہمان کے ساتھ یہ ادائے مخالفت کرو۔ اگر کچھ نہ تھا تو اتنا تو سمجھتے کہ میرا فرزند تھا اس کی رعایت تم کو کرنی چاہیئے تھی۔ اب اٹھو اور جاؤ اور ان سے معذرت کرو اور قصور معاف کراؤ۔

حضرت حاجی چراغ ہند ادھر اپنے گھر سے نکلے ادھر حضرت محبوب یزدانی کے پاس تمام اکابرین کی روحانیاں تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ان کی ولایت میں قیام کرنے کا نہیں ہے۔ تمام روحانیہ اکابر سے آپ نے معذرت کی اور یہ فرمایا کہ درمیان خاندان چشت اور سہروردیہ جہاں کہ ہیں ایک حد مقرر کی جاتی ہے۔ بس اب درمیان جانبین دریائے گومتی حد فاصل قرار دی جاتی ہے کہ کوئی اپنی حد سے متجاوز نہ ہو۔

حضرت محبوب یزدانی مسجد سے نکل کر حضرت حاجی چراغ ہند کے پاس جانا چاہتے تھے ادھر سے وہ تشریف لاتے تھے۔ راستہ میں دونوں صاحبوں کی ملاقات ہوئی مصافحہ اور معانقہ ہوا۔

بیت

نہ کدورت رہی رہا نہ ملال   نہ کوئی گفت گو نہ قیل و قال

پھر حضرت حاجی چراغ ہند نے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت کی اور انھیں اپنے گھر لے گئے۔

کرامت ۵۔

حضرت محبوب یزدانی ایک دن قصبہ چاندی پور بڈھر میں بغرض ادائے نماز جمعہ تشریف لے گئے۔ اس قصبہ میں ایک بزرگ شیخ زاہد

نام عابدانہ اور زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے اور ان کی یہ کرامت نہایت مشہور تھی کہ اکثر رات کو حجرے سے باہر نکل جاتے ہیں۔ جب لوگ آپ کو تلاش کرتے آپ کو دریائے سرجو کے پانی پر مصلیٰ بچھائے ہوئے نماز پڑھتے دیکھتے ہیں۔ اسی کرامت کی شہرت سے جوار و دیار کے آدمی از حد ان کے معتقد تھے۔

حضرت محبوب یزدانی بھی شیخ زاہد کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے دیکھا کہ آپ دریا کے درمیان مصلی بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت محبوب یزدانی بھی دریا کے اوپر پیر رکھتے ہوئے شیخ زاہد کے مصلّے کے پاس پہونچے اور بمقتضائے شفقت بزرگانہ ان کی پیٹھ پر دست شفقت پھرانے لگے۔ اور فرمایا کہ تجھ پر خدا تعالےٰ کی رحمت ہو کہ عرفان اور آراستگی تم نے اس قدر بہم پہونچائی جیسا کہ بزرگوں کا دستور ہوتا ہے۔

شیخ زاہد بھی اپنی پیری اور زہد پر نازاں تھے وہ بھی حضرت محبوب۔ یزدانی کی پشت مبارک پر ہاتھ پھرانے لگے۔ اور کلمات دعا کہنے لگے۔

حضرت محبوب یزدانی کو ان کی یہ حرکت ناپسند ہوئی۔ فرمایا کہ ہندستان کے آدمی عجیب گستاخ ہوتے ہیں تھوڑی کرامت میں مغرور ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ چند روز میں گمنام ہو جاتے ہیں۔

تھوڑے دن میں زاہد غائب ہو گیا۔ کسی نے نہ جانا کہ کیا ہوا، کہاں گیا۔ ان کی قبر کا بھی نشان نہ رہا۔

زبان مبارک سے اس وقت حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تیری قبر گدہوں کی چراگاہ میں ہو گی۔ سنا گیا کہ اکثر دھوبیوں کے گدھے جب گم ہو جاتے ہیں تو دھوبی اس طرف تلاش کو نکلتے ہیں جدھر زاہد کی قبر بے نشان تھی۔ اور یہ بات بھی زبان مبارک سے نکلی کہ یہ قصبہ کبھی آباد ہو گا اور کبھی ویران ہو جائے گا۔ یہ بات بھی آزمائش کی گئی۔

کرامت نمبر ۸ قصبہ نظام آباد کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام دوبتیہا ہے۔ اس میں ہندو اور مسلمان دونوں آباد تھے۔ اور اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی اس گاؤں میں تشریف لے گئے۔ خود مسلمانوں کی مسجد میں اترے اور ہمراہیوں

کے واسطے بیرون مسجد خیمے نصب ہوئے۔ گاؤں چھوٹا تھا اور بازار اسمیں نہ تھا۔ وہاں کے مسلمانوں نے کم ہمتی کی حضرت کی دعوت کا کچھ سامان نہ کیا۔ حضرت کے ہمراہی رات کو بھوکے سورہے جب صبح ہوئی دوسرے فرقہ ہندو میں سے جو غریب تھا ایک شخص کو معلوم ہوا کہ رات کو فقرا ر نے فاقہ کیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے آکر نہایت عاجزی کیساتھ عرض کرنے لگاکہ اگر تھوڑی دیر حضرت ٹھہر جائیں تو میں کچھ ناشتہ کا سامان کردوں۔ حضرت نے اس کی استدعا قبول کی۔ وہ شخص گیا اس کی صرف ایک گائے تھی اور کچھ اس کے پاس نہ تھا۔ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے لاکر کہا کہ اس کو ذبح کرا کر ہمراہیوں کے واسطے ناشتہ پکوایئے اور بڑی کوشش اور تردد سے تمام ہندوؤں نے باہم مل کر دو تین من آٹا بھی پہونچایا۔ دودھ دہی گھی مصالحہ بھی لاکر باورچی کو دیا۔

باورچی نے جب کھانا تیار کیا جملہ پانچ سو درویشوں کو تقسیم کیا گیا لیکن کھانا کم نہ ہوا۔ کھانے کے بعد ہندو آیا اور ادب سے کنارے کھڑا ہوا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرقہ مسلمان کی دولت ہم نے تجھ کو دی اور تیرے سات بیٹے پیدا ہوں گے۔

تھوڑی ہی مدت میں حضرت کا فرمان ظاہر ہوا۔ جماعت مسلمان بوجہ افلاس آنے کے گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

فائدہ: فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا جب ضلع اعظم گڑھ اور اطراف قصبہ نظام آباد میں گیا اور اس گاؤں کے ایک زمیندار سے جس کا نام بینی راؤ تھا ملا اور کیفیت دریافت کی تو انھوں نے کہا کہ ابھی تک تو ہم لوگ حضرت کی دعا سے بکمال فارغ البالی بسر کرتے تھے مگر اب ہم لوگوں پر ایک خطا کی وجہ سے ادبار آنے لگا وہ یہ کہ جب حضرت محبوب یزدانی ہمارے گاؤں میں ٹھہرے تھے بڑ کی شاخ سے ایک مسواک کی اور اس کو زمین میں دبا دیا اور یہ فرمایا کہ یہ ہماری مسواک تمہارے گاؤں میں ہماری نشانی رہے گی۔ چنانچہ اس مسواک سے ایک عظیم الشان بڑ کا درخت پیدا ہوا اور اس کی شاخوں سے جہاں جہاں ریش زمین تک لٹکی اس میں جڑ نکل آئی۔ بڑھتے بڑھتے یہ درخت بارہ

بیگھا کے حلقے میں پھیل گیا۔ ہماری قوم والے اس درخت کے پتے تک نہیں چھوتے تھے۔ اب ہماری قوم والوں نے اس درخت کی لکڑی کاٹنا شروع کی۔ پانچ بیگھا تک کاٹ کر صاف کر دیا اور اس جگہ میں کھیتی کرنے لگے۔ اِس وقت وہ درخت سات بیگھا کے حلقہ میں موجود ہے۔

یہ واقعہ ۱۳۲۶ھ میں فقیر نے اس کی زبان سے سُنا۔ میں نے کہا کہ تم لوگوں سے بڑی غلطی ہوئی جب حضرت نے تم کو گاؤں بخش دیا تو جہاں تک بڑ کا درخت حضرت کی مسواک کی نشانی تھی اس کو نہ کاٹتے۔

اور اعظم گڑھ میں ایک معتبر شخص کی زبانی فقیر نے سنا کہ اعظم گڑھ کے ایک کنجڑے نے تھوڑی زمین موضع دوبیتھا کی نیلام کے ذریعے سے خرید کی۔ ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ وہ ایسا تباہ ہوا کہ کہیں اس کے مال و دولت کا پتہ نہ لگا۔

نشان کرامات مردان حق ۔۔۔ سے لیتے ہیں اہل جہاں سب سبق
جو منکر ہے ان کی ولایت کا یار ۔۔۔ وہ ہوگا جہاں میں ذلیل اور خوار

کرامت ۹

حضرت محبوب یزدانی خطہ جونپور سے چل کر موضع سرس۔ جو اسٹیشن شاہ گنج کے قریب ہے آئے اور وہاں ایک بزرگ شیخ نصیر الدین سرسی رہتے تھے۔ صاحب کمالات عالی مقام تھے۔ اس جوار کے آدمی آپ کے ساتھ اعتقاد رکھتے تھے۔ انھوں نے ایک خانقاہ بھی بنائی تھی۔ حضرت محبوب یزدانی جب ان کی خانقاہ میں آٹھہرے کسی قدر حضرت کی خدمت گذاری میں کم توجہی کی جس سے خاطر نازک میں ملال پیدا ہوا۔ فرمایا کہ جس گاؤں میں ایسے درویش رہتے ہیں آگ کیوں نہیں لگتی۔ زبان مبارک سے یہ بات نکلنا تھی کہ گاؤں میں آگ لگ گئی اور حضور گاؤں سے باہر تشریف لائے۔ تمام گاؤں جل گیا۔ شیخ سرسی حضرت کے پیچھے دوڑتے ہوئے ایک کوس تک گئے۔ حضرت کے سامنے بہت عاجزی کی اور واپس لائے۔ دو تین گھر جو جلنے سے بچ گئے تھے وہاں ہی حضرت کو ٹھہرایا اور سامان ضیافت کیا۔ تھوڑی دیر میں جب کھانا تیار ہوا اور حضرت کے سامنے دسترخوان بچھایا حضرت کے چہرۂ مبارک پہ آثار خوشی ظاہر ہوئے۔ شیخ سرسی نے بہت کچھ معذرت کی۔

فرمایا کہ یہ امر اتفاقاً حسب مرضیٔ خدا واقع ہوا۔ جس مقام پہ آگ لگی ہے وہاں پر کوئی

آباد نہ ہو۔ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر آباد ہوں۔

فائدہ: فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا جب شاہ گنج میں حاجی الٰہی بخش رئیس کے مکان پر فروکش ہوا۔ موضع سرس وہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ حضرت شیخ سرسی کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گیا۔ آپ کے مزار پر ایک جنگلی درخت جما ہے۔ جس کا پھل نہایت شیریں ہوتا ہے اہل دیہات اس کو تبرکاً کھاتے ہیں۔

وہاں کے لوگوں نے بیان کیا کہ بعد رخصت ہونے حضرت محبوب یزدانی کے حضرت شیخ سرسی نے اپنے مٹی کے بدھنی کو سات ٹکڑے کر کے سات مقام پر ڈالا۔ اِس وقت اسی سات مقام پر موضع مذکور کے سات پورے آباد ہیں۔

ولی اللہ میں شان جلال اللہ ہوتی ہے   مگر بدمذہبوں کی عقل کب آگاہ ہوتی ہے

کرامت نمبر ۱۰

دریائے ٹونس کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ آباد تھا۔ مکانات اور عمارت اس میں ایسے تھے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی کا گذر مع قلندران ہمراہی متصل بازار قصبہ نزول ہوا۔ ہمراہیان حضرت ہر گوشہ میں لکڑی برتن جنس کی جستجو میں نکلے۔ بازار میں ایک شخص نے آپ کے ہمراہی قلندروں سے سخت گفتگو کی۔ باہم مارپیٹ کی نوبت آگئی۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ حضرت کے ہمراہی قلندر کے منہ سے چوٹ کھا کر خون نکل آیا۔ جب نظر مبارک حضرت محبوب یزدانی کی اس فقیر کے منہ پر پڑی جنگ وجدل کا سبب دریافت کیا۔ جو کچھ واقعی حال تھا فقیر نے خدمت عالی میں عرض کر دیا۔

فرمایا سبحان اللہ جس مقام میں فقیر کے منہ سے خون نکالا جائے تعجب ہے کہ وہ مقام آباد رہے۔ تھوڑے دنوں میں حضرت کا فرمان ظاہر ہوگیا اور وہ قصبہ ویران ہوگیا۔

اشعار

مولوی معنوی نے ہے کہا   شیخ کا فرمان ہے فرمانِ خدا

کان دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست   فانی است گفت او گفت خداست

کرامت ۱۱ حضرت محبوب یزدانی نے جس وقت بہ ارادۂ سفر دکن تشریف لے جاتے تھے۔ اثنائے راہ میں بمقام کالپی ٹھہرے حضرت کے ہمراہیان کو وہاں کی آب و ہوا پسند آئی۔ عرض کیا کہ حضور چند روز یہاں ٹھہر کر آرام لیجیے۔ حضرت ذان عزیزوں کی خاطر سے چند روز قیام فرمایا۔ آپ کے اصحاب خصوصیت مآب میں ایک شخص کو رعونت پیدا ہوئی اور ان سے ایک ایسا فعل سرزد ہوا جو طریقت سے نکل جانے کا باعث ہوا۔

حضرت نے فرمایا اس نواحی کی عجیب آب و تاب ہے کہ ایسے معتقد اور مخلص سے ایسا فعل سرزد ہو جو طریقت سے نکل جانے کا باعث ہو۔ اس کے بعد زبان مبارک سے نکل گیا کہ جو کوئی اس زمین میں رہے گا اپنے بادشاہ سے بغاوت کرے گا۔

قطعہ

کرے مرید خطا آئے پیر کو جو جلال — کہیں جہاں یہ خطا کی وہاں پہ آئے زوال
سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ اسمیں تھا کیا راز — اسے وہ جانے جو ہووے جہاں میں اہل کمال

کرامت ۱۲ حضرت محبوب یزدانی سفر دکن سے لوٹ کر بہ نواحی احمد آباد گجرات قصبہ دمرق میں قیام فرمایا۔ وہاں کی آب و ہوا پسند خاطر ہوئی چند روز قیام فرمایا۔ اس قصبہ کے رہنے والوں میں سے کسی نے حضرت محبوب یزدانی کی نسبت کوئی بات نامناسب کہی۔ جب حضور کے گوش مبارک تک یہ خبر پہونچی تو فرمایا کہ جس مقام پر ایسے آدمی رہتے ہوں تعجب ہے کہ یہاں ہر مہینہ میں آگ کیوں نہیں لگتی یہ بات زبان مبارک سے نکلنا تھی کہ قصبہ میں آگ لگ گئی اور سارا قصبہ جل گیا۔ پھر تو ہر مہینہ میں آگ لگنے کا معمول ہو گیا وہاں کے آدمیوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو سکونت کے واسطے پتھر کے مکان بنانے لگے۔

ولی اللہ بے شک مظہر شان الٰہی ہیں — جو ان کے منہ سے نکلے عین فرمان خدائی ہیں

کرامت ۱۳ اسی سفر میں حضرت کا نزول قصبہ کو بنگلی میں ہوا۔ وہاں ہر سال دریا کی طغیانی سے لوگوں کی کھیتیاں خراب ہو جاتی تھیں مخصوص اس سال میں جب حضرت تشریف لے گئے ہیں دریا کی طغیانی حد سے زیادہ ہوئی وہاں کے

مسلمانوں نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ ہم لوگ کاشتکار ہیں۔ ہماری کھیتی کا طغیانی دریا سے بہت نقصان ہوتا ہے۔

فرمایا تمہاری کس قدر اراضی غرق آب ہوتی ہے۔

عرض کیا ایک ہزار جریب یا کچھ زیادہ۔

حضرت محبوب یزدانی نے ایک پارہ کاغذ طلب کیا اور اس پر دست مبارک سے لکھا اے آب دریا! عبداللہ اشرف سمنانی کی طرف سے تجھ کو معلوم ہو کہ اگر تیری طغیانی حکم خدا سے ہے چاہیئے کہ بحکم خدا جہاں تک حد مقرر کی جائے اس سے آگے تجاوز نہ کرنا۔

حضور کے ایک خادم نے وہ رقعہ جاکر دریا میں ڈال دیا اور حد پر نشان لگا دیا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ کے حکم سے یہاں سے آگے نہ بڑھنا اور ان حدود پر لکڑی یا پتھر نشان کے لئے گاڑ دیا۔

تری دریا دلی پر گوہر جاں ہم کریں قرباں — توہی ہے بحر لاساحل فدا تجھ پر جن و انساں
تمامی بحر و بر میں تیرے ہی احکام جاری ہیں — جدھر دیکھو نظر آتے ہیں سارے تابع فرماں

کرامت ۱۴۱

پیر علی بیگ ایک مہم کے واسطے لشکر لئے جاتا تھا۔ حضرت سے درخواست دعا کی۔ آپ کی دعا سے اس کو فتح حاصل ہوئی۔

کرامت ۱۵۱

جب بعد فتح پیر علی بیگ واپس آیا اس کے لشکر میں ایک بوڑھا شخص تھا جو سالہا سال سے گھاس لایا کرتا تھا۔ اس نے نہایت حسرت کے ساتھ یہ کہا کہ آج یوم عرفہ ہے حاجی اپنے کعبہ مقصود کو پہونچے ہوں گے۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی اس دولت سے سرفراز ہوتا۔

حضرت محبوب یزدانی نے یہ سن کر فرمایا کیا تم حج کرنا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا اگر یہ دولت نصیب ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

حضرت نے فرمایا آؤ۔

وہ شخص آیا۔

حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ۔

بفوراس فرمان کے وہ کعبہ شریف پہونچ گیا اور مناسک حج ادا کی اور تین روز تک کعبہ شریف میں رہا۔ اس کو خیال ہوا کہ کوئی شخص مجھ کو میرے وطن پہونچا دیتا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے حضرت محبوب یزدانی کو وہاں دیکھا۔ قدموں پر گر پڑا۔

فرمایا کہ جاؤ۔

سر اٹھایا تو اپنے گھر وطن میں موجود تھا۔ سبحان اللہ کیا تصرف علی الحقیقۃ ہے۔

نظم

شرف حج سے مشرف ہوا کعبہ میں جا
دم میں حضرت کے تصرّف سے وہاں جا پہنچا

وہ تو تھا خانہ خدا کا، تھی تمنا جس کی
یہ اگر چاہتے کرتے اسے واصل بخدا

کرامت ۱۶ حضرت محبوب یزدانی جب احمد آباد گجرات میں تشریف رکھتے تھے آپ کے اصحاب ہمراہی تفریحاً سیر کو چلے گئے۔ ایک باغیچہ میں گذر ہوا اس میں حسین معشوقوں کا مجمع تھا۔ اس جماعت میں ایک فقیر نہایت حسین مہ جبین دیکھا گیا۔ حضرت کے ہمراہی اس فقیر کو دیکھنے لگے۔

ایک شخص نے کہا ذرا بت خانہ کے اندر جاکر دیکھو یونگار خانۂ چین سے ایک ایک حسین تصویر پتھر کی تراش کر بنائی ہیں۔

سب لوگ بت خانہ میں دیکھنے گئے۔ مولانا گلشنی بھی اس جماعت میں تھے جب بت خانہ میں گئے ایک عورت کی تصویر حسین مہ جبین پتھر کی تراشی ہوئی نظر آئی۔ دیکھتے ہی ہزار جان سے اس پر عاشق ہو گئے۔ بت کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ اٹھ چل۔

ہر چند یاران صحبت نے نصیحت کی ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں:۔

عاشقی پیداست از زاری دل
نیست بیماری چوں بیماری دل

حضرت عشق نے جب اپنا اثر دکھایا، صبر و قرار، ہوش و حواس، شرم و حیا سب سے کنارہ کش کر دیا۔ چند روز بے آب و دانہ اس بت نازنیں کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑے

رہے۔ جب اس حالت پر عرصہ گذر گیا حضرت محبوب یزدانی کے خدمت میں ان کی حالت عرض کی گئی۔

فرمایا میں خود جاؤں گا اور اس کو دیکھوں گا۔ جب تشریف لے گئے بہت سے لوگ حضرت کے ہمراہ چلے۔ جب آپ کی نظر مبارک مولانا گلخنی پر پڑی۔ عجیب حالت بیخودی میں دیکھا کہ کسی آدمی پر ایسی مصیبت صدمۂ عشق سے نہ ہو۔

مولانا کی یہ حالت دیکھ کر حضرت محبوب یزدانی رو پڑے اور فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر اس صورت سنگین میں روح سما جاتی اور زندہ ہو جاتی۔

زبان مبارک سے یہ فرمانا تھا کہ اس صورت میں جان آگئی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی جتنے لوگ اس مجمع میں حاضر تھے سب نے شور سبحان اللہ! سبحان اللہ! بلند کیا اور کہا کہ مُردوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلا دیتے تھے۔ حضرت کی یہ کرامت اعجاز عیسوی کی مظہر ہے۔

قطعہ

اعجاز مسیحا سے تو جی اٹھتے تھے مُردے — بت سنگین کو جلا دیتے ہیں کیسے
خاصان خدا کی ہے عجب شان نرالی — یہ طرفہ کرامت دکھا دیتے ہیں کیسے

حضرت محبوب یزدانی نے مولانا گلخنی کا نکاح اس بت نازنین سے کر دیا اور ولایت گجرات ان کے سپرد کر کے وہیں ٹھہرا دیا۔

حضرت مولانا نظام الدین یمنی جامع ملفوظ لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ اس بت سنگین سے جو اولاد پیدا ہوتی تھی اس کے ہاتھ کی چھنگلیاں میں ایک گرہ پتھر کی پیدائشی ہوتی تھی۔ یہ علامت نسلِ مادری بچوں میں ہوتی تھی۔

قطعہ

زبان اولیاء اللہ میں تاثیر کامل ہے — جو یہ کہتے ہیں وہ ہوتا ہے آساں انکو مشکل ہے
ہم ان پہ جان و دل قرباں کریں یہ شرم آتی ہے — کہ میری جان کیا ہے کس حقیقت کا مرا دل ہے

کرامت ۱۷۱

حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ حضرت محبوب الٰہی کے سچے عاشقوں میں سے تھے جن کا لقب سلطان الشعرار تھا۔ آپ کے صاحبزادے شیخ احمد خلیل بھی ملک سخنوری کے تاجدار تھے۔ آپکے ایک صاحبزادے نہایت کند ذہن تھے۔ ہر چند ان کی تعلیم میں کوشش کی مگر ان کی طبیعت میں شعر گوئی کی قابلیت نہیں پیدا ہوئی۔ جب حضرت شیخ احمد خلیل نے حضرت محبوب یزدانی کی ضیافت معہ جملہ مشائخ شہر کے کھانا کھانے کے بعد حضرت شیخ احمد خلیل نے اپنے بیٹے کو حضرت محبوب یزدانی کے سامنے حاضر کیا اور عرض کیا کہ یہ لڑکا نہایت کند ذہن ہے۔ ہر چند اس کی تعلیم میں کوشش کی مگر ذرا بھی قابلیت اس میں پیدا نہیں ہوئی۔ حضور کی تاثیر نظر کا امیدوار ہوں۔

حضرت محبوب یزدانی تھوڑی دیر خاموش رہے کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر اثر حالت نمایاں ہوا۔ فرمایا کہ اس لڑکے کو کند ذہن کون کہتا ہے۔ یہ تو باپ سے بڑھکر قابل نظر آتا ہے یہ بات زبان مبارک سے فرمانا تھا کہ اس لڑکے کو قابلیت شاعری پیدا ہو گئی۔ اہل مجلس کو اس لڑکے کی باتوں سے ثابت ہو گیا کہ اب یہ لائق و فائق ہو گیا۔ پھر حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جب شعر و سخن کہنا تمہاری میراث خاندانی ہے۔ تم شعر کیوں نہیں کہتے۔ اسی وقت یہ قطعہ صاحبزادہ نے تصنیف کر کے پیش کیا۔

قطعہ

آفریں بر خلیق طبع کز و   گوہر انگیز و جوہر افشانیم
اثر تربیت بود کز وے   ہم سخن گویم و سخن دانیم

اہل مجلس سے ایک شور تحسین بلند ہوا۔ شیخ احمد خلیل نے حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اس لڑکے نے یہ قطعہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھا۔

قطعہ

زہے نصیب زمانہ کہ مردہ طبعے را   حیات شعر بہ بخشید و ہم رواں گوئی

چوں آبِ خضر کہ از ظلمت طبیعت او روانہ کرد بہر سو رواں رواں گوئی

یہ قطعہ بھی اسی وقت برجستہ حضرت کی مناقب میں اس لڑکے نے کہا تھا۔

کرامت ۱۸ حضرت محبوب یزدانی جب روم میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص آپ کی مخالفت کرتا تھا۔ پس پشت آپ کی غیبت کرتا تھا۔ جب آپ کی مجلس میں آیا تو حضرت شیخ قطب الدین رومی نے اس کی نسبت حکایت فرمائی کہ کل رات میں نے یہ خواب دیکھا کہ بہت سے فرشتے آسمان سے زمین کی طرف ہاتھ میں پھاڑوا لئے ہوئے پکار رہے ہیں "دور رہنا، دور رہنا" اور زمین کی طرف چلے آ رہے ہیں...

میں نے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم فرشتے ہیں اور اس شخص کے گھر جاتے ہیں جس نے حضرت محبوب یزدانی کی غیبت کی ہے اور آپ سے انکار رکھتا ہے۔ اور اس لئے جاتے ہیں کہ اس کے ایمان کی جڑ کو زمین اسلام سے کھود کر پھینک دیں اور اس کی حیات کی جڑ کو دنیا سے کاٹ دیں۔" مولانا روم نے مثنوی میں فرمایا ہے :۔

مثنوی

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس — کم زند در عیب اہل دل نفس

تیغ براں ست کا نفاس دروں — از دروں براں برآید تا بروں

پیش ایں الماس بے سپر میا — کز بریدن تیغ را نبود حیا

کرامت ۱۹ حضرت محبوب یزدانی سفر گلبرگہ سے لوٹ کر احمد آباد گجرات میں بپاس خاطر بعض احباب مثل حضرت شیخ مبارک و شیخ الاسلام کے ٹھہرے اور مع دیگر احباب چند روز حضرت نے وہاں قیام فرمایا۔

ایک روز حضرت محبوب یزدانی بعد نماز چاشت آرام فرما رہے تھے کہ حضرت شیخ الاسلام وحضرت شیخ مبارک اور دیگر چند اعزہ کے درمیان ایک مسئلہ توحید میں اختلاف پڑا جانبین

سے دلائل اور براہین پیش ہوتے تھے مگر قول فیصل نہیں ہوتا تھا۔ آخر یہ بات قرار پائی کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ حل کرنا چاہیئے۔

قطعہ

پیش آئے کسی کو کب مشکل جب ہو مشکل کشائے صاحبدل
کیا غرض کوئی غیر سے پوچھے جب ہو موجود مرشد کامل

ہر ایک احباب اپنی مشکل حل کرانے کے لئے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ کو خواب میں آرام فرماتے دیکھا سب لوگ انتظار میں خاموش بیٹھ گئے کہ جب حضرت بیدار ہوں گے حضرت سے مسئلہ حل کیا جائے گا۔

یہ حضرات ابھی خاموش بیٹھے تھے کہ دفعتاً محبوب یزدانی کے ہاتھ کی چھنگلیاں کو جنبش ہوئی اور اس مشکل مسئلہ کو اپنی تقریر دل پذیر سے بشرح تمام حل کر دیا۔ سب لوگوں کو تسکین ہو گئی اور حضرت کو خواب سے بیدار کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

شعر

کھلا یہ راز ہم پر تم وجہ اللہ کی آیت سے ولی کا جسم سارا مظہر شان خدائی ہے
ملا جب قطرہ دریا میں تو پھر دریا بنا قطرہ وہی سمجھے گا اس کو جس کے دل میں کچھ صفائی ہے

کرامت نمبر ۲۰ حضرت محبوب یزدانی جب روم میں مقیم تھے۔ شیخ الاسلام روم کے دل میں خدام والا کی طرف سے مخالفانہ خیال پیدا ہوا اور پس پشت حضور پر نکتہ چینی کی۔ رکاب حضرت اقدس کے ہمراہیاں سے کوئی بات خلاف شریعت نہیں سرزد ہوئی تھی مگر وہ لوگوں سے یہی بیان کرتے تھے کہ فلاں شخص سے ایسی اور ایسی باتیں صادر ہوئیں۔ اکثر اس قسم کی غیبت کی مجلسیں قائم کیں۔ حضرت کے بعض معتقد لوگ اس خبر کو گوش مبارک تک پہونچاتے تھے مگر حضور یہی فرماتے تھے کہ خیر کہنے دو بہت جلد تنبیہ ہو جائے گی۔

ایک دن حضرت محبوب یزدانی نماز فجر پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے کہ اچانک شیخ الاسلام ننگے سر آئے اور معافی مانگتے ہوئے قدم مبارک پر سر رکھ دیا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ یہ تمہاری معذرت کس سبب سے ہے۔

عرض کیا حضور پہلے معاف فرما دیں اس کے بعد مجھ پر جو گذرا ہے عرض کروں۔ مجھ پر وہ گذرا ہے کہ خدا نہ کرے کسی مخلوق پر گذرے۔ میں اپنے کوٹھے پر تھا اور جاگ رہا تھا۔ کوٹھا ایسا تھا کہ جس میں چیونٹی کا بھی گذر نہ تھا۔ یکایک دس آدمی ننگی تلواریں لیئے ہوئے پہنچے اور میری نسبت کہا یہی وہ شخص ہے جو میرے سیّد اشرف جہانگیر کی غیبت کرتا ہے۔ ابھی اس کا سر تن سے جُدا کروں گا۔ مجھ کو زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ گئے۔ مجھ کو ذبح کیا چاہتے تھے کہ اسی وقت ایک سفید داڑھی والے بزرگ ایک طرف سے آئے اور مجھ کو ان لوگوں کے ہاتھ سے ہزاروں خوشامدیں کر کے چھڑایا اور فرمایا کہ آپ لوگ چلے جائیں کیوں کہ اس کے گناہ کی معافی میں نے حضرت سیّد سے مانگ لی ہے۔

وہ لوگ چلے گئے تب وہ بزرگ مجھ پر بہت بگڑے کہ مردان خدا کے متعلق ہرگز ہرگز نکتہ چینی نہیں کرنا چاہیئے۔ فوراً جاؤ اور حضرت کے قدم پاک کو اپنا سرتاج بناؤ۔ میں نے تمہاری خطا کی معافی حضور سے مانگ لی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی ہنس پڑے اور فرمایا کہ تیرا دادا امر دبا خدا تھا۔ یہ اسی کی روحانیہ دیکھی گئی ہے جس نے تیری سفارش کی۔ اب کبھی کسی درویش کے خلاف خیال نہ کرنا...

مثنوی

چاہتا پردہ دری ہے جب خدا	طعنۂ پاکاں ہیں کرتے برملا
نکلتے ہیں یاں تیغ فولادی سے تیز	گر نہیں رکھتا سپر کر جا گریز
بے سپر اس تیغ کے آگے نہ آ	کاٹنے میں تیغ کو کیا ہے حیا

کرامت ۲۱

حضرت محبوب یزدانی نے حضرات خلفائے راشدین کے مناقب میں ایک رسالہ تالیف فرمایا تھا جس میں حضرت مولا علی مرتضیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کسی قدر زیادہ تھے۔ کم استعداد علمار کا گمان آپ پر تفضیلی کا ہوتا تھا۔ جب حضرت محبوب یزدانی جانب بنگالہ سے بعد ملازمت حضرت قدوۃ الابرار و زبدۃ الاحرار حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرّہٗ سے واپس ہو کر اتفاقاً قصبہ محمّد آباد گہنہ میں نزول فرمایا۔ بیرون قصبہ ایک باغ میں حضور کے خیمے کھڑے ہوئے۔ علمائے قصبہ آپ کی ملازمت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور اسرار معرفت بیان فرمارہے تھے۔ اسی اثنار میں ذکر مناقب خلفائے راشدین درمیان میں آیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے مطابق عقائد اہل سنت وجماعت فضائل خلفائے راشدین بیان فرمائے۔ سب نے آفریں اور تحسین کی۔ حضرت نے فرمایا کہ فقیر نے کبھی مناقب خلفائے راشدین میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔ اگر آپ لوگوں کی خواہش ہو تو دکھلاؤں۔

سب نے کمال شوق سے استدعا کی۔

مولانا بابا حسین محافظ کتب خانہ سے رسالہ مذکور منگوایا۔ قاضی سیّد ظہیر الدین احمد اور بہت سے علمار مطالعہ رسالہ ہٰذا میں بغور تمام مشغول تھے اور حضرت محبوب یزدانی کی تعریف کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب قاضی احمد تھے جو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب پر معترض ہوئے اور حضرت محبوب یزدانی سے بحث کرنے لگے حضرت نے جواب باصواب دئے۔ مگر اپنی نفسانیت سے نہ مانے۔ دیگر علمار ہمراہی بھی ان کے کلام کی تائید کرنے لگے۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ حضرت محبوب یزدانی کی غلطی اور خطا پر استفتار لکھنا چاہتے تھے۔ اور یہ ارادہ رکھتے تھے کہ کل بعد ادائے نماز جمعہ جامع مسجد میں استفتار کے مطابق ملازمان عالی سے تعرض کریں۔ اس خبر سے حضرت کو کسی قدر تردد ہوا۔

دوسرے دن جب جمعہ کا وقت قریب پہونچا اس قدر زور سے بارش بکثرت ہوئی گویا طوفان نوح کا نمونہ تھا۔ سکنائے قصبہ کے گھروں میں سیلاب پہونچ گیا۔ کوئی جامع مسجد میں نہ آسکا اور اس گروہ کی جمعیت میں تفرقہ پڑا۔

مولانا سید خان ایک بڑے فاضل اور سرآمد فضلائے زمانہ تھے۔ انھوں نے شب

کو خواب میں دیکھا کہ اشرف جہانگیر ایسا شخص نہیں ہے جیسا تم نے خیال کیا ہے اور تم اس کے مقابلہ کی قوت نہیں رکھتے۔ اگر اپنے دونوں جہاں کی خیریت چاہتے ہو تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کرو اور معافی چاہو۔

صبح کو جب بیدار ہوئے اپنی بیوی سے جو نہایت صالحہ تھی اپنا خواب بیان کیا۔

انھوں نے جواب دیا کہ میں نے بھی یہی دیکھا ہے۔ میں چاہتی تھی کہ بیان کروں مگر آپ نے سبقت کی۔ اب مناسب یہی ہے کہ حضرت کی خدمت میں جاؤ اور معذرت کرو۔ خبردار خبردار شیروں کے مقابلہ میں جانا عقلمندوں کے خلاف ہے۔

اشعار

نہیں اچھے لوگوں کو ہرگز پسند | کریں بن میں شیروں کے خیمے بلند
مقابل ہوا شیر کے جو ذلیل | ہوا کب وہ جاں بر مرا بے دلیل

اور جو لوگ حضرت سے مقابلہ کرتے ہیں آپ ان سے علاحدہ ہو کر حضرت محبوب یزدانی کی طرف ہو جائیں۔ شائد اس خواب کی تعبیر جو میں نے دیکھا تھا ان بزرگ سے ظاہر ہو۔

یعنی "کچھ دن ہوئے کہ آپ کی بیوی نے یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک سیّد بزرگ جامع فضائل دکمالات یہاں تشریف لائے ہیں اور میں ان کی زیارت کو گئی۔ انھوں نے مجھ کو چار آم عنایت کیے"۔

بیوی کی بات مولانا سید خاں کے دل میں جم گئی اور حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ حضور اپنے خاطر مبارک میں کچھ تردد نہ فرمائیں۔ ان لوگوں کا جواب میں دوں گا۔

آپ کے چہرۂ مبارک پر آثارِ فرحت ظاہر ہوئے۔ فرمایا کہ اے عزیز! فقیر تو جواب باصواب دیتا ہے لیکن اپنی ناانصافی سے وہ لوگ قبول نہیں کرتے۔

عرض کیا کہ اس خادم مخلص نے ایک دوسری تدبیر سوچی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے خوش ہو کر آم کے چار پھل ان کو عنایت کیے اور فرمایا کہ تم

کو چار بیٹے مبارک ہوں۔ ایک کا نام طاہر، دوسرے کا نام مطہر اور تیسرے کا نام طیب، اور چوتھے کا نام محمدؐ رکھنا۔ یہ چاروں عالم اور فاضل ہوں گے۔

جب دوسرا جمعہ آیا تو جملہ علماء نے جو مسجد میں حاضر تھے مولانا سیّد خاں کے سامنے استفتاء پیش کیا۔ استفتاء پڑھ کر مولانا سیّد خاں نے فرمایا تم لوگوں کا اعتراض خطا کا بسبب مناقب حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جو کچھ حضرت نے زیادہ لکھے ہیں یا اور کچھ۔ سب نے تسلیم کیا۔

مولانا سیّد خاں نے کہا غیر سیّد اگر مناقب مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ زیادہ لکھے تو قابل اعتراض ہے۔ مگر کوئی سیّد اگر اپنے ماں باپ کی تعریف غلو سے کرے تو کچھ ڈر نہیں ہے۔

علماء نے کہا کہ اپنے کہنے کے مطابق کوئی روایت دکھلایئے۔

مولانا نے کتاب جامع علوم سے نقل کیا:۔ الناس انباء الدنیا ولا یلام الرجل علی حب الویہ بمدحھا۔

اس بات کے سننے سے ہر ایک خاموش ہو گیا بموجب فرمان الٰہی جَاءَ الحَقُّ وَزَھَقَ الباطل تمام علماء خدمت عالی میں عذر و معذرت کرنے لگے مگر اب کیا فائدہ ہونا ہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے ان علماء کے حق میں دعاء خیر کی کہ حق تعالےٰ تم کو اور قاضی حمیدالدین اور ان کی اولاد کو ہر زمانہ میں فضل و کمال عطا فرمائے۔

کیا اچھے نصیب مولانا سیّد خاں کے تھے جو حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں باخلاص حاضر ہوئے اور آپ کی دعا سے ان کو چار اولادیں نصیب ہوئیں۔ چاروں لڑکے سر دفتر علماء زمانہ ہوئے۔ فقیر جامع رسالہ ہٰذا جب محمد آباد گوہنہ میں پہونچا عجیب حالت دیکھی کہ وہ عالیشان جامع مسجد کے حوالی میں بالکل حضرات اہل تشیع کی آبادی ہے۔ اندر مسجد تمام تعزیہ بھرے ہوئے تھے۔ صحن مسجد میں گھاس جمی ہوئی تھی۔ اس صحن شکستہ پر فقیر نے مصلیٰ بچھا کر نماز عصر ادا کی۔ قصبہ ہٰذا کے کنارے ایک گروہ شیخ زادوں کا لکان سنی مذہب ہے مع چند سادات آباد ہیں۔ گمان ہوتا ہے کہ یہی لوگ مولانا سیّد خاں کی نسل سے ہیں۔

خدا کی قدرت ہے اے دوستو   کہ مسجد جو تھی تعزیہ خانہ ہوئی

کرامت ۲۲

حضرت محبوب یزدانی کا معمول تھا کہ نماز جمعہ سفر و حضر میں کبھی ترک نہیں فرماتے تھے جب تک کہ آستانہ روح آباد میں جامع مسجد تیار نہیں کی تھی بمقام قصبہ سبھولی جو آستانہ روح آباد سے سات کوس کے فاصلہ پر تھا نماز پڑھنے جاتے تھے۔ اس قصبہ میں علمار کثرت سے رہتے تھے۔ بعد ادائے نماز جمعہ وہاں کے ملاؤں اور طلبہ میں سے ایک شخص نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں مسئلہ علم کلام پیش کیا کہ بندہ اختیار رکھتا ہے کہ بے اختیار ہے۔ اور تیسری بات درمیان میں نہیں۔ اگر بااختیار کہیں تو قدریہ ہوتے ہیں اور اگر بے اختیار کہیں تو جبریہ ہوتے ہیں۔ پس مذہب درمیان جبر اور قدر کے جو کہا ہے وہ کیا ہے؟

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اگلے علمار کو بھی مشکل تھا۔ لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اختیار ظاہری ہے اور جبر معنوی ہے۔ جیساکہ مقدمہ بزدوی میں حضرت امام فخرالاسلام نے فرمایا ہے اختیار بالصورۃ وجبر فی المعنیٰ۔

وہ طالب علم اپنے غرور علم سے دلائل نامعقول پیش کرنے لگا۔ حضرت محبوب یزدانی کے کلام کو نہ سمجھا۔ اس کی مراد اپنی علمی قابلیت ظاہر کرنا تھی اور اس کی بعض باتوں سے حسد کی بو آتی تھی۔ حضرت نے ہر بات کا جواب دیا یہاں تک دلائل اور بحث کو طوالت ہوئی کہ اس سے کوئی کلمہ خلاف ادب ظاہر ہوا۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے چہرۂ مبارک پر تجلی اسم القہار ظاہر ہوئی۔ فرمایا کہ ابھی تیری زبان کام کر رہی ہے۔

یہ فرماتے ہی اس کی زبان اس کے منہ سے لٹک پڑی پھر بات کرنے کی طاقت نہ رہی۔ تمام حاضرین مجلس اس واقعہ کو دیکھ کر حیرت میں تھے اور حضرت کے سامنے معذرت کر رہے تھے۔ اس طالب علم کی ماں ایک غریب بڑھیا تھی۔ اس خبر کو سن کر حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نہایت عاجزی والحاح سے رو رو کر عرض کرنے لگی۔

حضرت میرے یہی ایک لڑکا ہے۔ اور ہندی زبان میں وہ عرض کرنے لگی: یا میر! پوت بھیک دے۔

جب اس کی الحاح وزاری حد سے زیادہ گذری تو فرمایا کہ تیر نشانہ پر پہونچا ہوا واپس نہیں آتا۔ لیکن اس کی زبان اس کے منہ کے اندر آ جائے گی مگر آثار لکنت اس کی زبان سے نہ جائے گا۔ بلکہ اس کی جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی ہکلی پیدا ہوگی اور کوئی عالم اس قصبہ میں زندہ نہ رہے گا۔

مولانا نظام الدین جامع لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ بعد چند مدّت کے میں اس قصبہ میں گیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بے ادب مرگیا۔ اس کا ایک لڑکا موجود ہے اس کی زبان میں لکنت ہے۔ اور جو قصبہ کہ علماء وفضلاء سے بھرا ہوا تھا ویران ہوگیا۔ بعض علماء مر گئے اور بعض کا علم فراموش ہوگیا۔

اللہ تبارک وتعالےٰ ہر شخص کو بزرگان دین کی خدمت میں باادب رکھے۔

شعر

ڈرو صاحبان حق کی شان جبروت وجلالت سے
رہے گر باادب بچ جاؤ گے ہر ایک آفت سے

کرامت نمبر ۲۳

ایک دن حضرت محبوب یزدانی کا گذر بازار دہلی میں ہوا۔ آپ عالم کیف میں تھے۔ سامنے سے ایک مست ہاتھی زنجیروں میں بندھا ہوا۔ اور پانچ مادہ فیل پر فیل بان بیٹھے ہوئے اس کے گرد تھے اور برچھی اور گرجبان سے مست ہاتھی کو مار مار کر چلا رہے تھے۔ حضرت عالم کیف میں ہاتھی کے سامنے چلے جاتے تھے۔ فیل بانوں نے شور مچایا مگر آپ کو خبر نہ ہوئی۔ حضرت کے ہمراہیوں پر عجیب خوف کی حالت پیدا ہوئی۔ یہ جرأت نہ تھی کہ حضرت سے عرض کرتے۔ بازار والوں نے ہائے ہائے کر کے شور مچایا یہاں تک کہ حضرت ہاتھی کے پاس پہونچ گئے۔ اسی طرح عالم کیف میں چلے جاتے تھے۔ ہاتھی نے ذرا بھی آپ کی طرف رخ نہ کیا اور آپ بے باک چلے گئے۔ آپ کا یہ تصرف دیکھ کر اہل بازار اور شہر والے متحیّر ہو گئے

قطعہ

میں ایسا ہوں غریق بحر وحدت
سمجھ کچھ مجھ میں عالم کی نہیں ہے
تصوّر میں تیرے ایسا ہوں ڈوبا
خبر عالم و آدم کی نہیں ہے

کرامت ۲۴

حضرت محبوب یزدانی فضائل و کمالات شیخ نجم الدین کبریٰ بیان فرما رہے تھے کہ ان کی نگاہ تصرف سے کتا ولی ہو گیا تھا۔ حضرت کے خلیفہ قاضی رفیع الدین کے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ آیا اس زمانہ میں بھی کوئی ایسا ولی ہوگا کہ جس کی تاثیر نظر سے جانور ولی ہو جائیں۔

حضرت محبوب یزدانی کے قلب مبارک پر ان کا خطرہ ظاہر ہو گیا۔ ہنس کر فرمایا کہ شاید اس عالم میں کوئی ہو۔

بیت

نہ فقیروں کو سمجھنا کبھی نظروں میں خار　　　کیا خبر تجھ کو اس گرد میں ہو کوئی سوار

حضرت کے مرید کمال جوگی کے یہاں ایک بلی پلی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی حضرت محبوب یزدانی کی نظر اس پر پڑ جاتی تھی۔ فرمایا کہ کمال جوگی کی بلی کہاں ہے میرے سامنے لاؤ۔

جس وقت اس بلی کو حضرت کے سامنے لائے۔ حضرت محبوب یزدانی کچھ اسرار معرفت بیان فرما رہے تھے۔ کہتے کہتے ایک حالت گرم پر جوش طاری ہو گئی اور چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ حاضرین پر ایک ہیبت چھا گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضور کے قلب مبارک سے روح پرواز کیا چاہتی ہے۔ کمال جوگی کی بلی کان لگا کر حضرت کے کلمات معرفت کو سن رہی تھی یہاں تک کہ اس کی یہ حالت ہو گئی کہ زمین سے قد آدم اچھل گئی اور از خود رفتہ ہو گئی۔ ایک پہر تک بیہوش پڑی رہی۔ جب ہوش میں آئی حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر بوسہ دینے لگی اور آپ کے گرد طواف کرنے لگی۔ اس کے بعد جب حضور کچھ کلام معرفت بیان فرماتے حضور کی مجلس میں آکر بیٹھتی اور سنتی اور جب کوئی مہمان خانقاہ عالی میں آتے تو ان کی تعداد کے موافق آواز دیتی۔ باورچی اسی قدر مہمانوں کا کھانا پکاتا اور بی گربہ کو باقاعدہ دستر خوان بچھا کر ہر قسم کا کھانا پیش کیا جاتا۔ کبھی حضرت محبوب یزدانی اگر کسی اصحاب کو بلانا چاہتے تو بلی سے فرما دیتے۔ وہ ان کے مکان پر جا کر آواز دیتی۔ وہ سمجھ جاتے کہ حضرت نے بلایا ہے۔

ایک دن حضور کی خانقاہ میں جماعت درویشان مسافر آئی۔ بلی نے بعادت معمولہ تعداد درویشاں کے موافق آواز دی۔ مگر کھانا بھیجنے کے وقت ایک شخص زیادہ نکلا۔

حضرت محبوب یزدانی نے بلی کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آج بلّی نے کیوں کر خطا کی۔ اور ایک مہمان زیادہ کی خبر نہیں کی۔

بلی فوراً باہر گئی ان مہمانوں کی جماعت میں پہونچی۔ ہر شخص کو سونگھتی تھی اور چھوڑ دیتی تھی۔ ایک شخص اس جماعت کا سر حلقہ تھا جب اس کو سونگھا تو اس کے زانوں پر جا بیٹھی اور پیشاب کر دیا

حضرت محبوب یزدانی نے جب معائنہ فرمایا تو ارشاد کیا کہ غریب بلی کا کچھ قصور نہیں۔ یہ مرد بے گانہ تھا۔ وہ درویش کھڑا ہوا اور حضرت محبوب یزدانی کے قدموں پر گر پڑا۔ اور عرض کرنے لگا کہ بارہ ۱۲ برس سے میں مذہب دہریہ رکھتا ہوں اور مسلمانوں کے لباس میں رہتا ہوں اور بزرگوں کی خانقاہوں میں پھرتا ہوں اس نیت سے کہ کوئی میرا نفاق ظاہر کرے تو میں اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں۔ آج حضرت کی بلی نے مجھ کو پہچان لیا۔ اب میں توبہ کرتا ہوں اور مسلمان ہو جاتا ہوں۔

سبحان اللہ! کیا فضل و کمال حق تعالےٰ نے حضرت محبوب یزدانی کو عطا فرمایا تھا کہ جس کی تاثیر نظر سے بلّی ولی ہو گئی تھی اور حق و باطل میں فرق کر دیتی تھی۔

حضرت محبوب یزدانی نے اس دہریہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اس کے بعد اس کو ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رکھا۔ جب تصفیہ باطن میں کامل ہو گیا تو تاجِ خلافت دے کر بندگان خدا کی ہدایت کے واسطے شہر استنبول بھیج دیا۔ بعد وصال حضرت محبوب یزدانی کے چند سال بی بی گربہ حضرت نور العین صاحب سجادہ مخدوم زادہ کی خدمت میں رہی۔

ایک دن باورچی خانہ میں دیگ میں دودھ گرم ہو رہا تھا اس کی بھاپ جو چھت تک پہونچی ایک کالا سانپ دیگ میں گر گیا۔ باورچی کو اس کی خبر نہ تھی۔ بی بی گربہ بار بار دیگ کے کنارے پھر کر اشارہ کرتی۔ باورچی کہتا کہ جب دودھ تیار ہو گا تجھ کو ملے گا تو کیوں گھبراتی ہے۔ یہاں تک کہ باورچی نے بی بی گربہ کو جھڑک دیا اور وہ سمجھی کہ باورچی میرا اشارہ نہیں سمجھتا۔ اگر یہ دودھ فقرا میں تقسیم ہو گا اس کے زہر سے لوگوں کی ہلاکت ہو گی۔ اس لئے ایک مرتبہ کود کر دیگ میں جا گری اور شہید محبت ہو گئیں۔ جب دودھ پھینکا گیا کالا سانپ نکلا۔

حضرت نور العین نے کہا کہ اس غریب بلی نے اپنی جان فقیروں پر قربان کر دی۔ اس کو ایک قبر کے اندر دفن کرو اور اس کا روضہ تیار کر دو۔

چنانچہ مزار بی بی گربہ آستانۂ عالیہ سے پورب جانب مقام دارالامان میں موجود ہے اور ان کی مزار پر یہ تصرف ہے کہ اگر کسی کو جن یا شیطان ستائے اور بی بی گربہ کے مزار پر جائے تو وہ آسیب زدہ چیختا ہے اور شور کرتا ہے کہ بی بی گربہ مجھ پر پنجہ مارتی ہیں۔ میں توبہ کرتا ہوں اب پھر اس آدمی کو نہ ستاؤں گا۔

رُباعی

جب جانور بھی تم پہ ہوا کرتے ہیں نثار　　انسان کچھ نہیں ہے جو تم پر نہ ہو فدا
حیواں کو تیرے فیض سے وہ مرتبہ ملا　　اس کو فرشتے دیکھتے ہیں با خوبیٔ صفا

کرامت ۲۵

حضرت محبوب یزدانی بارادۂ سفرِ حج روانہ ہوئے۔ حضور کے خُدّام مصاحبین جیسے حضرت نور العین اور حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی، اور حضرت خواجہ ابوالمکارم اور شیخ الاسلام اور بابا حسین اور تنگر قلی ترکی اور حضرت نظام الدین یمنی جامع لطائف اشرفی حضور کے ہمراہ تھے۔ بندرگاہ روم میں جب جہاز پر بیٹھے کسی قدر دریا کا راستہ طے کیا تھا کہ بادِ مخالف چلنے لگی۔ تین دن ہو گئے اور بادِ مخالف اسی طرح چلتی رہی حضرت محبوب یزدانی کو ایک عجیب و غریب حالتِ وجد و حال کی تھی۔ بالکل حواس کی خبر نہ تھی۔ مگر وہ پنج وقتہ نماز اور وظائف معمولی ادا فرماتے تھے لیکن ہمراہیوں کے دل میں یہ بات جمتی تھی کہ آپ آپے میں نماز ادا نہیں فرماتے ہیں بلکہ بے خودی میں۔

جہاز والوں کی بے چینی بادِ مخالف سے حد سے زیادہ بڑھی۔ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں لوگوں نے عرض کیا۔ ہنس کر حضور نے فرمایا مجذوب شیرازی کا شعر پڑھنا چاہئے اور زبان مبارک سے یہ فرمایا۔

شعر

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز　　باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را

ابھی یہ شعر زبان مبارک نہیں نکلا تھا کہ ہوا موافق چل پڑی اور جہاز تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔

جب جہاز زیادہ راہ طے کر چکا تو حضرت نظام الدین یمنی کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ معرفت دل کی شرائط سے ایک شرط یہ ہے کہ دنیا کے ظاہر و پوشیدہ حالتوں سے خبردار ہو۔ یہ بار ہا

حضرت محبوب یزدانی کے دل پر کھل چکا ہے۔ لیکن کوئی عارف اس زمانہ میں ایسا ہے جو دریا کے رہنے والوں اور عارفوں کی خبر دے۔

اس خطرہ کے پیدا ہوتے ہی حضرت نے اس خادم کی طرف خطاب فرمایا کہ فرزند نظام الدین اس قدر جان لینا عارفان خدا کے نزدیک گھاس کے جاننے سے بھی کم ہے۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ دریا کا پانی پھٹا اور ایک مرد ظاہر ہوا۔ اور بولا کہ اے نظام الدین ! میں ان مردوں سے ہوں جو دریا میں عبادت کرتے ہیں۔

آپ نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اور کہاں رہتے ہو۔ اور تمہارے طریقے میں مرید اور خلیفہ ہونے کا دستور ہے جیسا کہ خشکی کے اولیاء میں ہے؟ بولا کہ :۔

دریا میں ایک شہر ہے اس کو مدینۃ الاشراف کہتے ہیں۔ اس میں ایک بزرگ ہیں جس کو شیخ دُرّ البحر کہتے ہیں اور اپنے کو کمترین خلفاء اشرفی سے کہلاتے ہیں۔ دس ہزار آدمی ان کے مرید ہیں۔ جو طالبان صادق سے ہیں ان میں سے ایک میں ہوں۔ میرا نام کیکل ہے۔

حضرت نظام الدین یمنی نے کہا کہ تمہارے پیر جن حضرت سے اپنے کو منسوب کرتے ہیں وہ اسی جہاز پر تشریف فرما ہیں۔

اس بات کے سنتے ہی وہ دریا سے نکلا اور ایسا لباس پہنے ہوئے تھا کہ جو پریوں کے لباس سے مشابہ تھا۔ شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ حضرت محبوب یزدانی سے بہت سی باتیں کیں۔ قریب ایک پہر کے باہمی گفتگو رہی۔ حضرت کے ہمراہیوں میں سے کوئی بھی ان کی بات نہیں سمجھتا تھا۔

شعر

ہم نے کم دیکھا کسی کے حال میں — جس کے خادم زیر دریا بستے ہوں
کچھ تعجب کی نہیں یہ مبری بات — زیر دریا بھی ولی کے رستے ہوں

کرامت ۲۶ حضرت محبوب یزدانی ایک سال رمضان شریف میں شہر دمشق کے محلہ صالحیہ خانقاہ جامع شیخ اکبر میں معتکف تھے اور صوفیوں اور عارفوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ اس قدر ہجوم رہتا تھا کہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی اور اکثر مسافران سیاح

اور علماء اور فضلاء کا گروہ تراویح ادا کرنے میں موافق اس کے کہ: من صلی خلف امام تقی فکانما خلف امام النبی۔ "یعنی جس نے کسی پرہیز گار امام کے پیچھے نماز پڑھی تو گویا نبی امام کے پیچھے نماز ادا کی۔" حضرت محبوب یزدانی کی اقتدا کرتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ رات میں قرآن ختم فرماتے تھے بعض آرام طلب قیام کی تکلیف برداشت نہ کر سکتے۔ ایک معین ختم سن کر باہر آجاتے تھے لیکن جو لوگ مخلص تھے وہ اس قسم کے قیام کو معراج کامل سمجھتے تھے۔ تقریباً ایک سو آدمی ارباب کمال تھے جو اسی جامع میں حاضری دیتے تھے۔ جب عید کے چاند کی رویت ہوئی لوگوں نے اپنے کاروبار کی بنیاد رکھی اور ہر طرف سے ڈنکا اور نقارہ بجانے لگے۔ جیسا کہ شہر والوں کا قاعدہ ہے عام شور و غل پڑ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی پر ایک کیفیت پیدا ہوئی اور ایک نعرۂ بلند مارا۔ ایک پہر سر کو گریبان تحیر میں جھکائے رہے اور دریائے فکر میں غوطہ زن رہے۔

تحیر کے دریا میں ڈالا جو سر   تفکر کے صحرا سے نکلے بدر

اس حالت سے سر اٹھا کر فرمایا کہ تاریخ بیسویں رمضان سے مجھ کو آپے سے باہر لے گئے اور مشاہدۂ عالم غیب کے صحرا کے دریا میں ڈال دیا۔ بالکل مجھ کو بے خبری تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ ان دنوں میں مجھ سے کچھ ادا ہوا ہے یا نہیں۔

ساتھیوں نے عرض کیا اے حضرت کسی نماز کے فرائض و واجبات و سنن آپ سے نہیں چھوٹے۔

فرمایا کہ اللہ کا شکر کہ اشرف کا وقت شیخ اکبر اور سید الطائفہ کے وقت کی طرح محفوظ رکھا۔

شعر

کچھ ایسی حالت تھی میرے شہ کی کہ تن بدن کی نہ کچھ خبر تھی
مگر تھے محو جمالِ باری اسی طرف آپ کی نظر تھی

حضرت دُرِّ یتیم نے عرض کیا کہ عالم بے خودی میں کس طرح بشر سے ظاہری افعال ظاہر ہوتے ہیں؟

فرمایا کہ ایک صورت یہ ہے کہ اعمال کے فرشتے اس سے کام کراتے ہیں اور اس کو خبر نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ جب اعضاء اور جوارح کسی کام کے خوگر اور عادی ہو جاتے ہیں کیا تعجب ہے کہ بے خودی میں بھی وہ اپنے وقت پر کام کریں۔

کرامت ۲۷ حضرت محبوب یزدانی کے علم اور نشانوں اور ماہی اور مراتب کا نزول جامع دمشق میں ہوا اور حضور صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک خوبصورت عورت لاچینی ترک بارہ سال کے بچہ کو جس کی صورت نہایت حسین تھی۔

شعر

تھا چہرہ چمکدار سورج سے بھی　　　تھی رفتار قد مثل سرو سہی

اگر رونے چلانے لگی۔ جب حضرت محبوب یزدانی نے دیکھا تو اس کی حیات سے ذرہ باقی نہ تھا فرمایا کہ عجب کام ہے مُردوں کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا اور مجھ کو ہرگز یہ کام نہیں پہونچتا۔ عورت چوں کہ بے حد بے قرار تھی۔

کیا نالہ کا اس نے ایسا آغاز　　　ہوئی زہرہ فلک سے اس کی ہم ساز

عرض کیا اولیاء اللہ جاں بخشی اور عطائے حیات میں حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے مظہر ہیں۔

شعر

رسم جاں بخشی اصول زندگی　　　لب کو تیرے خضر و عیسیٰ سے ملی

جب اس کی بے چینی حد سے بڑھ گئی اور مایوسی انتہا کو پہونچی تو حضرت محبوب یزدانی نے دریائے مراقبہ میں سر ڈالا اور صحرائے مشاہدہ کی راہ اختیار فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور کیفیتِ وجد کی حالت میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ کیوں کہ تیری ماں مرے جاتی ہے اس کا لڑکا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور چلنے لگا۔ گویا اس کی روح جسم سے بالکل علاحدہ تھی ہی نہیں اس بات کا شہرہ دمشق میں ہو گیا۔

قطعہ

جو لوگوں نے سن پائی اس کی خبر — تو دیدار کو آیا ہر اِک بشر
زیارت جو کی دیکھا اک ذات میں — ملے وصف خضر و مسیح یک دگر

لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ جب ہجوم بڑھ گیا تو آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ سامانِ سفر باندھو اور کوچ کرو۔ یہاں رہنے سے ہماری اوقات میں خلل واقع ہوگا۔

قطعہ

اے غوث عالم قطب حق شایان شان خیر کم — مدح و ثنا میں آپ کی عقلِ بشر ہوتی ہے گم
کیونکر نہ مردے جی اٹھیں اے عیسی دوراں مرے — جس دم زبان پاک سے ارشاد فرمائیں کہ قم

کرامت ۲۸

حضرت محبوب یزدانی کے ایک مرید جوہر نامی تھے ان کے بدن میں سفید داغ ظاہر ہوا اور سب سے بڑا بیمار سفید داغ والا ہوتا ہے اللہ تعالے ہم کو تم کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔ ملک خراسان میں جس کے سفید داغ ظاہر ہوتا اس کو شہر سے باہر نکال دیتے۔ جوہر نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ان لوگوں کے مجمع سے باہر نکل جاؤں اور عالمِ گمنامی میں چلا جاؤں۔ اگر اٹھارہ ہزار عالم کی بلائیں مجھ پر اترتیں تو آسان معلوم ہوتیں۔ لیکن حضور کے قدموں سے جدائی اور آپ کے کلام لطیف سننے سے محرومی جوہر کے لئے نہایت دشوار ہے۔

شعر

نہیں ہے درد عالم کا مجھے غم — مگر دِل تیری فرقت سے ہے برہم

جوہر کے اوپر حضرت محبوب یزدانی نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ یہ شخص بڑا قابل شاعر اور شیریں زبان تھا۔ جب اس نے حضرت کے سامنے اپنی بے قراری ظاہر کی تو حضور کے خاطرِ نازک پر اس نے اثر کیا

قطعہ

نکلے گر آہِ قلوب بے قرار — سن کے ہوں سب سننے والے اشکبار

دل ہے کیا اس رنج کا گر ہو گذر ٹکڑے ٹکڑے سنگ کا بھی ہو جگر

حضرت محبوب یزدانی اور آپ کے ہمراہیوں کو جوہر کی آہ وزاری سے رقت آگئی فرمایا تھوڑا سا پانی لاؤ۔ لوگ لے آئے۔ آپ نے لعاب، دہن مبارک سے نکال کر اس میں ڈال دیا۔ جوہر نے تھوڑا سا پی لیا اور بقیہ بدن پر ملا۔ اسی وقت سفید داغ مٹ گیا۔ گویا کہ تھا ہی نہیں۔

شعر

فیض روح القدس اب بھی جو مدد فرمائیں دوسرے بھی وہ کریں جو تھے مسیحا کرتے

کرامت ۲۹

حضرت محبوب یزدانی نماز جمعہ ادا کر کے قصبہ سچھولی سے آتے تھے جب موضع سکندر پور پہونچے۔ فرمایا کہ اس گاؤں سے سیادت کی بو آرہی ہے۔ میر سید جمال الدین خورد جو موضع مذکور کے زمیندار تھے حضرت محبوب یزدانی کی زیارت کے لئے آئے۔ فرمایا کہ سیادت کی خوشبو زیادہ آرہی ہے۔ ایک مدت کے بعد بوئے سیادت دماغ میں پہونچی۔ سید جمال الدین خورد کو حضرت محبوب یزدانی کی زیارت سے پوری حسنِ عقیدت اور اصلی نیازمندی ان کے دل میں جم گئی۔ اکثر اوقات خدمت بارگاہ عالی میں آتے تھے۔ اور سید جمال الدین خورد کی دو تین پشتیں گذر چکی تھیں کہ ہر پشت میں ایک ہی لڑکا پیدا ہوتا تھا۔ اسی بنا پر حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا اور دل میں ارادہ کر رکھا کہ کسی دوسرے بزرگ سے بھی اس حاجت برآری کے لئے عرض کروں گا۔

ایک دن حضرت محبوب یزدانی کو ایک قوی حالت پیدا ہوئی۔ سید جمال الدین خورد ایک پیر پر کھڑے ہوگئے اور نیازمندانہ عرض کیا۔

فرمایا کہ اے میر تم کو مبارک ہو کہ بال بچے بہت ہوں گے۔ آئندہ کسی کے پاس تم نہ جاؤ اور اپنی حالت کسی سے نہ کہو اور مال بھی بہت ہوگا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سید جمال الدین خورد بالکل ہم شکل حضرت نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تھے۔ جو آپ کو دیکھتا گویا کہ زیارت جمالِ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا۔

شعر

جن کی صورت پر نظر آئے جمالِ مصطفےٰ ۔ کیوں نہ ہو سو جان و دل سے اس پر اک عالم فِدا

کرامت نمبر ۳۰ اسی موضع سکندر پور میں ایک بوڑھی عورت نے اپنے جاں بلب لڑکے کو لاکر حضرت محبوب یزدانی کے قدم پکڑ لئے کہ اس کے سوا میرے کوئی لڑکا نہیں ہے۔ اللہ کی مرضی سے یہ مر رہا ہے۔ یہ لڑکا سب خوبیوں سے آراستہ تھا للہ اس کے لئے دعا کیجئے۔

فرمایا کہ مادر مہربان میں نے اعیان ثابتہ (یعنی لوحِ محفوظ) میں دیکھا ہے تیرے بچّے کی عمر کچھ بھی باقی نہیں رہی۔

اس نے کہا اگر میرا لڑکا جی اٹھتا ہے تو خیر ورنہ اپنی جان کو فرزند کے لئے حضرت کی خدمت میں نذر کرتی ہوں۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالےٰ نے ایک سو بیس برس کی عمر دی ہے دس سال اپنی تمام عمر سے تیرے فرزند کو میں دے دیتا ہوں۔ آج کی تاریخ لکھ لے کہ دس برس تک تیرا لڑکا زندہ رہے گا۔ اس کے بعد دنیا سے رحلت کرے گا۔

غزل

وہ اپنی عمر گراں مایہ کرتے ہیں تقسیم ۔ اسی کو کہتے ہیں اہل جہاں سخائے عظیم
جو چاہیں دم میں کریں سائلوں کو اپنے عطا ۔ سخی وہ ابن سخی ہیں کریم ابن کریم
کریں جو مُردوں کو زندہ عجب نہیں اُن سے ۔ ہم ان کو عیسیٰ دوراں ہیں کر چکے تسلیم
انھیں کے فیض کے کامل بنے تھے ابن کبیر ۔ انھیں نے ان کو دیا تھا خطاب دُرِّ یتیم
ولی بنائیں اسے اور کامل و اکمل ۔ جو فیض صحبت عالی میں پائے کچھ تعلیم
کسی کے دل میں جو وسواس نفس پیدا ہو ۔ عطا کریں اسے دم میں حضور قلب سلیم
جلائے گر دلِ مُردہ کو اشرفی تیرے ۔ کچھ ان کی ذات سے مشکل نہیں یہ امر عظیم

کرامت نمبر ۳۱

حضرت محبوب یزدانی نے زمین شرواں میں جب گذر کیا تھا اتفاقاً اس کے ایک گاؤں میں اترنا ہوا اور ساتھی لوگ مسجد میں اترے اور برف کی اس قدر بارش تھی کہ جس کی شرح نہیں ہو سکتی۔ کمال جوگی کو رفع حاجت کا تقاضا ہوا۔ رات میں اٹھے اور ایک گوشے میں گئے۔ وہیں برف نے اس قدر سردی پہونچائی کہ بالکل حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی زندگی میں ایک سانس سے زیادہ باقی نہ رہی۔

حضرت محبوب یزدانی تازہ وضو کر رہے تھے اور ابھی وضو سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کو سردی معلوم ہوئی اور اس قدر تیز کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ساتھیوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ باوجود سامانِ حرارت اور خیمہ اور اونی لباس اور آگ اور فرش عمدہ کے اس درجہ سردی کیوں ہوئی۔ خواجہ ابو القاسم حضرت کے خلیفہ جو کہ عارفوں کے مشرب سے خوب واقف تھے جان گئے کہ حضرت محبوب یزدانی دوسرے کے رنج سے رنجیدہ ہوئے ہیں۔ مسجد سے نکلے اور ساتھیوں کو تلاش کیا۔ معلوم ہوا کہ کمال جوگی باہر نکلے ہیں۔ ان کی تلاش میں گئے۔ دیکھا کہ برف میں پڑے ہیں۔ ان کو اٹھا لائے اور آگ سے تپایا اور مختلف کپڑے انکو پہنائے جب انھوں نے سردی اور برف کے اثر سے رہائی پائی حضرت محبوب یزدانی بھی اپنی حالت پر آئے۔ گلے لگے۔ جب وہ بالکل اچھے ہو گئے تو آپ پر بھی اثر نہ رہا۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کہتا ہے کہ جب مرید صادق العقیدہ مرتبہ فنافی الشیخ کو پہونچ جاتا ہے تو اس کے رنج و راحت کا اثر شیخ پر پہونچتا ہے۔

کرامت نمبر ۳۲

حضرت شیخ ابو المکارم فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت محبوب یزدانی کے علم شاہی کا گذر اطراف سیلان میں ہوا۔ اس راستہ میں جا رہے تھے جو سانپوں اور اژدہوں سے بھرا ہوا تھا۔ ساتھیوں نے حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ راستہ پر خطر ہے۔

فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ اس کا طے کرنا آسان ہو جائے گا۔

جب حضور کے قلندران ہمراہی کا گذر سانپوں اور اژدہوں پر ہوا، ایک اژدھا ظاہر ہوا جس کا قد و قامت ایسا تھا کہ ساری جماعت کو نگل جائے گا۔

شعر

زمیں پر آ کے نکلا اژ درِ غار   کہ گویا اژدہا ہے آسماں دار

حضرت محبوب یزدانی نے اپنے عصا کو اشارہ فرمایا جتنے اژدہے اور سانپ تھے سب کو شیر کی شکل ہو کر نگل گیا۔

شعر

عصا کو شاہ نے جب کی اشارت   کیا سب سانپ بچھو اس نے غارت

قافلہ میں اصحاب تصوّف کے منکروں اور مخالفوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ اس عجیب کرامت کی خبر پا کر انھوں نے کہا کہ عجیب جادو ہے جو اس گروہ فقراء سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور انوکھا مکر ہے جو ان لوگوں سے صادر ہوتا ہے۔

ایک شخص نے یہ بات سن کر حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہونچائی۔ فرمایا کہ جنہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر اتہام جادو اور مکر کے نہ چھوڑا بھلا مجھ کو کس طرح چھوڑیں گے۔ قرآن مجید میں آیا ہے ھٰذا سحرٌ مبینٌ۔ اور جب کہ اس گروہ کو ایسے امر سے منسوب کرتے ہیں جس کی نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا تھا تو سنت پر اس کا ثبوت سمجھنا چاہیئے۔

کرامت ۳۳

حضرت شیخ اصیل الدین سفید باز فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا ایک مرید تھا پیر علی نام ہزارہ کا رہنے والا۔ سلوک میں شغل رکھتا تھا بہت سے اعلیٰ مقامات اور بلند منازل کو طے کر چکا تھا لیکن ابھی اپنے اعیان ثابتہ کی سرحد تک نہ پہونچا تھا اور اس کے انجام کا نور انوار کے خاتمہ تک نہیں ہوا تھا۔ ایک دن حضرت محبوب یزدانی کے بارہ میں اس کے دل میں ایسا تردّد لاحق ہوا جو بے اعتقادی اور نافرمانی کا سبب اس کے لئے ہو گیا اور کچھ بے ادبیاں بھی اس سے ہوئیں۔ ایک شخص نے اس کو حضور کے کان تک پہونچا دیا کہ پیر علی سے ایسا ناگوار امر ظاہر ہوا ہے۔ فرمایا کہ وہ اس بزرگ خانوادہ اور قدیم سلسلہ سے رانده ہوا ہے اس کو اس دائرہ سے نکال پھینکیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو جس وقت جلال قہر و ملال کا ظہور ہوتا تو کسی کی مجال نہیں رہتی کہ بارگاہِ حضور کا محرم ہوتا۔

شعر

اگر شعلہ زن ہو چراغ جلال
پہاڑوں کی چوٹی ہو آتش مثال

جب پیر علی نے معلوم کیا تو بعض مریدوں سے التجا کی کہ اس بارگاہ عالم پناہ میں میری خطا کی معافی چاہیں۔ ہر چند لوگوں نے کوشش کی تکدر کے بجائے صفائی نہ ہوئی بالآخر سفر کے لئے کمربستہ ہوا اور ہمدان کی طرف رخ کیا۔ جب حضرت میر سیّد علی ہمدانی کے پاس پہونچا اپنی حالتوں سے مطلع کیا تو فرمایا کہ جس دروازہ کو فرزند سیّد اشرف جہانگیر سمنانی نے بند کر دیا ہے ہم اس کو نہیں کھول سکتے۔ یہاں بھی جب عروس مقصود نے خلوت خانۂ تقدیر سے رونمائی نہ کی تو مایوس ہو کر پلٹا اور جہاں گیا کچھ عزّت نہ پائی۔ اور مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوا محنت و کلفت کی منزلوں اور مرحلوں کو قطع کرنے کے بعد حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی کے پاس پہونچا۔ عرصہ تک حضرت شیخ کی خدمت میں مشغول رہا۔ پوری کوشش کرنے پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے مردود جس دروازہ کو میرے بھائی سیّد اشرف جہانگیر نے بند کر دیا ہے اسے نہیں کھول سکتا۔ آج روئے زمین پر کوئی نہیں ہے جو ان کے سامنے کھڑا ہو سکے

قطعہ

نہیں روئے زمیں پر آج کوئی
جو ہو ان کے مقابل ہے یہ توقیر

نہیں ہمت لگائے سر کو اس سے
قوی ہے یہ کمند شہ جہانگیر

آخر پیر علی اپنی گردش تقدیر سے پھر خدمت عالی میں بغرض عفو تقصیر نا حاضر ہو سکا اور دنیا سے نامراد رو سیاہ گیا۔

کرامت ۳۴ حضرت محبوب یزدانی دارالسلطنت روم میں عرصہ تک قیام فرما تھے اور ہمراہیوں کے لئے ایک خانقاہ بنائی تھی اور اس کے پہلو میں ایک خلوت خانہ تیار کر دیا کہ وہاں خود آرام فرماتے تھے۔ ایک دن سلطان ولد کے صاحبزادے نے جو حضرت مولانا جلال الدین رومی کے سجادہ نشین تھے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت کی اور بہت مشائخ کو اس دعوت میں بلایا۔ شیخ الاسلام نے جو بڑے عالم و فاضل تھے اور

کسی قدر حضرت کے بارہ میں نقطہ چینی دل میں رکھتے تھے دل میں ٹھان لیا تھا کہ جب حضرت سید سمنانی اس مجلس میں تشریف لائیں تو وہ مشکل مسئلہ ان سے پوچھوں کہ جس کے جواب سے وہ عاجز ہوں۔

جب حضرت کے قدم مبارک نے محفل میں جانے کی راہ اختیار کی اور جب تک حضرت دروازہ پر پہونچیں ناگاہ شیخ الاسلام کی نگاہ میں ایسا نظر آیا کہ ایک صورت حضرت کی شکل میں حضرت کے جسم سے باہر نکلی اور ایک صورت اس صورت سے دوسری پیدا ہوئی۔ اسی طرح مثل حضرت کے سو شکلیں شیخ الاسلام کے نظر میں ظاہر ہوئیں۔

قطعہ

ہر وہ دل خالق کا جو ہے آئینہ — لاکھوں شکلوں کی ہر اس دل سے بنا
شکل دنیا کیا ہے اس دل کے لئے — عرش سے تا فرش ہے اس میں چھپا

مخدوم زادہ رومی استقبال کے لئے دروازہ پر آئے اور بڑی عزت سے آپ کو لیا اور سب سے بلند جگہ ایک تخت پر آپ کو بٹھلایا۔

شعر

مکاں ہوتا ہے اس کا سب سے برتر — کہ جو ہے معدن ہر ڈرو گوہر
بنایا جنکا عالی مرتبہ خلاق اکبر نے — جہاں جاتے ہیں سب چھوٹے بڑے تعظیم کرتے ہیں
جلال و ہیبت حق کا اثر پڑتا ہے دل میں — کہ جو منکر ہوں وہ بھی آکر تسلیم کرتے ہیں

شیخ الاسلام کی طرف رخ کر کے حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ان میں سے کس صورت سے تم مسئلہ پوچھتے ہو۔ اس بات کے سنتے ہی ان میں اس قدر ہیبت کا غلبہ ہوا گویا آسمان اور زمین ٹکرا گئے

شعر

اس طرح ان کی ہیبت میں جان — کہ گویا ہوئے چاک مثل کتان

شیخ الاسلام بے اختیار اٹھے اور حضرت مخدوم زادہ رومی کو اپنا مددگار اور شفیع بنایا اور حضرت کے قدم پر سر ڈال دیا اور عرض کیا کہ عذر خواہ ہوں تقصیر معاف فرمایئے۔ فرمایا چوں کہ مخدوم رومی کو درمیان میں لائے ہو تو اب نہ ڈرو ورنہ تمہیں بتا دیا جاتا لیکن اس کے بعد کسی شخص کو اس گروہ کے اور کسی درجہ کے صوفی کو بھی نظر انکار سے نہ دیکھنا۔

غزل

نہ دیکھو ان کو تم با چشم انکار
کہ محرومی کا منوجب ہے یہ کار

کہو مت یہ کہ وہ تنہا ہیں بیٹھے
کہ ان سے ہیں بہت سے تن نمودار

مظاہر میں ظہور ذاتِ حق کو
اسی تمثیل کا لائی ہے اقرار

نہیں جب ذات میں اسکے کوئی غیر
تو یوں وحدت سے ہے کثرت کا اظہار

اگر تم دوسری تمثیل چاہو
تو آئینہ کو کر بالائے دیوار

ہر آئینہ کا ہو گر مختلف رنگ
مربع مستطیل و دائرہ ....وار

ہر اک آئینہ کے جوہر جدا ہیں
کہ ہے سب سے نئی صورت کا اظہار

اسے تم زنگ سے گر صاف کر دو
ہر آئینہ میں دیکھو صورت یار

جو نصب العین ہو جائے یہ نسبت
شہود اس کو ہیں کہتے اہل اسرار

تم اپنا حسن دیکھو مثل اشرف
مگر اے دل نہ کہنا یہ ہے تکرار

کرامت ۳۵

حضرت محبوب یزدانی کا ایک مرید تھا گوہر علی نام اور در حقیقت وہ دریائے شریعت اور ارکان طریقت کا جوہر اور موتی تھا ایک دن اس کو ہری کے بازار میں گذرنا پڑا۔ ہری کی عورتیں بے حد دلفریب ہوتی ہیں تھوڑی دیر ایک عورت سے دو تین باتیں کیں جیسا کہ طبیعت بشری کا تقاضا ہے اس سے پاک ہو کر اسی وقت توبہ و استغفار کیا اور حضرت قدوۃ الکبریٰ کی طرف لوٹا اور خدمت میں آ کر بیٹھ گیا آپ نے کچھ بھی اس کی طرف توجہ نہ کی۔ کچھ دیر کے بعد نصیحت فرماتے ہوئے جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ اس نادان کو دیکھو کہ بازار میں پھرتا ہے اور اچھی صورت کا نظارہ کرتا ہے۔

حضرت درّ یتیم نے کہ لوگوں کی خطاؤں کی سزا ان کے سپرد تھی حضرت قدوۃ الکبریٰ کے حکم سے فرمایا کہ گوہر علی کو مجلس سے باہر کر دو۔ ایک قلندر نے ان کو پکڑ کر مقام حضور سے محروم کر دیا۔ چند روز اسی طرح گذر گئے تو حضرت درّ یتیم کو مددگار کیا اور حضرت قدوۃ الکبریٰ کی طرف رجوع کی۔ قلندروں کے قدیم رواج کے مطابق جوتوں کی جگہ کھڑا کر کے اس کی گوشمالی کرائی اور سب لوگوں نے اس کی خطا کی معافی طلب کی۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ گمراہوں اور بدکاروں کے پیروں اور رہنماؤں کے لئے ضروری ہے کہ طالبوں کے خطرات دل سے واقف ہوں تاکہ ان کے دل میں شریعت اور طریقت کے خلاف خطرہ نہ آئے اور اس نیت سے جس میں ہمت کی کمزوری ہو علیحدہ کر دیں۔

شعر

تھے سر بازار جب گوہر علی — رُوئے خوباں سے نظران کی لڑی
یاں تہ سماں پہ ظاہر ہو گیا — تھا جو کچھ احوال و کیفیت پڑی

کرامت ۳۶

اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی کا ایک سفر میں سیلان کے راستہ پر گذر ہوا اور ایسے جنگل میں سابقہ پڑا کہ چند کوس تک بالکل آبادی نہ تھی۔ دو تین دن راستہ کو بے سامان کے طے کیا۔ یہاں تک کہ بعض ساتھی بے قرار ہو گئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے دوستوں کی بے چینی سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ لوہے کا ٹکڑا لاؤ ایک قلندر کے پاس لوہے کی زنجیر تھی لا کر سامنے رکھ دی۔ آپ نے کچھ دیر اس پر نظر کی تو وہ کھرا سونا ہو گیا۔ بابا حسین خادم کو فرمایا کہ جاؤ یہاں سے پانچ چھ جریب کے فاصلہ پر ایک بازار ہے جس کو سوق المجانین کہتے ہیں۔ اس سونے کو خوردہ کرا لاؤ اور ہمراہیوں کی تین دن کی خوراک کے مقدار بیچو اور باقی پانی میں ڈال دو۔

جب بابا حسین سوق المجانین میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت درّ یتیم کھڑے ہیں اور بازار کا نظارہ کر رہے ہیں اور ان کے دست مبارک میں درّہ ہے۔ بابا حسین متحیر ہوئے کہ آپ کو حضرت قدوۃ الکبریٰ ولایت اسلام اور اپنے مقام کی نگرانی سپرد کر کے آئے تھے کس طرح

آپ یہاں آئے اور ہاتھ میں یہ درّہ کیسا ہے ؟

فرمایا کہ چپ رہو اور اولیاء اللہ کو نہ دیکھو کہ ان کا آنا جانا آنکھ جھپکتے کوئی نادرامر نہیں ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰؒ نے مجھ کو سوق المجانین کا انتظام دیا ہے اس لیئے ہاتھ میں درّہ لیئے آیا ہوں کہ جو اس گروہ کے طریقے کے خلاف کرے اور ان کی حالت کے خلاف بولے اس کو سزا دوں اور جب کبھی مجھ کو اور اولیاء اللہ کو کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے تو اس سوق المجانین میں آتے ہیں اور جو ان کو پسند ہوتا ہے اس کو کھاتے پیتے ہیں۔ تم جس کام کے لیئے آئے ہو کرو اور جاؤ کیوں کہ حضرت محبوب یزدانی تمہارے منتظر ہیں۔

بابا حسین کو جو کچھ فرمایا تھا اکفرا لائے گئے اور حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تین دن کی خوراک لوگوں کی لے آیا ہوں اور باقی سونا پانی میں ڈال دیا ہے۔ مگر امیر تنگر قلی نے دل میں سوچا کہ سونا کیوں ضائع کیا۔ شاید کسی فقیر کے کام آجاتا۔ اس خطرہ کے آتے ہی حضرت نے ان پر جلال فرما کر فرمایا کہ تجھے کیا واسطہ ہو خدا کے کام میں دخل دیتا ہے اور ارحم الراحمین کو بندہ پروری سکھاتا ہے۔ اس درجہ امیر تنگر قلی کے نسبت عنایت فرمایا کرتے تھے کہ بیان نہیں ہو سکتا امیر تنگر قلی شرمندہ اور پشیمان ہوئے محفل شریف کی حاضری سے تین دن معزول رہے۔ آخر حضرت نورالعین کو پناہ بنایا اور حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی طلب کی اور قدیم عنایتوں کے مقام پر جلد پہونچ گئے۔

کرامت ۳۷

حضرت محبوب یزدانی بہ ارادہ سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ تعالےٰ تکریماً و تشریفاً آستانہ روح آباد سے روانہ ہوئے۔ ہمراہیانِ حضرت مع خیموں و خرگاہ لاد پھاند کر چلے۔ دو تین منزل طے کرنے کے بعد ابادی خطہ اودھ میں پہونچے۔ وہاں حضرت مولانا شمس الدین صدائقی فریادرس اودھی خلیفہ خاص کی خانقاہ میں اترے۔ حضرت شیخ شمس الدین نے مہمان داری کے اہتمام میں حد سے زیادہ پیش قدمی فرمائی۔ حضرت محبوب یزدانی کو شوربہ پسند تھا۔ اس کے پکانے کو خود کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ شوربہ پکانے میں ان کا ہاتھ جل گیا اور اس پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی نگاہ جب اس پر پڑی تو دریافت فرمایا۔ بعض خادموں نے عرض کیا کہ حضور کے شوربہ پکانے میں

یہ ہاتھ جل گیا ہے جس پر پٹی بندھی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرزند شمس الدین آگے آؤ۔ یہ داغ ولایت ہے جو تمہارے ہاتھ میں لگا ہے کیا غم ہے۔ اور کچھ مختصر سی دعا زبانِ مبارک سے پڑھ کر اس زخم پر دم کر دیا پھونکتے ہی اچھا ہو گیا۔

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ پیر کی خدمت میں اگر کوئی سستی کرتا ہے تو مقصد تک نہیں پہونچتا کیوں کہ پیر کی راہ میں اگر جان قربان نہ کر دے تو بے ہمت ہے۔ ایک جان کیا ہے اگر لاکھ جان شیخ پر نچھاور کر دے تو بھی کم ہے۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کہتا ہے کہ حضرت شمس الدین اودھی ایسے ہی شخص تھے جن کے نزدیک مرشد پر جان قربان کرنا آسان تھا۔

مثنوی

بخت یاور تھا جو شمس الدین کا — دعوتِ شیخ میں ہاتھ ان کا جلا
شیخ نے داغِ ولایت بخشا — گل مقصود عجب ہاتھ لگا
میں تو اس داغ کے قابل بھی نہیں — شمس کے ذرّہ مقابل بھی نہیں
کاش ہو جائے عنایت شہ کی — آرزو دل کی میری ہو پوری
مجھے گر داغِ غلامی مل جائے — لالہ سا دل کا شگوفہ کھل جائے
فخر ہو مجھ کو غلامی پہ تری — ناز کرتی مری تقدیر پھرے
اشرفی اشرفِ سمناں پر — فدیہ ہو جاؤ فدائی بن کر

کرامت ۳۸ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے ایک شخص حاضر ہوا جو غایت فلاسفہ کا بھید رکھتا تھا اور ظاہر میں مسلمان کی صورت بناتا تھا۔ ایک لحظہ حضور کے سامنے بیٹھے ہوئے گذرا تھا کہ حضور نے فرمایا کہ تو مذہبِ فلاسفی رکھتا ہے۔

وہ شرمندہ ہوا اور اسی وقت دل میں اپنے مذہب بد سے توبہ کی اور مذہب اہلِ سنّت وجماعت میں آگیا۔ فی الفور حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا الحمد للہ کہ اب تو سنّی ہو گیا

خبردار اس مذہب سے نہ پھرنا۔

وہ شخص اٹھا اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا اور مرید ہوگیا۔

شعر

مُصَفّا مثل آئینہ ولی اللہ کا دل ہے ‏ ‏ ‏ دِلوں کا راز کھل جانا نہیں کچھ انکو مشکل ہے

کرامت ۳۹ حضرت مولانا ابوالفضائل نظام الدین یمنی جامع لطائف اشرفی اپنا حال یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک مقام پر میرا گذر ہوا۔ اتفاقاً میری نظر ایک خوب صورت عورت پر پڑی اور میرا دل اس کے عشق میں ایسا گرفتار ہوا کہ مجھے اس کی وجہ سے کھانا پینا چھوٹ گیا۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہیں تھا۔ میں جانتا تھا یا میرا دل جانتا تھا۔ جب حسبِ معمول حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوا جیسے ہی حضور کی نظر مجھ پر پڑی آپ متبسّم ہوئے اس کے بعد سخنان معرفت آمیز فرمانے لگے اور قصۂ عشق مجنوں زبان پر آیا فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجنوں کو شرف عشق حقیقی سے مشرف فرمایا تھا۔ دوسروں کے لئے ایسا عشق مجازی نقصان پہونچاتا ہے۔

حضرت کے فرماتے ہی میرے دل سے میل عشق کا اس عورت کی طرف سے جاتا رہا۔ یہ آپ کے تصرّف کا اثر تھا ورنہ آتش عشق فرو ہونا محال ہے۔

رُباعی

جب دامِ محبّت میں کہیں آکے پھنسا دل ‏ ‏ ‏ پھر اسکا چھڑانا بھی ہی ہر شخص کو مشکل

یہ اشرفِ سمناں کا تصرف تھا کہ دم میں ‏ ‏ ‏ کھینچا جو مجازی سے حقیقت ہوئی حاصل

کرامت نمبر ۴۰ حضرت مولانا قاضی محمد رومی کو جب فیض صحبت حضرت محبوب یزدانی حاصل ہوا حضرت محبوب یزدانی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اپنے عہدۂ صدارت اور قضا کو ترک کردیا اور حضور کی ملازمت میں حاضر ہوتے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی بظاہر قاضی صاحب کی طرف سے کم توجہی اور تغافل فرماتے تھے۔ سات برس

تک جب حضرت کی نظر قاضی صاحب پر پڑتی ارشاد فرماتے کہ ہماری مجلس سے ان کو نکالدو اور سخت باتیں ان کے حق میں فرماتے کہ قاضی زادہ عجیب پست ہمت ہے کہ وہ روز کھانا کھانے کے لیئے میرے پاس آیا کرتا ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ حضرت محبوب یزدانی ایک ڈیڑھ منزل کہیں تشریف لے جاتے تو قاضی محمّد رومی آپ کے پیچھے پیچھے روتے چلے جاتے تھے۔ کبھی پیادہ پا چلتے چلتے قاضی صاحب کو ضعف آجاتا تھا اور زمین پر گر پڑتے تھے۔ مگر جب ذوق و شوق دل کا جوش مارتا تھا پھر چل کھڑے ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت قاضی محمد رومی اپنے حجرہ میں منہ لپیٹے پڑے تھے اور اپنے دل میں یہ کہتے تھے کہ اے محمّد رومی بہت اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ دولتِ ولایت سے محروم ہیں، تو بھی اپنے کو ان میں سے ایک سمجھ لے۔ محنت اور مشقت اس راہ میں جس قدر کرنا چاہیئے کتنی کہ اس حالت فکر و تردّد میں ایک لحظہ نہیں گذرا تھا کہ آپ کو آدمی کے پیر کی آواز معلوم ہوئی مگر کچھ ملتفت نہ ہوئے۔ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ محمّد رومی فراغت سے آرام کرو کہ تمہارے کام درست ہوگئے۔

حضرت قاضی محمّد رومی حالت اضطراب میں اٹھ بیٹھے اور دل میں یہ کہنے لگے کہ یا اللہ یہ جو کچھ کہ میں دیکھ رہا ہوں محل بیداری کا ہے یا عالم خواب ہے کہ اپنے کو اس قدر عذاب کے بعد ایسی نعمت سے مشرف پاتا ہوں۔ پھر جب حسب معمول خدمت محبوب یزدانی میں بار آزوئے تمام حاضر ہوئے حضرت نے بکمال توجہ جملہ مقامات و منازل تصوّف کے ایک چشم زدن میں طے کرادیئے۔

اسی اثنا میں حضرت حاجی الحرمین سیّد عبدالرّزاق نورالعین فرزند صاحب سجّادہ حضرت محبوب یزدانی علیل ہوگئے۔ آپ کے جسم مبارک میں کسی مقام پر ایسا درد ہوتا تھا کہ تمام اطبا اس کے علاج سے قاصر رہے۔ اتفاقاً ایک طبیب یونان سے آئے۔ انھوں نے کہا کہ اگر آدمی کا تھوڑا سا گوشت مل جائے تو میں اس سے ایک روغن تیار کروں۔ اس کے استعمال سے صاحبزادہ کا درد جاتا رہے گا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ تم نے ایسی دوا بتلائی ہے۔ بس کو میں کسی طرح بہم

نہیں پہونچا سکتا نہ کسی زندہ کو تکلیف دوں گا اور نہ کسی مُردے کو۔

حضرت قاضی محمد رومی بعد تکمیل معرفت حضرت محبوب یزدانی کے سارے مریدوں میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے، یہ بات سن کر چپکے سے جنگل چلے گئے اور حالت جوشِ عشق میں بے تکلفانہ اپنے ہاتھ سے بازوِ راست کو چھری سے کاٹ کر علیحدہ کیا اور ایک برتن میں رکھ کر ڈھانک کر طبیب کے پاس لائے اور کہا کہ اس میں سے جس قدر گوشت کی ضرورت ہو تراش کر دوا بنایئے اور خود اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لے گئے جب وہ حالت آپ کی فرو ہوگئی اور عالم شعور میں آئے تو پھر بدن کو جنبش دینے کی طاقت نہ رہی۔ صاحب فراش ہو گئے۔ حاضریٔ خدمت محبوب یزدانی سے معزول رہے۔ عرض کیا گیا کہ طبیب نے روغن تیار کیا اور صاحبزادہ کی مالش ہوئی اس کے استعمال سے صحت کامل ہوگئی حضرت محبوب یزدانی نے حکیم سے بطریق تجاہلِ عارفانہ پوچھا کہ تم تو کہتے تھے کہ بغیر آدمی کے گوشت کے روغن نہیں بن سکتا پھر بتلاؤ کیوں کر روغن بنا اور کہاں سے گوشت ملا۔

عرض کیا کہ حضور کے خادموں میں سے ایک صاحب اس صورت کے میرے پاس آئے اور آدمی کا ایک ہاتھ کٹا ہوا کپڑے میں لپیٹ کر لائے اور کہا کہ جس قدر گوشت کی ضرورت ہے اس میں سے تراش کر دوا بنایئے۔ میں نے جو اس کو دیکھا تو معلوم ہوتا تھا کہ کسی زندہ آدمی کا ہاتھ ہے کیوں کہ بوٹیاں پھڑک رہی تھیں اور سیلان خون بھی ہو رہا تھا۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ کام سوائے قاضی محمد رومی کے دوسرے سے ہونا ممکن نہیں۔ ان کو بلاؤ جب خادم قاضی محمد رومی کو بلانے گیا اور کہا کہ چلئے حضور آپ کو بلا رہے ہیں تو قاضی صاحب کے دل میں یہ خیال گذرا کہ بفرمان اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِلیٰ آخرہٖ میں نے اپنے ہاتھ پیر اور سارے اعضاء کو حضرت محبوب یزدانی کے ہاتھ پر بیع کر دیا تھا اگر حضور مجھ سے سوال کریں گے کہ ہاتھ ہماری ملک میں تھا بغیر ہماری اجازت تم نے اس میں تصرف کیوں کیا اور کاٹ ڈالا، تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس فکر میں ہانپتے کانپتے آہستہ آہستہ، خراماں خراماں حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی حضور کی نظر قاضی صاحب پر پڑی افسوس کے ساتھ فرمایا کہ فرزند قاضی محمد رومی تم نے پیر کے ساتھ

عشق و محبت کو بدرجہ انتہا پہونچا دیا۔ افسوس ہاتھ کاٹنے میں تم نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ یہ فرماتے فرماتے آپ پر ایک کیفیت پیدا ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جنید کے بھی مریدانِ باخلاص ایسے ہی تھے جیسے تم ہو۔ اور جب آپ کی حالت پر جوش ہوئی تو فرمایا:۔

"کہاں ہے قاضی زادہ" اور قاضی زادہ سامنے کھڑے ہیں اور آپ اسی طرح اپنی حالت میں پکار رہے ہیں۔

حاضرین نے عرض کیا کہ حضور کے سامنے قاضی زادہ حاضر ہے۔

فرمایا قریب آؤ اور زخم کی پٹی کھلوا کر ایک مرتبہ آیۂ کریمہ قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَهِیَ رَمِیۡمٌ پڑھ کر دم کر دیا۔ فی الفور قاضی صاحب کے نیا ہاتھ پیدا ہو گیا۔ زخم کا وجود بھی نہ رہا۔

سبحان اللہ! حضرت محبوب یزدانی کی کیا شان تھی۔ ان کے خوارق وطوارق عجائب وغرائب ہوتے تھے۔

غزل

جہاں میں ہے بڑا شہرہ ولایت ہو تو ایسی ہو
ملایا حق سے لاکھوں کو ہدایت ہو تو ایسی ہو

جہاں جس نے مدد چاہی وہیں مشکل ہوئی آساں
غلاموں پر جو آقا کی عنایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں تھے پہلے پھر ہوئے کونین کے سرور
ہدایت ہو تو ایسی ہو نہایت ہو تو ایسی ہو

علم ان کی جہاں گیری کا ہر جا سایہ گستر ہے
شہنشاہی کی خاطر شان رایت ہو تو ایسی ہو

کچھ ان کے حسن کا قصہ کوئی عشاق سے پوچھے
تڑپ جاتا ہے دل سن کر حکایت ہو تو ایسی ہو

مریدوں کی قیامت میں رہائی نار دوزخ سے
کریں گے اشرفِ سمناں حمایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں کی مدحت سے نوید مغفرت پائی
سخن کی اشرفی خستہ غایت ہو تو ایسی ہو

کرامت ۲۱

حضرت محبوب یزدانی مسجد جونپور میں نزول فرما تھے اور آپ کی خدمت میں شیخ محمد کبیر عباسی اور حضرت قاضی رفیع الدین اودھی اور حضرت شیخ ابو المکارم اور حضرت خواجہ ابو الوفا خوارزمی، یہ سب لوگ حاضر تھے حضرت محبوب یزدانی شطحیات مشائخ بیان فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں آپ پر ایک حالت

پرجوش پیدا ہوئی۔ اسی حالت میں فرمایا:۔

قال الاشرف الناس کلھم عبد لعبیدی۔

یعنی تمام آدمی مرے ایک ادنیٰ خادم کے خادم ہیں۔

حاضرین اس کو سن رہے تھے لیکن اس کا افشا کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ اگر بعض علمار ظاہر جو اسرار باطنی سے مطلع نہیں ہیں سنیں گے تو اعتراض و انکار کریں گے۔ جب اس پر ایک مدت گذر گئی حاجی صدر الدین علمار کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اتفاقیہ ان کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ حضرت محبوب یزدانی نے ایسا فرمایا۔ حاجی صاحب سے یہ بات سن کر بعض حاسدوں کو حسد پیدا ہوا۔ اور اعتراض کرنے لگے اور کہنے لگے اس کے کیا معنیٰ ہے۔ چنانچہ میر صدر جہاں اور قاضی شہاب الدین اس مجمع میں موجود تھے اس بات کے سنتے ہی قاضی نے فرمایا کہ درویشوں کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کس حالت میں تھے جبکہ یہ فرمایا۔ مناسب یہ ہے کہ ہم لوگ اس پر اعتراض نہ کریں اور انکار سے پیش نہ آئیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ خود حضور سے دریافت کریں کیوں کہ وہ ایک سید عالی حال صاحب کمال ہیں۔ تصرف تمام رکھتے ہیں۔ کسی کو آج میں نہیں دیکھتا کہ ان کا مقابلہ کرے اور کس کے بازو میں یہ قوت ہے ایک وحشی مزاج شخص کہنے لگا کہ ہمارا شہر علمار سے بھرا ہوا ہے۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایسی غرور بھری ہوئی اور حیرت انگیز بات کہے اور کوئی اس کے جواب میں اور استفسار میں لب نہ ہلائے۔ ملا محمود ایک جلیل القدر عالم تھے اور بڑے بحاث تھے ان کو سب نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں بھیجا کہ استفسار معنیٰ کریں۔ حضرت قاضی شہاب الدین نے فرمایا کہ محمود بھیا آداب مجلس مشائخ نہیں جانتا مبادا ایسی بات کہے کہ باعث گرانی خاطر سید ہو کل میں حضرت سید کی ملازمت میں جاؤں گا اور اس معنی کی تحقیق کروں گا جو اول گذرا اور اس طرح عرض کروں گا کہ حضرت محبوب یزدانی کو ناگوار خاطر نہ ہو گا کیوں کہ حضور کا مزاج بہت نازک ہے۔

حضرت محبوب یزدانی بعد ادائے وظائف معہودہ اپنے اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے کہ قاضی شہاب الدین تشریف لائے۔ حضرت محبوب یزدانی نے حسب معمول چند قدم ان کا استقبال کیا اور بکمال تعظیم لا کر بٹھلایا۔ چند مسائل فقہ حضرت محبوب یزدانی حل کر کے سب کو

سمجھا رہے تھے رفتہ رفتہ معرفت و تصوف اور لطائف عرفان کی باتیں درمیان میں آئیں جب حضرت محبوب یزدانی معارف حقائق بیان فرمانے لگے تغیر تمام چہرۂ مبارک پر ظاہر تھا نکات صوفیہ اس طرح بیان فرما رہے تھے کہ سامعین کے ذہن میں کوئی بات نہیں آ رہی تھی حاضرین اس قدر متاثر اور مسرور ہوئے کہ اپنے شعور سے بے خود ہو گئے۔ اس قدر مجلس کے حاضرین پر کیفیت وجد اور حال پیدا ہوئی کہ کسی کو شعور نہ رہا۔

حضرت محبوب یزدانی ایک پہر کے بعد عالم شعور میں آئے اور قاضی صاحب سے اخلاق و مدارات کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت قاضی چاہتے تھے کہ رخصت ہوں۔ حضرت محبوب یزدانی نے نور باطن سے دریافت کیا اور فرمایا کہ سبب نزول اقدام شریف شاید کسی بات کے استفسار پر مبنی ہو۔

حضرت قاضی کمال دہشت اور ادب سے عرض کرنے لگے کہ ہاں اگر ارشاد ہو تو عرض کروں کہ اس قسم کی باتیں حضرت سید کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا کہ اس کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ کلمہ الناس کلھم عبد لعبدی۔ با الف و لام صادر ہوا ہے اور الف لام عہد کے واسطے بھی آیا ہے اس واسطے کہ اکثر زمانے کے آدمی بندۂ ہوا و ہوس ہوتے ہیں اور حق تعالےٰ نے ہوا و ہوس کو میرا بندہ اور محکوم بنایا ہے۔ اور چوں کہ اہل عالم محکوم ہوائے نفسانی ہوئے تو میرے بندے کے بندے ہوئے اور میرے محکوم کے محکوم ہوئے۔ باعتبار کثرت احکام نفسانی اس قسم کی بات فرمائی۔

حضرت قاضی نے جب مفہوم حضرت محبوب یزدانی کا سمجھا خوشی خوشی خدمت عالی سے رخصت ہوئے۔ قاضی صاحب کے جانے کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کس سیاہ رو نے اس راز درویشانہ کو مجلس علما میں نقل کیا ہے۔

حاجی صدرالدین بھی مجلس عالی میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت کی بات کا اثر ان پر ظاہر ہوا اور ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

کرامت نمبر ۴۲ حضرت محبوب یزدانی مع اپنے خلفاء اور اصحاب مثل شیخ نجم الدین صغریٰ اور شیخ نجم الدین کبریٰ اور بابا قلی ترک مع دیگر جماعتِ خلفاء اور بعض ساکنان شہر بلخ میں بیٹھے تھے اور اسرار معرفت بیان فرما رہے تھے۔ حاضرین گوش دل سے سن رہے تھے۔ ناگاہ حضرت نے اپنا عصا مبارک اٹھایا اور چند بار غضب کے ساتھ جامع کی دیوار پر مارا۔ اس حالت غریب اور جلالت عجیب کو دیکھ کر اصحاب کو حیرت ہوئی۔ جب یہ حالت فرو ہوگئی تو حضرت نور العین نے سامنے آکر دریافت کیا۔ بہت ٹال بال کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اس وقت میدان موصل میں دریا کے کنارے ایک تھوڑی سی رومی فوج اور حبشیوں کی بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ ہوگیا اور آپس میں نہایت دلیرانہ لڑائی ہوئی۔ رومی فوج میں اس فقیر کا ایک مرید تھا۔ اس نے مدد چاہی اس فقیر کی ہمت اس کی دستگیر ہوگئی اور فرنگیوں کے ایک سو سوار میدان میں مارے گئے۔ ان میں سے ایک ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ اس کا بایاں ہاتھ تلوار کے ضرب سے کٹ کر گر پڑا۔ حق تعالےٰ نے لشکر روم کو فتح نصیب فرمائی اور دوسرے لشکر کو شکست ہوگئی۔

بعض مریدوں نے تسکینِ خاطر کے واسطے اس واقعہ کی تاریخ لکھ لی۔ چند روز کے بعد ایک زخمی آدمی اس لڑائی سے نکل کر اس جگہ آیا تو اس ماجرے کی تطبیق اور تصدیق ہوگئی۔ یہ واقعہ بعینہٖ ایسا ہی تھا جیسا کہ یہاں دیکھا گیا۔

غزل

اولیاء اللہ پر احوال غیب ۔۔۔ کشف ہوجاتے ہیں بے شک وریب
ہوئے دنیا میں کہیں جو واقعہ ۔۔۔ ان پہ کھلتا ہے ۔ بنور ساطعہ
دُور سے کرتے ہیں امدادِ مُرید ۔۔۔ انکی خدمت میں جو رہتا ہے سعید
عالم الغیبی کی ان میں شان ہے ۔۔۔ ان کا جو منکر ہے وہ شیطان ہے

کرامت نمبر ۴۳ حضرت محبوب یزدانی مع اپنے بعض اصحاب مثل حضرت نور العین اور حضرت شیخ ابوالقاسم اور شیخ علی سمنانی اور بابا حسین خادم اور مولانا عزیز الدین

شجرہ نویس کے جنگ صاحبقراں گیتی ستاں میں بہادر پہلوانوں کے معرکہ کا تماشہ کرنے کے واسطے تشریف لے گئے۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر دیکھا کہ دونوں طرف کے پہلوان باہم مشغول کارزار ہیں۔ جب دونوں لشکروں کے بہادروں نے تلواریں کھینچ لیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ دونوں لشکر میرے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہوں فتحمند کروں اور جس کو چاہوں مغلوب کروں۔ یہ کہتے ہوئے آستین مبارک کو جھٹکا دیا اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور سیدھے بازو کو ایک فوج کے مقابل کیا اور دوسرے بازو کو ایک فوج کے مقابل کیا اور جس ہاتھ کے پنجے کو اٹھا دیتے تھے اس طرف کا لشکر غالب ہو جاتا تھا اور دوسری طرف کا لشکر مغلوب ہو جاتا تھا۔ پانچ مرتبہ اسی طرح کیا کہ جس ہاتھ کے پنجے کو اٹھا دیتے تھے اس طرف کا لشکر مظفر و منصور ہو جاتا تھا اور یہ واقعہ نہایت عجیب و غریب تھا۔ حضرت خواجہ رُوزبہان قدس سرہٗ نے اس واقعہ کی نسبت یہ رباعی تصنیف فرمائی۔

رباعی

آنم کہ جہاں چو حقہ در دستِ من است — ایں قوت حق نہ قوت پشت من است
ایں کون و مکاں ہرچہ دریں عالم است — در قبضۂ قدرت دُو انگشت من است

فقیر اشرفی جامع کتاب ہٰذا نے یہ اشعار حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھے ہیں۔

غزل

اے اشرفِ سمناں ہو تم فرزند شیر کبریا — زورِ دُو بازو سے ترے ظاہر ہے شانِ مصطفٰے
حسنی حسینی جعفری یہ نسل عیبوں سے بری — اللہ رے شانِ برتری ذریتِ آلِ عبا
مغلوب غالب ہوتے ہیں ادنیٰ اشارے سے ترے — بخشا ہے تیرے ہاتھ میں اللہ نے حکم قضا
زورِ کرامت سے ترے مغلوب ہوں اعدا مرے — حاسد حسد ہی میں مرے غالب ہوں ان پر سدا
دست خدا یہ ہاتھ ہیں کیوں کر کہوں دست بشر — جب فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ہوا قرآں میں فرمانِ خدا

اب کچھ توجہ کیجیے اس اشرفی کے حال پر
آئینۂ دل ہو صفا عرفانِ حق کیجیے عطا

کرامت ۴۴ حضرت محبوب یزدانی اوّل مرتبہ جب سفر ملک دکن میں تشریف لے گئے اور خانقاہ عالم پناہ حضرت بندہ نواز سیّد محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ میں قیام فرمایا محمود خان گجراتی جو وہاں کے مشہور امیر و رئیس تھے حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور خدمتِ عالی سے شرف پایا۔ حضرت ان کی طرف کمال عنایت اور توجہ دلی فرماتے تھے۔ جب حضرت کے فیض صحبت نے اثر کامل ڈالا ایکبارگی محمود خان نے تمام مال و اسباب دنیا جو کچھ ان کے پاس موجود تھا سب فقراء کو لٹا دیا یہاں تک کہ قوّتِ شبینہ کے محتاج ہو گئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ کس قدر خرچ عیال روزمرہ کو چاہیئے؟

عرض کیا کہ چار اشرفیاں خرچ روزانہ کو کافی ہوں گی۔

فرمایا کہ ایک پہاڑ ہے جو خیال شاہی کے نام سے موسوم ہے۔ اس پہاڑ پر تم ہر روز جانا چار اشرفیاں تم کو ملا کریں گی۔

آپ کے خلیفہ خواجہ ابوالوفا خوارزمی نے جو حضرت کے ہمراہ تھے اس واقعہ کو اس طرح نظم فرمایا:۔

قطعہ

چو محمود از عیال خویش شد تنگ عنایت پیر کرد ش خضر اُو را

کہ ہر روز اے برادر بہر اطفال بگیر از سیم درّہ چار دینار

کرامت ۴۵ حضرت محبوب یزدانی کو کانورا جانے کا اتفاق ہوا۔ اکثر احباب منع کرتے تھے مگر تقدیر الٰہی وہاں جانے کے لئے تھی۔ فقیر مع گروہ درویشانِ ہمراہی وہاں جا کر ٹھہرا اس وقت وہاں مسلمان بہت کم تھے۔ خوب صورت عورتیں جادوگر بہت تھیں۔ اتفاقاً آپ کے مرید قاضی حجّت پر ایک جادوگرنی عورت عاشق ہو گئی۔ حضرت محبوب یزدانی قاضی حجت کو اس طرف توجہ کرنے سے منع کرتے تھے۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی نے وہاں سے سفر کی تیاری کی اسی جادوگرنی نے اپنے جادو سے قاضی حجت کو گائے بنا کر پوشیدہ کیا۔ جب حضرت کے ہمراہیوں نے انکو تلاش

کیا اور وہ نہ ملے۔ حضرت محبوب یزدانی کو اپنے کشف سے معلوم ہوا کہ قاضی حجت کو گائے بنا کر ایک جادوگرنی نے پوشیدہ کر رکھا ہے۔ فرمایا وہ عورت سور ہے جس نے میرے فرزند کو گائے بنایا ہے۔ اسی وقت وہ جادوگرنی سور ہو گئی اور اس کی ماں روتی ہوئی خدمت عالی میں آکر عرض کرنے لگی۔

آپ نے فرمایا کہ میرے فرزند قاضی حجت کو گائے بنا لیا ہے۔ تو جا اور قاضی حجت کے اوپر سے جادو اتار۔

جب وہ قاضی صاحب سے جادو اتار کر صورتِ بشری میں کر کے حاضر لائی فرمایا کہ جا اب تیری لڑکی بھی اپنی صورت پر آگئی ہوگی۔ یہ فرماتے ہی وہ جادوگرنی آدمی ہو گئی اس کے بعد ہمیشہ حضرت محبوب یزدانی ملک کانورو کے سفر کرنے سے نصیحت کرتے تھے۔

کرامت ۴۶

حضرت محبوب یزدانی آستانہ روح آباد میں جب قیام پذیر تھے ایک شخص سید علی قلندر نامی جو از روئے قابلیت علمی ممتاز اور صحبت اولیاء زمانہ سے سرفراز تھا۔ پانچسو قلندروں کے ساتھ مع نشان و نقارہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ آستانہ روح آباد میں حضرت محبوب یزدانی کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا مگر اس میں خود پسندی اور غرور حد سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ بعد ملازمت حضرت محبوب یزدانی کے گفتگو کے درمیان اعتراض حضرت کے خطاب جہانگیری پر کیا کہ یہ خطاب اگر عالم علوی و سفلی اور عالم صوری و معنوی پر ہے تو ایک شخص کو یہ خطاب ملنا تعجب معلوم ہوتا ہے کیوں کہ سارے اولیاء زمانہ حسب مراتب اپنی ولایت کے جہانگیر ہیں۔ آپ کی کیا تخصیص ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ تم شیخ الاسلام زمانہ ہو، نہ قاضی ہو، نہ محتسب اس اسرار درویشی کی تحقیق کرنے سے تم کو کیا فائدہ۔ فقراء کے راز حال دریافت کرنے سے باز آؤ۔

بیت

برو بکار خود اے واعظ ایں چہ فریاد است مرا فتاد دل از رہ ترا چہ افتاد است

قلندر نے کہا کہ ہم خدا کا لشکر ساتھ لئے ہوئے تحقیق مقامات درویشاں کے لئے سفر کرتے ہیں۔ جب تک آپ کے خطاب جہانگیری کی تحقیق نہ کریں گے نہ جائیں گے۔ اگر اس خطاب سے

مُرادمیدانِ دنیا ہے پس ہر مشائخ پیشوا ہر مقام کے ہیں جس کی وجہ سے قیام وجود ہے۔ اور جہاں سے مُراد اگر ولایت معنوی ہے پس بطریقِ اولیٰ ہر ولی اپنی حد ولایت کا محافظ ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ فقیر کمینہ مُلازمان بارگاہ عالی حضرت مرشد شیخ علاء الحق والدین کا ہے۔ انھوں نے مجھ کو بمقتضائے الالقاب تنزل من السماء جس وقت کہ حضرت کی خانقاہ عالم پناہ کی درو دیوار سے آواز "جہانگیر، جہانگیر" بلند ہوئی مجھ کو خطاب جہانگیری سے مشرف فرمایا۔ میں اس قابل نہ تھا۔

اشعار

لطف سے محمود نے سردار اس کو کر دیا گو کہ تھا ادنیٰ غلام اس کا ایاز خاکسار

نامزد کافور کر کے نام اس کا دھر دیا کیا خطا حبشی غلام اپنے کو شہ نے لطف سے

قلندر نے کہا جس خطاب سے دنیا میں کسی ولی کو مخاطب نہ کیا ہو آپ کے لئے اس خطاب کی کیا خصوصیت ہے اس توقیر کو جو قلندر کے درمیان میں آئی اگر پورے طور سے لکھا جائے نو ورق بھر جائیں۔ اور وہ دلائل علمی جو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ جہانگیر اس کو کہتے ہیں کہ جو جہانِ وجود پر تصرف رکھتا ہو اور یہ فرماتے ہوئے حضرت کے چہرۂ انور پر آثار غضب ظاہر ہوئے فرمایا کہ دیکھ مرا ہاتھ ایک حس ہے میں اس سے دوسرے حواس سے کام لے سکتا ہوں۔

قلندر نے کہا بغیر آنکھ سے دیکھے ہوئے کیوں کر یقین ہو۔

حضرت نے ایک قاب کھانے سے لبریز منگوائی اور اپنا دستِ مبارک اس میں ڈال دیا۔ آپ کی انگلیوں نے سارا کھانا کھالیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ دیگ میں جس قدر کھانا ہے اٹھالاؤ۔ اس کو بھی آپ کی انگلیوں نے کھالیا۔ اسی طرح دیکھنے اور سننے اور سونگھنے اور کلام کرنے کی قوتیں آپ کی انگلیوں سے ظاہر ہوئیں۔

باوجود ایسی کرامات عظیم دیکھنے کے قلندر نے کہا کہ ہاں یہ تصرف دیکھا لیکن یہ خطاب بے ادبی سے خالی نہیں۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ آپ کی انگلی نے یہ آواز دی کہ اے گدھے

خطاب جہانگیری پر کیا اعتراض کرتا ہے میں جان گیر ہوں۔

یہ بات جس وقت انگشت مبارک سے نکلی اسی وقت قلندر کے جسم سے روح پرواز کر گئی اور روسیاہ دنیا سے گیا۔ اس کے قلندران ہمراہی نے اس کا گور و کفن کیا۔ حضرت کے بعض خلفاء شیخ کبیر اور قاضی رفیع الدین اور شیخ رکن الدین شہباز اور شیخ اصیل الدین سفید باز اور شیخ جمیل الدین جرہ باز ہر ایک شخص نے اس کرامت کو دیکھ کر دانتوں کے نیچے انگلی دبائی اور حضرت محبوب یزدانی کی ثنا و صفت کرتے ہوئے قدم مبارک پر سر رکھ دیا مجلس عالی میں ایک شور مچ گیا کہ اس قسم کی کرامت آج تک کسی ولی سے ظاہر نہ ہوئی اور نہ سنی گئی۔

سیّد علی قلندر کے ہمراہی جب ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تین دن کے بعد جو اُن میں سر حلقہ تھا اس نے حضرت شیخ کبیر و حضرت حاجی عبدالرّزاق نورالعین کے ذریعے سے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست فاتحہ کی کہ ہمارے پیر کا انجام آخرت بخیر ہو۔ بپاس خاطر ان بزرگوں کے قلندر کی روح پر فاتحہ پڑھی اور دعا ر بخشائش کی۔

غزل

جہانگیر جاں گیر محبوب یزداں — تمہیں ہو نہر بر نیستان عرفاں
ترے سامنے ٹھہرے روباہ کیونکر — غنیمت ہے گروہ بچا لے چلے جاں
ہوا بے ادب جو حضوری میں تیرے — گرے اس پر برقِ اجل ہو خروشاں
ترے ذات والا سے سارے جہاں میں — علی و نبی کی نمایاں ہوئی شاں
ادب سے رہو اشرفی ان کے در پر — اگر چاہتے ہو ملے نورِ ایماں

کرامت ۴۷

کتاب ثمرات الانقیاء میں حضرت مولانا ابراہیم سرہندی نے لکھا ہے کہ حضرت محبوب یزدانی کے دست مبارک میں کھجور کی گٹھلیوں کے دانہ کی تسبیح تھی۔ ایام تعمیر روضہ مبارک میں ایک دن حضرت محبوب یزدانی عمارت روضہ منوّرہ ملاحظہ فرما رہے تھے کہ دفعتاً نماز مغرب کا وقت آگیا۔ مؤذن نے اذان کہی۔ حضرت

محبوب یزدانی تیز قدم جماعت کے لئے چلے۔ حضرت کے ہاتھ میں جو تسبیح تھی اس کا ڈورا ٹوٹ گیا۔ دانے منتشر ہو گئے۔ بعد نماز مغرب حضرت کے مریدوں نے تلاش کر کے تسبیح کے دانے جمع کئے۔ جب شمار کیا ایک دانہ کم تھا ان کو ڈورے میں پرو کر گرہ دے دی تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے مریدوں میں سے ایک صاحب وہ ایک گم شدہ دانہ بھی تلاش کر کے لائے حضرت نے فرمایا کہ اب تو تسبیح کے دانوں پر گرہ لگ چکی۔ مگر آپ نے اس ایک دانہ کو متصل روضہ مبارک بو دیا اور فرمایا کہ میری تسبیح کی یادگار رہنا چنانچہ اس سے کھجور کا درخت پیدا ہوا۔ جب پھل لانے لگا تو ہر پھل کے گٹھلی میں سوراخ نظر آتا تھا۔ حضرت مولانا ابراہیم سرہندی لکھتے ہیں کہ جب میں آستانہ عالی حضرت محبوب یزدانی پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ درخت کھجور موجود تھا اور ہر دانہ کی گٹھلی میں قدرتی طور سے سوراخ ہوتا تھا۔ اور اس کو حضرت کی اولاد اور دیگر معتقدین تبرک سمجھ کر کھاتے تھے۔

معلوم ہوا کہ مصنف سنوات الاتقیا کے زمانہ تک وہ درخت موجود تھا جس کو آج ڈھائی سو برس کا زمانہ گذرا۔

کرامت ۴۸ حضرت محبوب یزدانی کی یہ کرامت عام طور پر مشہور ہے کہ آپ کے آستانہ روح آباد میں ایک درخت بہیڑے کا لگایا تھا اور اپنی خانقاہ جائس میں ایک درخت نیب کا نصب کیا تھا جو کچھوچھہ شریف سے چھ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں بہیڑے میں پھول لگتے۔ وہاں نیب میں بہیڑہ پھلتا۔ جب سے آستانہ عالی درگاہ کچھوچھہ شریف پر بہیڑے کا درخت خشک ہو گیا تب سے جائس کے نیب میں بہیڑے نہیں پھلتے۔ شاذ و نادر کبھی کبھی ایک دو پھل بہیڑے کے اب بھی نیب میں پھل جاتے ہیں۔ اگر کسی کو اتفاقاً وہ پھل مل جاتا ہے تو شائقین اور معتقدین سو سو دو دو سو روپے دیکر لیتے ہیں۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا جب قصبہ جائس میں اپنے برادر معظم محترم حضرت مولانا شاہ علی حسن اشرفی احمدی جائسی رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں حاضر ہوا تو وہاں کے لوگوں نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا کہ اسی نیب کے نیچے حضرت محبوب یزدانی کے فاتحہ عرس کے

واسطے ایک مجمع عظیم الشان کے ساتھ لوگ بیٹھے تھے دفعتاً ایک طرف سے ایک کالا سانپ آیا اور زیب کے درخت پر چڑھ گیا۔ درخت کی اس شاخ میں ایک سوراخ تھا جس میں وہ گھس گیا۔ تمام حاضرین پریشان تھے کہ اگر یہ سانپ سوراخ سے نکل پڑا تو ضرور کسی نہ کسی کو کاٹے گا۔ اِدھر لوگ قل پڑھنے میں مشغول ہوئے اُدھر درخت کے اوپر جو دیکھتے ہیں تو وہ سوراخ جس میں سانپ گھسا تھا خود بخود بند ہو گیا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک جولاہے کی گود میں ایک تازہ پھل بہیڑہ کا ٹپک پڑا۔ اسی وقت لوگ اس سے خواہش مند ہوئے کسی نے کہا کہ ہم سے ڈیڑھ روپیہ لے لو اور ہم کو دے دو کسی نے کہا ہم سے چار روپیہ لے لو یہاں تک کہ جب اس کی قیمت بہت بڑھی تو راجہ مہونہ نے جو وہاں موجود تھے اس کو زرِ خطیر دیکر خرید لیا اور تبرکاً اپنے گھر لے گئے۔

کرامت نمبر ۴۹

حضرت سیّد مخدومی سیّد شاہ عمادالدین اشرف عرف لکڑ شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب جذب کامل تھے اور فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کو ان سے تعلیم کسب وجود یہ پہونچی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ ملک دکن کے ایک مولوی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ مرید ہونے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ جب قبر میں جاؤ گے اس وقت تم کو خود معلوم ہو جائے گا۔

مولوی نے عرض کیا کہ قبر میں کیا ہوگا نکیرین سوال کریں گے۔ جاہلوں کو جواب دینا مشکل ہوگا۔ عالم کو کیا دقت ہوگی جو ماہر زبان عربی ہے۔

اس بات پر چند سال گذرے کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی وضو فرما رہے تھے آب وضو ہاتھ میں لے کر ایک طرف چھینٹا مارا اور یوں فرمایا کہ "کیوں نہیں کہتا میں اشرف محبوب یزدانی کا مرید ہوں"۔

یہ حالت دیکھ کر حاضرین کو حیرت ہوئی مگر کوئی دریافت نہ کر سکا۔ مگر ناز پروردۂ آغوش دولت جہانگیر حضرت حاجی الحرمین سیّد ابوالحسن عبدالرزاق نورالعین نے عرض کیا کہ حضور نے یہ خطاب کس کی طرف فرمایا اور پانی کیوں چھڑکا۔

فرمایا فرزندم کو یاد ہوگا کہ ایک مولوی ملک دکن سے آیا تھا اور مجھ سے سوال کیا تھا کہ بیعت کرنے کا مدعا کیا ہے۔ میں نے اس کو جواب دیا تھا کہ قبر میں اس کا حال معلوم ہوگا اس کو اپنے علم کا غرور تھا۔ آج وہ شخص دنیا سے انتقال کر گیا۔ قبر میں نکیرین نے جب سوال کیا اس کا سارا علم بھول گیا اور جواب نہ دے سکا۔ مجھ پر میرے رب نے اس کا حال روشن کر دیا۔ مجھ کو خیال ہوا کہ میرا ملنے والا مبتلائے عذاب ہو اس لئے میں نے اس کے منہ پر آب وضو کا چھینٹا مارا اور کہا کہ کیوں نہیں کہتا کہ میں اشرف محبوب یزدانی کا مرید ہوں جب اس کی زبان سے میرے مرید ہونے کا اظہار ہوا تو ملائکہ نے رحم کیا اور کہا کہ یہ ان کا مرید ہے جن کے واسطے ملکوت سموات پر فرشتوں نے ندا کی تھی کہ اشرف محبوب یزدانی ہے۔ غرض کہ وہ عذاب سے بچ گیا۔

سبحان اللہ! کیا شان اولیاء اللہ کی ارفع و اعلیٰ بتائی گئی ہے۔

غزل اشرفی

غلام اپنا مجھ کو بنا شاہ اشرف — یہی ہے مری التجا شاہ اشرف
کہ ہے موت اور زندگی تیری یکساں — مدد کرتا ہے برملا شاہ اشرف
بسر عمر ہو خدمتِ دینِ حق میں — نہیں اور کچھ مدعا شاہ اشرف
میں ہوں طالبِ دین و دنیا نہ تم سے — مجھے دے خدا سے ملا شاہ اشرف
مددگار ہر دم تمہیں اشرفی کے — تمہیں اس کے مشکل کشا شاہ اشرف

کرامت نمبر ۵۰

حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ فقیر مع خیمہ و خرگاہ اور قلندران ہمراہی کے ایام سرما میں یمن میں پہونچا۔ ایک مسجد میں اترا اور وہاں کے صلحا سے ملے اور چندے قیام کیا۔ شب برأت کے وقت ہم سب بیٹھے تھے کہ حضرت ابو الغیث یمنی میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ برادر اشرف امسال یمن میں نزول بلیات اور آفات اس قدر ہونے والی ہے جس کی برداشت کسی کو نہیں ہو سکے گی۔

میں نے کہا کہ فقیر کو بھی اپنے کشف سے یہی ظاہر ہوا ہے۔ آپ نے بیان کرنے میں سبقت کی ورنہ میں خود بیان کرتا۔ اور فرمایا کہ ہم اور آپ دونوں محبت کے ساتھ یہ بار اپنے اوپر اٹھالیں۔

کہا بہت خوب۔

دونوں بزرگوں نے بتوجہ باطنی اپنے اوپر بار اٹھالیا۔

قطعہ

چہ مردانند در راہِ خداوند | کہ بر دارند بارِ بیکراں را
نشستہ بر زمیں از ہمّت خویش | بسر گیرند بار آسماں را

صبح کے وقت دونوں بزرگوں کی یہ حالت تھی کہ چہرہ زرد آنکھیں سرخ تین دن تک یہی حالت رہی کہ طاقت جنبش نہ تھی۔

قطعہ

کمال اولیاء اللہ میں یہ کیسی ہمت ہے | کہ وہ بار بلائے خلق اپنے سر پہ لیتے ہیں
دیا ان کو خدا نے وہ تصرف اپنی قدرت سے | جو پائیں طالب صادق کو سب کچھ اسکو دیتے ہیں

کرامت ۔ ۵۱

حضرت محبوب یزدانی کا یہ معمول تھا بسبب شب بیداری اخیر وقت میں نماز عشاء ادا فرماتے۔ یعنی نماز ختم کرتے کرتے تہجد کا وقت آجاتا تھا۔ ایک مرتبہ سفر حج میں جا رہے تھے اور اس مرتبہ جہاز میں چھ مہینے کامل گذر گئے ایک دن جہاز طوفان میں آگیا اور تین شبانہ روز طوفان میں رہا۔ ہمراہیان حضرت بیحد پریشان دست بدعا ہو رہے تھے اور حضرت محبوب یزدانی بھی دُعا و استغفار میں مشغول تھے۔ آپ کی دعا سے اللہ تعالےٰ نے جب اس طوفان سے نجات بخشی۔ چوتھی شب کو حضرت جب نوافل اور اوراد معمولی بعد مغرب سے فارغ ہو کر ذکر معارف اور حقائق میں نیم حصہ رات کا گذر گیا تھا۔ تین شبانہ روز کے جگے ہوئے تھے حضرت کو نیند آگئی تھی یہاں تک کہ صبح

صادق طلوع ہو گئی اور آسمان پر شفق نمایاں ہو گئی۔ جب لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ صبح ہو گئی۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے فقیروں کی محنت ضائع نہیں کرتا جہاز کی چھت پر جاکر دیکھو ابھی صبح نہیں ہوئی ہو گی"۔ یہ بات زبان مبارک سے نکلتے ہی سب نے جاکر دیکھا کہ تاریکی شب ظاہر ہو گئی۔

حضرت محبوب یزدانی نے اٹھ کر استنجا کیا اور وضو کر کے نماز عشاء پڑھی۔ خدام والا بھی سب کے سب جلدی جلدی وضو کر کے سنت اور فرض اور نوافل مع اوراد معمولی حضرت کے ساتھ ادا کی۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے کچھ آرام کیا۔ ایک گھنٹے کے بعد صبح صادق طلوع ہوئی۔ سب نے بجماعت حضرت کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی۔

بیت

عجب نبود کہ صبح صادق آنست   نفس کم زن کہ صبح صادق آں ست

اس روز سے حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب اور خدام سے ارشاد فرمایا کہ آئندہ نماز عشاء تاخیر کر کے کوئی نہ پڑھے۔ اور حضرت نے اس کے بعد ہمیشہ تاحیات اپنی کبھی نماز عشاء میں تاخیر نہیں فرماتے تھے۔

سبحان اللہ! کیا شان اقدس حضرت محبوب یزدانی کی تھی۔ فی الحقیقت مردانِ ابوالوقت کے تابع وقت ہوتا ہے نہ کہ وہ تابع وقت کے ہوتے ہیں ایک دل میں ہزاروں تغیر ظاہر کر سکتے ہیں۔ عوام شانِ مردان الوقت نہیں سمجھ سکتے۔

قطعہ

ہوئے جو باقی باللہ قادر ہیں خدائی پر   بھلا کیا ناقصوں کے عقل میں یہ راز آئے گا

مگر ہاں مرد کامل کی غلامی جس نے کی بیشک   وہی لطفِ خدا سے گوہر مقصود پائے گا

کرامت ۵۲ ایک شخص امراء لاچین سے حضرت محبوب یزدانی سے کچھ انکار رکھتا تھا۔ ایک دن حضرت کی دعوت کی اور دستر خوان پر طرح طرح

کے کھانے چنے گئے۔ دو پیالہ میں چوزۂ مرغ پکا ہوا حضرت کے سامنے پیش کیا ایک پیالے میں چوزۂ مرغ جو وجہ حلال سے خرید کر پکوایا تھا اور دوسرے پیالے میں چوزۂ مرغ جو بلا قیمت بظلم وجہ حرام سے لیا تھا۔ آپ نے وہ پیالہ چوزۂ مرغ جو وجہ حلال سے پکا ہوا تھا اپنے سامنے رکھا۔ دوسرا پیالہ جس میں چوزۂ مرغ وجہ حرام سے تھا۔ دعوت کرنے والے کے سامنے بڑھا دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارا حق ہے اور تمہارے لئے مناسب ہے۔

شعر

کسے کو را خدا محفوظ دارد ۔۔۔ بر دستِ سنگِ جفا ہرگز نہ بارد

حضرت مولانا نظام یمنی جامع لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں بارہا دیکھا کہ جب کسی وقت کسی نے طعام مشکوک کو حضرت کے سامنے پیش کیا تو آپ کے بائیں پیر کی چھنگلیاں خود بخود حرکت کرتی

شعر

زہے ذاتِ شریف سیّدِ پاک ۔۔۔ کہ پاکش داشت حق ز امیر شر خاک

قطعہ

لگاؤں اپنی آنکھوں سے میں ہردم ۔۔۔ ملے گر مجھ کو ان کی نعل کی خاک

ولائے اولیاء عشقِ خدا ہے ۔۔۔ مگر مشکل ہے اس کا سب کو ادراک

کرامت نمبر ۵۳ حضرت محبوب یزدانی جس وقت شیراز بغرض زیارت مقابرِ بزرگان قیام پذیر ہوئے اور قیام گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک درویش حضور کی ملازمت کے لئے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ بارہ برس سے مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہتا ہوں۔ اور فلاں فلاں بزرگ کی خدمت میں حاضر رہا لیکن مجھ کو کچھ حاصل نہ ہوا۔

مصرع   درخت کام و مرادم بہ بر نمی آید

جب وہ درویش خدمت عالی میں بکمال عجز و نیاز و اظہار انکسار بصد مبالغہ عرض حال کرنے لگا۔

مصرع   چو گفت از دل سخن در دل اثر کرد

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا خاطر جمع رکھو اور ان کی کشود کے لئے فاتحہ پڑھا ایک گھڑی بھی نہیں گذری تھی کہ حضرت کی توجہ سے ابتدا سے انتہا تک منازل سلوک اسکے طے ہو گئے اور تمام اسرار معرفت اس پر کھل گئے۔

بیت

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

چنانچہ اس شخص کے اثر حالت سے تمام حاضرین موثر ہوئے۔

ابیات

اے اشرف سمناں اگر مجھ پر بھی ڈالو اک نظر   کافی ہے روز حشر تک میرے لئے اسکا اثر
غوث جہانگیر ولی محبوب یزدانی ہو تم   اے نور عین مصطفےٰ حیدر کے ہو جان و جگر

کرامت ۵۴ حضرت محبوب یزدانی جب سفر جونپور سے بنارس میں تشریف لے گئے اور اپنے خلیفۂ خاص مولانا عبداللہ بنارسی کو سرفراز فرمایا حضرت کا خیمہ ایک بت خانہ کے متصل صحرا میں کھڑا ہوا۔ جماعتِ کفار بکمال اخلاص بت پرستی کر رہے تھے، حضرت محبوب یزدانی کو یہ اخلاص پرستش اُن کا ایسا دل پر اثر پذیر ہوا کہ زبان مبارک سے یہ شعر نکلا۔

شعر

اگر عکس رخ والفت نبودے در ہمہ اشیاء   مغاں ہرگز نہ کردندے پرستش لات و عزیٰ را

ایک دن حضرت محبوب یزدانی بنظر سیر و تماشہ معبد کفار میں سمت بت خانہ تشریف لے گئے۔ تمام گروہ کفرہ حضرت کے زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسی درمیان میں تحقیقاتِ

مذہبی کا تذکرہ نکل آیا جس سے اپنے مذہب کی حقیقت کا اظہار ہونے لگا اور اظہار قوتِ استدراجیہ کرنے لگے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اگر بُتِ سنگین ہمارے مذہبِ اسلام کی تصدیق کریں اور تمہارے مذہب کی تکذیب کریں تو اس صورت میں تم ایمان لے آؤ گے۔ سب نے اقرار کیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے ایک بُتِ سنگین کو ہاتھ میں اٹھالیا اور فرمایا کہ اگر مذہب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے تو کہہ :- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اسی وقت بت نے بزبان فصیح پڑھا :- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایک ہزار ہندو اسی وقت کفر سے بیزار ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔

قطعہ

پڑھیں کلمہ بتِ سنگیں مرے شہ کی کرامت سے
برا ہے جو کوئی ایماں نہ لائے اپنی شامت سے
ہوئی بیدار جن کی بخت وہ قدموں پہ سر رکھ کر
مشرف ہو گئے اسلام میں وہ اپنی قسمت سے

کرامت ۵۵

حضرت محبوب یزدانی محمد آباد گہنہ سے لوٹتے ہوئے ایک قریہ میں اترے جس کا نام آپ کے نام سے منسوب ہو کر اشرف پور رہا یہ موضع شہر اعظم گڑھ سے تین کوس سمت شمال واقع ہے۔ اسی موضع کے کنارے دکھن جانب لب سڑک ایک چھوٹا سا چشمہ جاری ہے۔ یہ مقام حضرت کو پسند آیا۔ ایک چلہ قیام کر کے یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ اسی موضع کا زمیں دار راجپوت ہندو تھا۔ اس کا بیٹا ہنکار سنگھ نامی جنگل میں لب چشمہ جہاں حضرت محبوب یزدانی چلہ کش تھے آپ کی زیارت کو آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کچھ کھائے گا۔

اس نے عرض کیا کہ اگر آپ کا پرشاد (تبرک) ملے گا ضرور کھاؤں گا۔

حضرت نے ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہاں جو کچھ کھانا ملے کھا لینا۔

وہاں جا کر دیکھا کہ عمدہ عمدہ قسم کے کھانے پلاؤ، زردہ، بریانی، قورمہ، کباب۔ طرح طرح کے کھانے لذیذ چنے ہیں۔ خوب سیر ہو کر کھایا اور یہ کرامت حضرت کی دیکھ کر صدق دل سے ایمان لایا اور مسلمان ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ جب اپنے

گھر گیا وہاں بھی معمولی گوشت جھٹکے کا پکا ہوا تھا۔ اس کو ناپسند کیا اور کہنے لگا کہ باباجی کے پاس جو سگوتی (گوشت) کھایا یہاں وہ کب میسّر ہو سکتا ہے۔ اس کے گھر والے سب سمجھ گئے کہ یہ باباجی کے پاس کھانا کھا کر مسلمان ہو گیا۔ ان کو حضرت کی طرف سے اس قدر خوف غالب ہوا کہ گھر چھوڑ کر کہیں نکل گئے۔ ہنکار سنگھ نے خدمت عالی میں حاضر ہو کر گھر کا حال عرض کیا حضرت نے فرمایا غم مت کھاؤ یہ موضع تم کو دئے جاتا ہوں۔ آج سے تمہارا نام ہنکار خان ہوا۔ ایک دن ہنکار خان نے خدمت عالی میں عرض کیا کہ یہ چشمہ جو ہمارے موضع کے کنارے جاری ہے۔ بسبب زمین عمیق کے اس کا پانی ہمارے کھیتوں کو سیراب نہیں کرتا حضرت محبوب یزدانی نے اپنا انگوٹھا داہنے ہاتھ کا زمین پہ رکھ کر دبایا۔ وہاں سے ایک قدرتی چشمہ جاری ہوا جو آبپاشی آراضی موضع کے لئے کافی ہو گیا۔ حضرت نے اس کا نام اشرف المار رکھا اب بہ شکل تالاب وہ مقام موجود ہے۔ اس کو گاؤں والے اشرف پوکھری کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی نے اپنی مسواک کو زمین میں داب دیا تھا اس سے ایک بڑا درخت عظیم الشان نیم کا پیدا ہوا جو اب تک موجود ہے۔ جو حضرت محبوب یزدانی کے حجرہ چلہ کشی کے دروازے پر واقع ہے۔

ایک بات عجیب اس گاؤں میں حضرت کی دعا سے قائم ہے کہ اولاد پسری حضرت ہنکار خان کے قبضہ میں اب تک وہ گاؤں موجود ہے۔ اگر کوئی اولاد دختری یا اور کسی کو اس موضع کی جائداد دیوے تو اس کو سزاوار نہیں ہوتی۔ تھوڑے دن میں لاولد ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص اس گاؤں کی جائیداد خرید کرے تو اس کو بھی سزاوار نہیں ہوتی۔

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا جب اس موضع اشرف پور میں پہونچا تمام خورد و کلاں، مرد و عورت سب اس فقیر کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔ میرا اونٹ اس نیم کی پتی کھانے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت اس نیم سے ایام بندوبست میں ایک لالہ جی نے مسواک توڑ کر استعمال کی اسی وقت وہ دیوانہ ہو گیا۔ آپ اپنے اونٹ کو روکئے ایسا نہ ہو کہ کچھ نقصان پہونچے۔

میں نے کہا کہ میرے دادا کا درخت ہے۔ میں ان کا پوتا ہوں۔ اگر میرا اونٹ اس نیم سے پتّی کھائے تو کیا قباحت ہے۔

اس بات کو سن کر گاؤں والے خاموش ہو گئے۔

اس فقیر نے ایک بار مبارکپور ضلع اعظم گڑھ سے آکر موضع اشرف پور میں سو ڈیڑھ سو مریدان کی جماعت لے کر صحن حجرہ میں حلقۂ ذکر جہر کیا۔ عجیب لطف رُوحانی حاصل ہوا۔ اور کیوں نہ ہو جہاں حضرت محبوب یزدانی نے چلہ کیا ہو وہ زمین برکتوں اور نور سے معمور نہ ہو۔

شعر

بر زمیں کہ نشانِ کفِ پائے تو بود　　　سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

۷۸۶

اشرف المساجد ٹرسٹ کا

مختصر تعارف

حضرت مخدوم میر سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ غوث العالم آپ کے فیض روحانی سے عالم کا گوشہ گوشہ مستیز ہے اور اکتساب فیض کے لئے ہر طرف سے لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند عرس شریف کے موقع پر حاضر ہوتے ہیں۔ طالبان حق دراہ صفا مطلوب تک پہونچتے ہیں۔ رجب شریف کی ستائیسویں تاریخ بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اطراف عالم کے اولیائے کرام آپکے آستانہ پاک پر اکٹھا ہوتے ہیں۔ منزل سلوک کو طے کر کے مدنی تاجدار معراج والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں قرب خاص سے نوازے جاتے ہیں۔

ایک بار مجھے عرس شریف کے موقع پر اپنی خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں نماز جمعہ پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ نمازیوں کا اژدہام تھا۔ اس وقت موجودہ خانقاہ میں چھوٹی بڑی کوئی مسجد نہ تھی۔ نمازیوں کو ادائے جمعہ میں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آستانہ عالیہ پر چھوٹی مسجد ہونے کی بنا پر مسجد بھر گئی نماز قبروں پر اور قبروں کے سامنے پڑھی گئی۔ دل میں آرزو پیدا ہوئی کاش ایک ایسی مسجد تعمیر ہو جس میں زائرین آستانہ پاک کو ہر طرح کی سہولت پہونچائی جائے اور زائرین اطمینان اور فراغ قلب کے ساتھ خشوع و خضوع سے منہیات شرعیہ سے محفوظ رہ کر پنجگانہ نماز و جمعہ و عیدین ادا کر سکیں اور بس۔ مسجد بنا کر نہ کسی مسجد کا اضافہ اور نہ نام و نمود مقصود اور نہ ہی تعمیری نمائش۔ محض خالصاً لوجہ الکریم تعمیر کا عزم کیا گیا۔

سلامی پھاٹک کے اندرونی حصہ میں جج صاحب[1] مرحوم کی زمین عم محترم سید شاہ رفیق اشرف و سید شاہ نظام اشرف ایڈوکیٹ و حضرت العلام اخی المعظم المکرم المحترم مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف کے تعاون سے جج صاحب کی اولاد سے اسٹام پر لکھا کر حاصل کی گئی تاکہ زمین کی کسی قسم کا کوئی نقص نہ رہے

[1] عالیجناب حمید اللہ خاں سربلند جنگ

چنانچہ ۱۹۷۸ء میں معززین خاندانی اور عمائدین قوم وملت کی موجودگی میں حضرت شیخ الشیوخ خلوت نشین زاویہ بیت تارک معاملات زندگانی عامل وظائف اشرفی بقیۃ السلف خاندانی میرے حقیقی خالوجان عابد و زاہد سید شاہ ظہیر الدین اشرف اشرفی جیلانی متعنا اللہ تعالیٰ ببرکات حیاتہ کے مبارک ہاتھوں سے اشرف المساجد ٹرسٹ المعروف مسجد سمناں کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ بنیادی تکمیل بدر طریقت عامل شریعت رہنمائے حقیقت حضرت مولانا حکیم سید شاہ قدیر احمد صاحب اشرفی جیلانی کی نگرانی میں ہوئی۔ ملک زادہ محب گرامی محمد عمر صاحب کا عملی تعاون خوب رہا۔ پھر کچھ ایسے نامساعد حالات پیدا ہوئے کہ فقیر سرمایہ کی فراہمی نہ کر سکا، جو جوئے شیر سے کم نہیں۔

پھر غیبی ہدایت کے بموجب روحانیہ پاک حضرت مخدوم اوحد الدین میر سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ والرضوان کارفرما ہوئی۔ درحقیقت اشرف المساجد ٹرسٹ غیبی ہدایت کی تصدیق اور تائید مرے محب صادق ومکرم مولانا محمد امام الدین صاحب صانہ اللہ تعالےٰ عن شر کل حاسد وعین امام وخطیب جامع مسجد بسکھاری جوان سال وجواں ہمت نے رہنمائی کی اور آں موصوف ہی کو تعمیری نگرانی سونپ دی گئی۔ مولانا موصوف کے خلوص نے تعمیر میں نئی زندگی بخش دی۔ بحمدہ تعالےٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، سلسلۂ تعمیر اب تک جاری ہے اور ابھی مسجد کا کام بہت باقی ہے۔ یہ میرے علم میں نہیں کب جاکر مکمل ہوگی۔ محض اس کی بارگاہ قدس میں رجا و امید کی قوت تمام کا سہارا ہے اور سرکار مخدوم علیہ الرحمہ میں یہ التجا ہے۔ ؎

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما   درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا نام لیوا آپ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتا ہے ؎

یا سید اشرف جہانگیر   دست من زار و ناتوان گیر

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا ہوں، آپ کا کہلاتا ہوں، عرض مدعا ہے ؎

ہرکہ آمد بردرت امیدوار   بر نگردد چوں نیابد مدعا

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ نے فرزند نور العین کے فرزندوں کی ضمانت لی ہے یہ فقیر عرض کرتا ہے۔ ؎

سرو لاثانا ہا کرمیا دستگیرا اشرفا   حرمتِ روحِ پیمبر یک نظر کن سوئے ما

اے سرکار مخدوم آپ کے دربارِ عالی کا ایک دائمی بھکاری ہاتھ جوڑے پیارے عرض کرتا ہے۔ ؎

اے جہانگیر پیر اے مخدوم
زود از درت کسے محروم
بہر اولادِ خویش اے اشرف
حاکم وقت را بکن محکوم

سگِ بارگاہ اشرف

سید حامد اشرف اشرفی جیلانی

۱۴ / محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

مطابق : ۱۱ / اکتوبر ۱۹۸۴ء

درود حضوری

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

یہ درود شریف بعد نماز جمعہ مجمع کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ سو بار پڑھے۔ بیشمار دینی و دنیاوی فوائد و برکات حاصل ہوں گے۔ اے سارے جہان کے خالق و مالک! درود شریف مذکور کا ورد اور وظیفہ کرنے والے بندے کو توان گنت فیوض و برکات سے نواز دے (آمین)

ہم نیک خواہشات کے ساتھ۔ صحائف اشرفی کی اشاعت پر مرشد برحق اعلیحضرت اشرفی میاںؒ کی بارگاہِ اقدس میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں
اس شبیہ غوث الثقلین کے وسیلے سے ہم اپنے کاروبار میں برکت و ترقی اور ایمان و عقیدے میں پختگی کے متمنی ہیں۔

گدائے اشرفی
حاجی عبد الرزاق اشرفی پلاسٹک والے

۷۸۶
۹۲

خاتمہ بالخیر ہو سکرات کی سختی نہ ہو — رُوح جب تیری طرف جائے اسے پستی نہ ہو

ہم صحائف اشرفی کی اشاعت پر خلوص دل کے ساتھ ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں — **سفر میں حفاظت کیلئے**۔ موٹر، اسکوٹر، ٹرین، ہوائی جہاز اور سائیکل وغیرہ پر سوار ہوتے وقت پڑھنے کی دُعا۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم سُبحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقرِنِینَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ط

اے خالق و مالک! دعاء مذکورہ کی برکت سے ہم تمامی اہل خاندان کو نواز دے، جان و مال اور عزت و ایمان کی حفاظت فرما اور کاروبار میں خیر و برکت کا نزول فرما۔ (آمین) تیرے کرم کا سائل

محمد سلیمان کھارا والا۔

۷۸۶
۹۲

بڑے دربار میں پہونچایا مجھ کو میری قسمت نے — میں صدقے جاؤں کیا کہنا مرے اچھے مقدر کا

صحائف اشرفی کی اشاعت پر ہم اپنے عقیدت بھرے دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ **بحری سفر کیلئے** جہاز، کشتی، لانچ بحری سفر شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:۔

بِسمِ اللّٰہِ مَجرٖھَا وَمُرسٰھَا اِنَّ رَبِّی لَغَفُورٌ رَّحِیم ط انشاء اللّٰہ سفر بحفاظت تمام ہوگا۔

اے رؤف و رحیم! دعاء مذکور کی برکت سے زندگی کا سفر کامیاب سے کامیاب تر بنا۔ ہر خطرات سے محفوظ و مامون رکھ اور جسم و جان، مال و اولاد، ایمان و اعتقاد کے ساتھ منزل مقصود تک پہونچا دے، رزق حلال عطا فرما اور اس میں خیر و برکت بھی۔ (آمین)

درِ کرم کے بھکاری

مالکان: میٹرو میٹرسس مارٹ

۳۳، پنجاری اسٹریٹ بمبئی ۳

٧٨٦
٩٢

ایسی سرکار ہے بھر پور جہاں سے لینے روز اک میلہ نیا در پہ لگا ہوتا ہے

صحائف اشرفی کی اشاعت پر نیک تمناؤں کے ساتھ مبارکباد قبول فرمایئے۔

زہر و ضرر رساں چیزوں سے حفاظت کیلئے

کھانے پینے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیں، انشاء اللہ کسی قسم کا نقصان نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اے خالق و مالک! اس دعا کی برکت سے ہم تمام برادران خویش و اقارب دوکان و مکان کو آفات ارضی و سماوی سے محفوظ و مامون رکھ، صراطِ مستقیم پر چلا اور ایمان و اعتقاد میں جلا، کاروبار میں خیر و برکت عطا فرما۔ (آمین)

۷۸۶
۹۲

آ نا ہی نہیں گویا سرکار کو "لا" کرنا ہے عام کرم ان کا اپنا ہو کہ بیگانہ

ہم انتہائی عقیدت و خلوص کے ساتھ "صحائف اشرفی" جیسی روحانی کتاب کی اشاعت پر (جو ہمارے والد گرامی مفتی کمال الدین کمال ہند اور والدہ ماجدہ سروری خاتون اور نانا ملا مبین کے پیر روشن ضمیر اور مرشد برحق شبیہ غوث الثقلین اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی مرتبہ ہے) مبارکبادی پیش کرتے ہیں — یا ارحم الراحمین! حضرت غوث العالم محبوب یزدانی اور حضرت اشرفی میاں کے وسیلے سے ہمارے والدین اور نانا جان جو حضرت اشرفی میاں کے اجل خلفاء میں تھے، مغفرت فرما اور مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما۔ (آمین)

محتاج کرم

فصیح الدین اشرفی۔ مالک ہوٹل ڈی رومانہ دہلی

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

صحائف اشرفی" کی اشاعت پر دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔

اے رب کریم! حضرت محبوب یزدانی، مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نورِ باطنی سے ہمارے نہاں خانۂ دل کو روشن اور منور فرما اور مخدوم سمنانی کے فیضان کرم سے کاروبار میں بے پناہ خیر و برکت اور ایمان و عقیدے کی صحت و سلامتی عطا فرما۔ (آمین)

بارگاہِ اشرف کے بھکاری

مالکان حفیظ اینڈ کمپنی ۱۱ نمبر ناگدیوی اسٹریٹ ناخدا محلہ بمبئی نمبر ۳

نہ صرف آنکھیں ہی روشن ہوں دل بھی بینا ہو
اگر وہ آئیں کبھی اک بار آنکھوں میں

برائے کشادگی رزق اور دیگر مقاصد

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

روزانہ بعد نماز عشاء ۳۶۰ بار پڑھے اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف رزق میں خیر و برکت ہوگی۔

۷۸۶
۹۲

جس نے جو مانگا وہ پایا اور بے مانگے دیا
پاک منہ پر حرف آیا ہی نہیں انکار کا

بے پناہ خوشبوؤں کے ہجوم میں "صحائف اشرفی" کی اشاعت پر ہدیہ مبارکبادی پیش کرتے ہیں

برائے تجارت وترقی روزگار

یہ عمل تجارت وترقی روزگار کے لئے عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ ترکیب بعد نماز عشاء

یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ

۵۰۰ مرتبہ

ایسی جگہ کھڑے ہو کر برہنہ سر کہ سایہ کسی چیز کا سر پر نہ ہو پڑھے۔ اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے انشاء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔

اے رزاق مطلق

مذکورہ بالا دعا کا ثواب ہمارے والدین مرحومین کی روح کو پہونچا دے اور مرشد برحق کے طفیل ہمارے کاروبار میں بے پناہ خیر وبرکت، نیتوں میں اخلاص اور درجات میں ترقی عطا فرما۔ آمین

محتاج کرم
ایک سائل بے نوا
محمد عرفان اشرفی

۷۸۶
۹۲

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما
درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

صحائف اشرفی کی اشاعت، ہم نیازمندوں کے لئے باعث مسرت غوث العالم محبوب یزدانی، شاہ سمناں کی بارگاہ کرم میں ہم نذر عقیدت پیش کرتے ہیں۔

بادشاہا، کریما! اپنے محبوب بندوں کا سایۂ کرم ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم و دائم رکھ۔ ایمان و اعتقاد کو تازگی، اعزہ و اقربا کو صحت و سلامتی اور کاروبار میں وسعت و برکت عطا فرما۔ (آمین)